حج

فضائل ۔ تاریخ ۔ احکام ۔ آداب

حجۃ الاسلام والمسلمین
علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ العالی

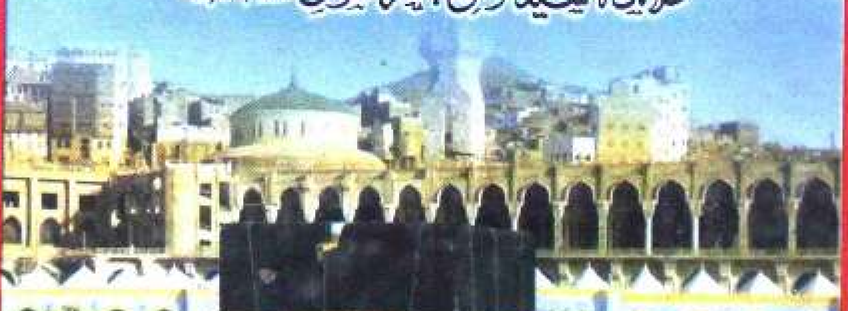

فروغ دین
NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

حج

فضائل - تاریخ - احکام - آداب

تحریر

حجۃ الاسلام والمسلمین

علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ العالی

ناشر

ادارۂ "اصلاح" (کجھوا) پاکستان:

کاتب: . . . . . جعفر زیدی: ۳۶ بی لانڈھی

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ

اِنَّ الْحَمْدَ

وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ

لَاشَرِیْکَ لَکَ

لَبَّیْکَ

* * *

فرمانِ الٰہی

* * * * *

" حج " کی فضیلت کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ:
مالکِ دو جہاں نے اِسے اپنا حق قرار دیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس بھی گنجائش ہو وہ ضرور اُس کے گھر پر حاضری دیں اور اِس اہم ترین دینی فریضے کو انجام دیں۔
اور اگر کوئی شخص" استطاعت " کے باوجود لاپروائی کرے تو اُس کا یہ عمل اُسے کفر کی سرحد تک پہونچانے کا سبب بنتا ہے۔

جیسا کہ سورۃ مبارکہ آلِ عمران میں ارشادِ قدرت ہے:

" وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ○ "

(لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اُس کے گھر تک پہونچنے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ اُس کا حج کرے، اور جو کوئی اس حکم سے انکار کرے تو (اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ) خداوندِ عالم تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔)

القرآن
* (پارہ ۴ سورۃ ۳ آیت ۹۷) *

فرمانِ رسولِ اکرمؐ

* * * * *

اور حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ :

"کُلُّ نَعِیْمٍ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ صَاحِبُہٗ ، اِلَّا مَا کَانَ فِیْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ "

(ہر نعمت کے بارے میں اُس کے مالک سے (روزِ قیامت) باز پُرس کی جائے گی (کہ کہاں خرچ کی) سوائے اُس چیز کے جسے جہاد یا حج میں خرچ کیا ہو۔)

* (حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: بحارالانوار جلد ۹۶ صفحہ ۱۵)

اور برادرانِ اسلامی کے دیگر مکاتبِ فکر کی کتابوں میں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ مقدّس، مندرجہ ذیل الفاظ میں موجود ہے کہ :

" جو شخص زادِ راہ (وغیرہ) . . . رکھتا ہو جس سے بیت اللہ تک پہونچ سکے اور پھر بھی حج نہ کرے، تو اُس کا اِس حالت میں مرنا یہودی یا عیسائی ہو کر مرنا برابر ہے۔"[1]

اور علّامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور و معروف تالیف "بحارالانوار" میں حجّ بیتُ اللہ کے فضائل کے بارے میں خاندانِ رسالت کی جو احادیث و روایات نقل کی ہیں، اُن میں حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ ارشادِ گرامی بھی موجود ہے، جس میں آپؐ نے

[1] صحیح بخاری

حج کے تمام، اہم ارکان میں سے ایک ایک رُکن کا تذکرہ کرتے ہوئے اُس کے فضائل کی طرف بھی لوگوں کو توجّہ دلائی، اور دنیا و آخرت میں حاصل ہونے والے اُس کے فوائد سے بھی بندگانِ خدا کو روشناس فرمایا۔

چنانچہ آپؑ نے فرمایا:

”اِنَّكَ اِذَا اَنْتَ تَوَجَّهْتَ اِلٰى سَبِيْلِ الْحَجِّ ثُمَّ رَكِبْتَ رَاحِلَتَكَ وَمَضَتْ بِكَ رَاحِلَتُكَ لَمْ تَضَعْ رَاحِلَتُكَ خُفًّا وَّلَمْ تَرْفَعْ خُفًّا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ حَسَنَةً وَّ مَحَا عَنْكَ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ۔

فَاِذَا طُفْتَ بِالْبَيْتِ اُسْبُوْعًا كَانَ لَكَ بِذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَهْدًا وَّ ذِكْرًا يَسْتَحْيِيْ مِنْكَ رَبُّكَ اَنْ يُّعَذِّبَكَ بَعْدَهٗ۔

فَاِذَا صَلَّيْتَ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ بِهِمَا اَلْفَيْ رَكْعَةٍ مَّقْبُوْلَةٍ۔

فَاِذَا سَعَيْتَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ كَانَ لَكَ بِذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ حَجَّ مَاشِيًا مِنْ بِلَادِهٖ، وَمِثْلُ اَجْرِ مَنْ اَعْتَقَ سَبْعِيْنَ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً۔

فَاِذَا وَقَفْتَ بِعَرَفَاتٍ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَلَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِنَ الذُّنُوْبِ قَدْرُ رَمْلِ عَالِجٍ

وَ زَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرَهَا اللّٰهُ لَكَ۔

فَإِذَا رَمَيْتَ الْجِمَارَ كَتَبَ اللّٰهُ بِكُلِّ حَصَاةٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ تُكْتَبُ لَكَ لِمَا تَسْتَقْبِلُ مِنْ عُمُرِكَ۔

فَإِذَا ذَبَحْتَ هَدْيَكَ اَوْ نَحَرْتَ بُدْنَتَكَ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ بِكُلِّ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمِهَا حَسَنَةً فَكَتَبَ لَكَ لِمَا تَسْتَقْبِلُ مِنْ عُمُرِكَ۔

فَإِذَا طُفْتَ بِالْبَيْتِ اُسْبُوعًا لِلزِّيَارَةِ وَصَلَّيْتَ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ضَرَبَ مَلَكٌ كَرِيمٌ عَلٰى كَتِفَيْكَ ثُمَّ قَالَ:

اَمَّا مَا مَضٰى فَقَدْ غُفِرَ لَكَ فَاسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ عِشْرِيْنَ وَ مِائَةِ يَوْمٍ۔

* (امالی صدوق ۵۴۹)

یعنی: "حج بیت اللہ" کے راستے کی طرف جب تم توجہ کرلو، سواری پر بیٹھ جاؤ اور سواری تمھیں لے کر چل پڑے، تو جتنے قدم بھی وہ اُٹھائے اور رکھے گی، ہر قدم پر خداوندِ عالم تمھارے (نامۂ اعمال میں) نیکی لکھے گا اور تمھاری دس کوتاہیوں کو معاف کرے گا۔

پھر جب خانۂ خدا کا طواف - سات چکر لگا کر - مکمّل کرو تو خداوندِ عالم کی بارگاہ میں (گویا) تمھارا ایک عہد (و پیمان مقرّر) ہو گیا اور (تمھارا) ذکر (اُس کے پاس لکھ لیا گیا) جس کے بعد خداوندِ عالم

کو یہ پسند نہیں ہوگا کہ تمھیں عذاب میں مبتلا کرے۔

پھر جب مقامِ ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھو گے، تو خداوندِ عالم اُس کے عوض تمھارے نامۂ اعمال میں ایک ہزار رکعت مقبول (نمازیں) لکھے گا۔

اور جب صفا و مروہ کے درمیان سات شوط سعی کرو گے تو تمھارے لیے خداوندِ عالم کے نزدیک پیدل حج کرنے والے شخص جیسا اجر و ثواب لکھا جائے گا۔ اور خدا کی راہ میں ستّر مومن غلاموں کی آزادی جیسی جزاء مقرّر کی جائے گی۔

(حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی طرح عُمرہ کے تمام اعمال کا ذکر فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ:)۔

اور جب عرفات کے میدان میں (۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب سے) غروبِ آفتاب تک تم وقوف کرو گے، تو اگر تمھارے گناہ صحرا کی ریگ یا سمندروں کی جھاگ کی طرح (بہت بڑی مقدار میں) ہوں گے تب بھی خداوندِ عالم تمھارے سارے گناہ معاف کر دے گا۔

پھر جب (مشعر الحرام میں وقوف اور منیٰ پہونچ کر رمی جمرات کے بعد) تم خدا کی راہ میں (گوسفند وغیرہ) کی قربانی دو گے یا اونٹ کو نحر کرو گے تو اُس کے جسم سے جتنا خون بہے گا، اُس کے ہر قطرے کے عوض خداوندِ کریم تمھارے نامۂ اعمال میں تمھاری باقی ماندہ زندگی میں (ایک ایک) نیکی لکھتا رہے گا۔

پھر جب (واجباتِ منیٰ ادا کرنے کے بعد مکّہ معظّمہ پہونچ کر) خانۂ کعبہ کا طواف، زیارت، سات چکّر (لگا کر مکمّل) کروگے اور مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھوگے، تو ایک معزّز فرشتہ تمھارے شانوں پر ہاتھ مار کر کہے گا کہ:

ماضی میں جو کچھ (قصور یا گناہ تم سے) سرزد ہوتا رہا ہے، وہ سب معاف کر دیا گیا۔ اب نئے سرے سے عمل کا آغاز کرو (اور کوشش کرو کہ اب ایسی زندگی گذارو جو گناہ و نافرمانی، اور ہر قسم کی کوتاہیوں سے پاک ہو۔ کیوں کہ حج سے قبل جو گناہ تم سے سرزد ہوئے تھے، خداوندِ کریم نے وہ سب تو معاف کر دیے، اب یہ تم پر منحصر ہے کہ اپنی آئندہ زندگی کیسی بناتے ہو، اور اِس کا فیصلہ) ایک سو بیس دن کے اندر کر لینا۔)

* * *

اِس کے علاوہ بھی بعض احادیث میں "۱۲۰" دن کا تذکرہ ہے۔ جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ حج کی تکمیل کے بعد "۱۲۰" دن تک اُس کی خصوصی نورانیت انسان کے شاملِ حال رہتی ہے۔

* * *

یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ کمالِ ادب و معرفت کے ساتھ "حج" کرنے کی بناء پر بندے کے وہی گناہ معاف ہوتے ہیں جو اُس کے اور خدا کے درمیان ہوں، اور جن سے اُس نے دورانِ حج سچّی توبہ

کرلی ہو، لیکن اگر اُس نے بندگانِ خدا کے حق کو پامال کیا ہے۔ یا حقوق النّاس میں کوتاہی کی ہے، تو جب تک صاحبانِ حق معاف نہیں کریں گے، اُس وقت تک اُن کا مؤاخذہ باقی رہے گا، تاکہ کسی بندے کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ * (بحار الانوار جلد ۹۶ صفحہ ۵)

***

* اور جس طرح اِس فریضے کی انجام دہی انتہائی عظمت و سعادت اپنے دامن میں لیے ہوئی ہے اِسی طرح اِسے ترک کرنا، نگاہِ قدرت میں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ چناں چہ سرکارِ دو عالم ؐ نے فرمایا:

"یَا عَلِیُّ کَفَرَ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَشَرَۃٌ اَلْقَتَّالُ وَ السَّاحِرُ وَ الدَّیُّوْثُ وَ نَاکِحُ الْمَرْاَۃِ حَرَامًا فِیْ دُبُرِھَا، وَ نَاکِحُ الْبَھِیْمَۃِ وَ مَنْ نَکَحَ ذَاتَ مَحْرَمٍ مِنْہُ وَ السَّاعِیْ فِی الْفِتْنَۃِ وَ بَائِعُ السِّلَاحِ مِنْ اَھْلِ الْحَرْبِ وَ مَانِعُ الزَّکٰوۃِ وَ مَنْ وَجَدَ سِعَۃً فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ۔"

* (خصال جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

(اے علیؑ! قسم ہے خداوندِ عزّ و جلّ کی، کہ اِس اُمّت کے دس قسم کے اشخاص (کلمہ پڑھنے کے باوجود) کفر کی راہ پر ہیں:

(۱):۔ لوگوں کو (بے قصور) قتل کرنے والے۔

(۲):۔ جادوگر۔ (۳):۔ دیّوث۔ (۴):۔ کسی عورت سے

حرام طریقے سے ۔ ۔ ۔ ۔ کرنے والے ۔ (۵):۔ جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے والے ۔ (۶):۔ اپنی کسی محرم (عورت) کے ساتھ ہمبستری کرنے والے ۔ (۷):۔ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے والے ۔ (۸):۔ (کافر) حربی کے ہاتھوں اسلحہ فروخت کرنے والے ۔ (۹):۔ زکوٰۃ کے منکر ۔ اور (۱۰):۔ وہ شخص جس کے پاس استطاعت ہو لیکن حج کیے بغیر دنیا سے چلا جائے ۔

* * *

جبکہ

اِس فریضے کو انجام دینے والا گناہوں سے اِس طرح پاک ہوتا ہے، گویا ابھی شکمِ مادر سے دنیا میں آیا ہو۔ چناں چہ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت ابوجعفر امام محمّد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"اَلحَجُّ ثَلَاثَۃٌ ، فَاَفضَلُھُم نَصِیبًا: رَجُلٌ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِہٖ وَمَا تَأَخَّرَ وَ وَقَاہُ اللہُ عَذَابَ النَّارِ۔

وَ اَمَّا الَّذِی یَلِیہِ فَرَجُلٌ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِہٖ وَیَستَانِفُ العَمَلَ فِیمَا بَقِیَ مِن عُمرِہٖ وَ اَمَّا الَّذِی یَلِیہِ ، فَرَجُلٌ حُفِظَ فِی اَھلِہٖ وَمَالِہٖ ۔"

* (خ ج ا ص ۳۹)

یعنی (''حج'' تین طرح کے ہوتے ہیں، فریضۂ حج انجام دینے والوں میں) شرف و فضیلت کے اعتبار سے سب سے زیادہ اُس شخص کا درجہ بلند ہے جس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں، اور وہ آتشِ جہنم سے نجات پا جائے۔

اِس کے بعد اُس شخص کا درجہ ہے جس کے زمانۂ ماضی کے سارے گناہ معاف ہو جائیں اور آئندہ زندگی میں از سرِ نو عملِ خیر انجام دے۔

اور آخری درجہ اُس کا ہے (جسے یہ دونوں مراتب تو نصیب نہ ہو سکیں، البتہ) اُس کے اہل (و عیال اور جان) و مال کو سلامتی حاصل ہو۔)

٭

نوٹ

(یہ بات بھی ہر صاحبِ ایمان کے لیے باعثِ درس و نصیحت ہے کہ ہم لوگ اپنے مال اور گھر والوں کی سلامتی ہی کو سب سے قیمتی چیز سمجھتے ہیں، جبکہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کا ذکر سب سے آخر میں کیا ہے، اور گناہوں کی مغفرت کا سب سے پہلے تذکرہ فرمایا ہے)

٭

★ ★ ★

فرمانِ جناب امیرالمومنینؑ

* * * * *

امیرالمومنین حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام کا
ارشادِ گرامی قدر ہے کہ:

”وَفَرَضَ عَلَيْكُمْ حَجَّ بَيْتِهِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلَهُ
قِبْلَةً لِلْأَنَامِ يَرِدُونَهُ وُرُودَ الْأَنْعَامِ وَيَأْلَهُونَ
إِلَيْهِ وُلُوهَ الْحَمَامِ، جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلَامَةً
لِتَوَاضُعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ، وَإِذْعَانِهِمْ لِعِزَّتِهِ، وَ
اخْتَارَ مِنْ خَلْقِهِ سُمَّاعاً أَجَابُوا إِلَيْهِ دَعْوَتَهُ
وَصَدَّقُوا كَلِمَتَهُ وَوَقَفُوا مَوَاقِفَ أَنْبِيَائِهِ
وَتَشَبَّهُوا بِمَلَائِكَتِهِ الْمُطِيفِينَ بِعَرْشِهِ
يُحْرِزُونَ الْأَرْبَاحَ فِي مَتْجَرِ عِبَادَتِهِ وَيَتَبَادَرُونَ
عِنْدَهُ مَوْعِدَ مَغْفِرَتِهِ، جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
لِلْإِسْلَامِ عَلَماً وَلِلْعَائِذِينَ حَرَماً، فَرَضَ حَجَّهُ
وَأَوْجَبَ حَقَّهُ، وَكَتَبَ عَلَيْكُمْ وِفَادَتَهُ فَقَالَ
سُبْحَانَهُ: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً۔ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ
غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝“

یعنی: (پروردگارِ عالم نے تم لوگوں پر اپنے اُس محترم گھر کا حج فرض قرار دیا، جسے اُس نے لوگوں کے لیے قبلہ قرار دیا ہے۔ جہاں لوگ پیاسے جانوروں کی طرح سے، بے تابانہ انداز سے وارد ہوتے ہیں، اور ایسا اُنس رکھتے ہیں جیسا اُنس کبوتر اپنے آشیانے سے رکھتا ہے۔

"حجِ "بیت اللہ" کو خداوندِ عالم نے اپنی عظمت کے آگے جھکنے کی علامت اور اپنی عزّت کے ایقان کی نشانی قرار دیا ہے (جس کیلئے) اُس نے مخلوقات میں سے اُن بندوں کا انتخاب کیا ہے جو اُس کی آواز پر لبّیک کہنے والے، اور اُس کے کلام کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

یہ لوگ اُن جگہوں پر وقوف کرتے ہیں جہاں انبیائے کرام نے وقوف فرمایا تھا۔ اور عرش کا طواف کرنے والے فرشتوں جیسا اُن لوگوں نے انداز اپنایا ہے۔۔۔ یہ لوگ اپنی عبادت کے معاملے میں برابر فائدے حاصل کر رہے ہیں، اور مغفرت کی وعدہ گاہ کی طرف تیزی سے سبقت کر رہے ہیں۔

پروردگارِ عالم نے، خانۂ کعبہ کو اسلام کی نشانی، اور بے پناہ افراد کے لیئے پناہ گاہ قرار دیا ہے، اُس کے حج کو فرض کیا ہے، اور اُس کے حق کو واجب قرار دیا ہے۔۔۔ تمھارے اوپر اس گھر کی حاضری کو لکھ دیا ہے، اور صاف اعلان کر دیا ہے کہ:

لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ اُس کے گھر کا "حج" کریں، جس کے لیے اس راہ (کو طے کرنے) کی استطاعت ہو، اور جو کفر اختیار کرے

(اُسے یاد رکھنا چاہیئے کہ) خداوندِ عالم تمام جہانوں سے بے نیاز ہے) ۔
* (ملاحظہ فرمایئے نہج البلاغۃ خطبہ ۱)

★ ★ ★

★ اور آپؑ نے اپنی شہادت سے قبل جو وصیتیں فرمائیں، اُن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

اَللہَ اَللہَ فِیْ بَیْتِ رَبِّکُمْ ، لَا تُخْلُوْہُ مَا بَقِیْتُمْ فَاِنَّہٗ اِنْ تُرِکَ لَمْ تُنَاظَرُوْا "

(اور اپنے پروردگار کے گھر (خانۂ کعبہ) کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا جب تک تم زندہ رہو، اُسے خالی نہ ہونے دینا، کہ اگر اُسے چھوڑ دیا گیا، تو پھر مہلت بھی نہیں دی جائے گی ۔)

★ ایک اور موقع پر فرمایا:

"لَا تَتْرُکُوْا حَجَّ بَیْتِ رَبِّکُمْ ، فَتَهْلِکُوْا

(دیکھو! اپنے پروردگار کے گھر (خانۂ کعبہ) کا حج ترک نہ کرنا، ورنہ ہلاکت سے دوچار ہو جاؤ گے) * (ثواب الاعمال ۲۱۲)

(کیونکہ خالقِ دوجہاں نے اُسے بندوں کی سلامتی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔)

---- ۱۵ ----

★ ★ ★

★

فرمانِ امام زین العابدینؑ

* * * * *

★ امام چہارم فرزندِ رسولِ خداؐ، سیّد السّاجدین حضرت امام علی ابن الحسینؑ، زین العابدین علیہ السلام کے بارے میں علّامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

كَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَيْنِؑ يَقُوْلُ:

"حِجُّوْا وَاعْتَمِرُوْا وَ تَصِحَّ اَجْسَامُكُمْ وَتَتَّسِعُ اَرْزَاقُكُمْ، وَيَصْلَحُ اِيْمَانُكُمْ وَتَكْفُوْا مُؤْنَةَ عَيَالَاتِكُمْ۔"

(امام چہارم حضرت زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ:

حج اور عمرہ بجالایا کرو، جسمانی طور پر تندرست رہو گے، تمھارے رزق میں کشائش (اور وسعت) پیدا ہوگی، تمھارے ایمان کی اصلاح ہوگی (دینی معاملات میں تقویّت نصیب ہوگی اور مال کے اعتبار سے تمھیں اتنی برکت نصیب ہوگی کہ) لوگوں کی ضروریات بھی پوری کرسکو گے اور اپنے گھر والوں کی بھی) کیونکہ حج دنیا و آخرت کی سعادتوں، مسرّتوں اور کامیابیوں کا سرچشمہ ہے۔"

* * *

فرمانِ امام محمّد باقرؑ

★ ★ ★ ★ ★

★ عدۃ الداعی کی روایت ہے کہ:

قَالَ (الامام) اَلْبَاقِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

" اَلْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللہِ اِنْ سَئَلُوْہُ اَعْطَاھُمْ وَاِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ، وَاِنْ شَفَعُوْا شَفَّعَھُمْ، وَاِنْ سَکَتُوْا اِبْتَدَأَھُمْ وَیُعَوَّضُوْنَ بِالدِّرْھَمِ اَلْفَ اَلْفَ دِرْھَمٍ: "

(حضرت ابوجعفر امام محمّد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

حج اور عمرہ کرنے والے (درحقیقت ایک ایسے) وفد (کی حیثیّت رکھتے ہیں جو) خداوندِ عالم کی بارگاہ (میں حاضر ہوا ہو) اگر یہ لوگ اُس سے کچھ مانگیں تو عطا کرے گا، اگر اُسے پکاریں تو جواب دے گا، کسی کی سفارش کریں تو اُن کی سفارش کو قبول کرے گا، اگر خاموش رہیں تو وہ خود ابتداء کرے گا، اور ہر درہم کے بدلے اُنھیں ہزار ہزار درہم دیے جائیں گے)۔

★ ★ ★

★

فرمانِ امام جعفر صادقؑ

★★★★★

★ (فرزندِ رسولِ خدا، حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

"مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ حِجَّةَ الْإِسْلَامِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ ذٰلِكَ حَاجَةٌ تُجْحِفُ بِهٖ اَوْ مَرَضٌ لَا يُطِيْقُ الْحَجَّ مِنْ اَجْلِهٖ، اَوْ سُلْطَانٌ يَمْنَعُهُ فَلْيَمُتْ اِنْ شَآءَ يَهُوْدِيًّا وَاِنْ شَآءَ نَصْرَانِيًّا۔"

(اگر کسی شخص نے (استطاعت کے باوجود) حج کا اسلامی فریضہ ادا نہیں کیا، جبکہ نہ کوئی ایسا ضروری کام درپیش تھا جو اُس کے لیے رکاوٹ بنے، نہ ایسا بیمار تھا کہ جس کی وجہ سے حج کر ہی نہ سکے، اور نہ (حاکمِ وقت) کسی جابر سلطان نے اُسے منع کیا تھا، تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرجائے یا عیسائی)!

(اِس فرمانِ مقدّس سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ جو شخص بلا عذر، حج جیسے اہم ترین فریضے کو ترک کرکے دنیا سے چلا جائے اُس کی موت مسلمان کی موت نہیں سمجھی جائے گی۔)

نیز امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ:

" مَنْ حَجَّ یُرِیْدُ بِهِ اللّٰهَ وَلَا یُرِیْدُ بِهِ رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ اَلْبَتَّةَ "

٭ (ثواب الاعمال ص ۶۲)

(جو شخص حج کرے ، اور اُس کا مقصد صرف خداوندِ عالم کی خوشنودی) ہو ، نہ رِیاکاری پیشِ نظر ہو نہ شہرت (وغیرہ) تو خداوندِ عالم ، یقیناً اُس کی مغفرت فرمائے گا ۔)

(جیسا کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے فرمانِ مقدّس میں بھی یہ بات کہی گئی ہے ۔)

٭ ٭ ٭

فرمانِ امام علی رضاؑ

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

٭ فرزندِ رسولِ خدا ، حضرت ابوالحسن امام علی رِضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ :

" اِعْلَمْ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ، اِنَّ الْحَجَّ فَرِیْضَةٌ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ اللَّازِمَةِ الْوَاجِبَةِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ، وَقَدْ وَجَبَ فِیْ طُوْلِ الْعُمُرِ مَرَّةً وَّاحِدَةً ، وَوَعَدَ عَلَیْهَا مِنْ

الثَّوابَ الْجَنَّةَ وَالْعَفْوَ مِنَ الذُّنُوبِ، وَسُمِّيَ تَارِكُهُ كَافِرًا، وَتَوَعَّدَ عَلَى تَارِكِهِ بِالنَّارِ فَنَعُوذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ۔"

(یاد رکھو! خدا تم پر رحم کرے ۔ کہ حج "خداوند بزرگ برتر کے مقرّر کردہ فرائض میں سے ایک اہم، واجب ولازم فریضہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جس کو وہاں جانے کی استطاعت حاصل ہو۔

یہ پوری زندگی میں صرف ایک بار واجب ہے،

خداوند عالم نے اس (کی ادائیگی) پر گناہوں کی مغفرت اور اس کے ثواب کے طور پر جنّت کا وعدہ کیا ہے۔

اِسے ترک کرنے والے کو کافر کے نام سے یاد کیا ہے۔

ـــــ اور حج نہ کرنے والے کو عذاب جہنّم کی خبر دی ہے۔

ہم آتشِ جہنّم سے خداوند عالم کی پناہ مانگتے ہیں۔)

(لہٰذا ہمارے چاہنے والوں کی ذمّہ داری ہے کہ جس پر بھی حج واجب ہو، وہ لازمی طور پر اِس فریضے کو ادا کرنے کی کوشش کرے، ہرگز لاپروائی اور کوتاہی نہ کرے)

"٥"

★ اور جناب فضل بن شاذان نے امام ہشتم فرزندِ رسولِ خدا حضرت علی رضا علیہ السلام کی ایک مفصّل حدیث نقل کی ہے جس میں امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ـــــــــــــ

"إنما أمروا بالحج لعلة الوفادة إلى الله عز وجل وطلب الزيادة والخروج من كل ما اقترف العبد تائبا مما مضى، مستأنفا لما يستقبل، مع ما فيه من إخراج الأموال وتعب الأبدان، والاشتغال عن الأهل والولد، وحظر النفس عن اللذات شاخصا في الحر والبرد، ثابتا على ذلك دائما مع الخضوع والاستكانة والتذلل، مع ما في ذلك لجميع الخلق من المنافع لجميع من في شرق الأرض وغربها، ومن في البر والبحر، ممن يحج وممن لم يحج، من بين تاجر وجالب وبائع ومشتري، وكاسب ومسكين ومكار وفقير وقضاء حوائج أهل الأطراف في المواضع الممكن لهم الاجتماع فيه مع ما فيه من التفقه ونقل أخبار الأئمة عليهم السلام إلى كل صقع وناحية، كما قال عز وجل:

"فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم إذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون ٥ وكما قال الله

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالیٰ) " وَلِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ "

یعنی" (اور لوگوں کو حج کا حکم اِس لیے دیا گیا کہ اللہ بزرگ و برتر

(کے مقدس دربار) میں حاضری کا شرف حاصل کریں، اُس سے

(اپنی زندگی کی مسرتوں اور سعادتوں میں) اضافہ کی درخواست کریں'

بندوں سے زمانۂ گذشتہ میں جو گناہ سرزد ہوئے ہوں اُن سے توبہ و

استغفار کر کے آزادی حاصل کریں، اور زمانۂ آئندہ میں از سرِ نو (کارِ خیر)

کی انجام دہی شروع کریں۔

* اسی کے ساتھ (انسان راہِ خدا میں اپنا) مال بھی خرچ کرتا ہے۔
* جسمانی مشقت بھی برداشت کرتا ہے،
* اپنے اہل و عیال سے دوری بھی اختیار کرتا ہے،
* مختلف لذائذِ (حیات) سے خود کو محروم رکھتا ہے،
* سردی ہو یا گرمی (خوشنودیٔ پروردگار کے لیے اپنے گھر سے) نکل پڑتا ہے اور ہمیشہ اس پر ثابت قدم رہتا ہے۔
* خشوع و خضوع، اور عاجزی و انکساری کا مظہر رہتا ہے

(اِن انفرادی خصوصیات کے ساتھ حج کے اجتماعی فوائد بھی اَن گنت ہیں)

تمام بنی نوعِ انسان کو۔ چاہے وہ مشرق میں رہتے ہوں یا مغرب میں۔ اُن کا خشکی سے تعلق ہو یا تری سے ۔ حج کر رہے ہوں یا نہ کر رہے ہوں ۔ تجارت و کاروبار کرنے والے ہوں یا بائع ہوں یا مشتری ۔ کام کرنے والے ہوں یا تہی دست ۔ کرایہ پر لوگوں کو لانے لے جانے

والے ہوں یا تنگدست (دورانِ حج ان سب ہی لوگوں کو) انواع واقسام کے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اور جن مقامات پر لوگوں کے جمع ہونے کا موقع ہوتا ہے، وہاں کے اطراف وجوانب کے لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

اسی کے ساتھ لوگوں کو دینی باتیں سمجھنے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ارشادات کو تمام اطراف واکناف تک پہونچانے کا موقع بھی نصیب ہوتا ہے۔

(اور خداوندِ عالم کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ ہے کہ لوگ علمی مراکز پر حاضر ہوں، وہاں دینی باتوں میں فہم وفراست حاصل کریں۔ پھر وہاں سے اپنے وطن واپس جاکر اُن باتوں کی نشرواشاعت کریں، تاکہ لوگوں کے اندر خوفِ خدا پیدا ہو، اور وہ اپنی زندگی کی اصلاح کریں)

چناں چہ ارشادِ قدرت ہے کہ:

"تو ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہر گروہ سے کچھ لوگ نکلیں (سفر کی صعوبتیں برداشت کریں اور صاحبانِ علم کے ذریعہ سے) دین میں فہم وفراست حاصل کریں، پھر جب اپنی قوم کی طرف واپس جائیں تو اُنھیں (عذاب کی باتوں سے) ڈرائیں، تاکہ اُن لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا ہو۔"

(اسی طرح سے حج کے بارے میں خداوندِ عالم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ لوگ اُن مقدّس مقامات پر جائیں اور دنیا وآخرت کے اعتبار سے) "اپنے فائدے کی باتوں کا (خود) مشاہدہ کریں۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام کے اِس فرمانِ مقدّس میں، "حجِ بیتُ اللہ" کے گوناگوں، انفرادی و اجتماعی فوائد کی بہت ہی خوبصورت تصویر کشی کی گئی ہے۔

اور جن لوگوں کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ وہ سرزمینِ حجاز پر حاضر ہوکر حج کی سعادت حاصل کریں، اُنھوں نے بخوبی اِس بات کا مشاہدہ کیا ہے کہ کس طرح گوناگوں قسم کے فوائد اِس دینی فریضے کی برکت سے لوگوں کو حاصل ہو رہے ہیں۔

دنیا بھر کی کتنی زیادہ ایئرلائن کے جہاز، حاجیوں کو سرزمینِ حجازِ مقدّس پہونچانے میں مصروف رہتے ہیں، اور کتنا بڑا زرِ مبادلہ کماتے ہیں۔

دنیا کے متعدّد ممالک سے پانی کے (بحری) جہاز، لاکھوں کی تعداد میں "عازمینِ حج" کو جدّہ پہونچانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

کتنی بسیں، ویگنیں، کوسٹر، اور چھوٹی بڑی گاڑیاں، لاکھوں حجّاج و زائرین کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی ہیں۔ جس سے لاکھوں ڈرائیور اور اُن کے معاونین کو رزق ملتا ہے۔

دنیا بھر سے کھانے پینے کی اشیاء، حجازِ مقدّس کی سرزمین پر پہونچتی ہیں، اور اُن کے نقل و انتقال، اور خرید و فروخت سے لاکھوں افراد، فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

بیس پچیس لاکھ حجّاجِ کرام کے لیے جو احرام تیار کیئے جاتے ہیں،

اُن سے کتنے زیادہ کارخانوں کو فائدہ پہونچتا ہے۔

اتنی ہی تعداد میں بھیڑ، بکریاں، گائے اور اونٹ، جو منیٰ میں قربان کیے جاتے ہیں، اُن کو جن لوگوں نے سال بھر تک پالا، اور پھر قربان گاہ تک پہونچایا، اُنھیں کس قدر فوائد حاصل ہوئے۔

(یہ سب تو دنیاوی فوائد تھے)

اور اِن سب سے بڑھ کر، دورانِ حج، ایک ماہ یا اُس سے کچھ کم یا زیادہ مدّت تک عازمینِ حج کا، سرزمینِ حجاز پر جو قیام رہتا ہے، اُس دوران، اُن کے علماء اور مبلّغینِ کرام ارکانِ حج سکھانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو دینی و اخلاقی تربیّت کا فریضہ بھی انجام دیں اور خاص طور سے حضرت محمّدؐ و آلِ محمّدؐ علیہم السّلام۔ جن کے صدقے میں خداوندِ کریم و رحیم نے یہ کائنات پیدا کی۔ اگر اُن کے ارشادات و فرامین سے بندگانِ خدا کو روشناس کرانے کی سچّی اور مخلصانہ کوشش کریں تو ہر سال لاکھوں مسلمانوں کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔

* (مگر افسوس، بعض عناصر، ان متقدّس ترین ایّام کو منفی باتوں میں خرچ کر دیتے ہیں۔) *

:•:

* * *

*

حج کی عظمت

★★★★★

★ یہ وہ باعظمت عبادت ہے، جس کے بارے میں خالقِ دوجہاں نے آج سے تقریباً پونے پانچ ہزار برس قبل اپنے عظیم المرتبت پیغمبر جناب ابراہیم خلیلِ خدا علیہ السلام کو حکم دیا کہ:

"لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کریں، اور انھیں اس عبادت کی انجام دہی کی دعوت دیں، تاکہ لوگ دور دراز کے علاقوں، اور دنیا کے مختلف گوشہ و کنار سے اس سرزمین پر حاضر ہوں، اپنے پروردگار کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کے ساتھ حاضری دینے کی سعادت بھی حاصل کریں، کچھ خاص دنوں میں اللہ تعالیٰ کا مخصوص ذکر بھی کریں، اور دنیا و آخرت کے منافع سے بھی اپنے دامن کو مالا مال کریں۔

چنانچہ سورۂ مبارکہ "حج" میں ارشادِ قدرت ہے:

"وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ،

فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ
بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ
اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝
ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝"

یعنی: (اور اُس وقت (کو یاد کرو) جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیے بیت اللہ کی جگہ مہیا کی (اور یہ حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں، اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک و پاکیزہ بنادو۔

اور لوگوں کے درمیان "حج" کا اعلان کردو، لوگ تمھارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دُبلی پتلی اونٹنیوں پر (بھی) جو دور دراز کے علاقوں سے (خانۂ کعبہ تک) پہونچیں گی۔

تاکہ لوگ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں، اور چند معیّن دنوں میں، اُن چوپایوں پر، جو (خداوندِ عالم نے) اُنھیں بطور رزق دیے ہیں، خدا کا نام لیں، پھر تم اُس میں سے (خود بھی) کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو (بھی) کھلاؤ۔

پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنے (بدن کی) کثافت کو دور کریں، اپنی نذروں کو پورا کریں اور اِس بیت عتیق (خانۂ کعبہ) کا طواف کریں۔)

* (ملاحظہ فرمائیے سورہ ۲۲ مبارکہ حج آیت ۲۶ تا ۲۹)

ان آیات کے ایک ایک فقرے پر غور کیجیے، تو حج کی عظمت نگاہوں کے سامنے عیاں ہوتی جائے گی۔ خصوصاً یہ فقرہ کہ "لوگ کمزور سواریوں پر دور دراز سے آئیں گے"۔ بندگانِ خدا کے اُس اشتیاق کی ترجمانی کرتا ہے کہ لوگ "حج" کے لیے کیسی بیتابی رکھتے ہیں۔

اور پھر جناب ابراہیم علیہ السلام کو اعلانِ حج کے ساتھ تطہیرِ بیت کا حکم بھی ایک منفرد انداز رکھتا ہے۔

گویا، خلیلِ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے پروردگار کے جلیل القدر گھر کی تعمیر کر چکے تو قدرت نے یہ اہتمام فرمایا کہ:۔

"ہم اس گھر کو قیامِ قیامت تک کے لیے ایسا مرکز بنائیں گے جہاں دنیا کے ہر خطّے کے لوگ جوق در جوق ادائے فرض اور اظہارِ عقیدت کے لیے حاضری دینا باعثِ فخر سمجھیں گے۔ چنانچہ پروردگارِ عالم نے اپنے خلیلؑ کو حکم دیا کہ:۔

"لوگوں کے لیے فریضۂ حج کا عام اعلان کردو"

چنانچہ اُس وقت سے آج تک، اِس عبادت کو اسلامی زندگی کے ایک اہم رکن کی حیثیت حاصل ہے، جو انسان کی سیرت کی تعمیر، اُس کی زندگی کے نشیب و فراز کی تصحیح اور اُس کے کردار اور صفاتِ حسنہ کی تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے، جس کے بغیر انسان اپنے اندر بہت بڑی کمی محسوس کرتا ہے، اور جسے ادا کرنے والا انسان اپنے آپ کو خداوندِ عالم کی خصوصی نعمتوں سے سرفراز پاتا ہے۔

* عازمینِ حج، گھر سے روانگی کے بعد جیسے جیسے خانۂ خدا سے قریب ہوتے جاتے ہیں، اُن کے جذبۂ اخلاص میں بیداری پیدا ہوتی جاتی ہے، اور دل میں شمعِ اُمید روشن سے روشن تر ہوتی جاتی ہے۔ جیسے جیسے منازل طے ہوتی جاتی ہیں، مومن کے دل کی کلی کھلتی جاتی ہے، اور وہ سرزمینِ حجاز پر قدم رکھنے کے بعد ایک عجیب و غریب فرحت و سرور محسوس کرتا ہے، جس کا واقعی اور حقیقی احساس اُن ہی لوگوں کو ہوسکتا ہے جو اِس عظیم الشّان نعمتِ خداوندی سے فیضیاب ہوچکے ہوں۔

پھر۔۔ راستے کی منازل طے کرتے ہوئے جب مکّہ معظّمہ کی وادی نظر آنے لگے تو دل کی عجیب کیفیّت ہوتی ہے، جسے لفظوں میں بیان کرنا دشوار ہے۔ قلب و جگر میں ایک بیچینی سی ہوتی ہے، کہ کیسے جلد از جلد، اللہ کے گھر پر پہونچ کر، اُس کے درِ اقدس کی جبہ سائی کریں۔؟

اور جب سارے مراحل طے کرنے کے بعد وہ مبارک ساعت آتی ہے کہ انسان دنیا کے سب سے عظیم الشّان گھر کے سامنے کھڑا ہو تو خالق کی عظمت کا احساس کرتے ہی جسم و جان پر ہیبت و جلال کی ایک منفرد کیفیت پیدا ہوتی ہے ۔۔ اور حرمِ مقدّس میں داخلے کے لیے اِذنِ دخول پڑھ کر جب انسان پہلا قدم خانۂ کعبہ کے صحنِ مقدس میں رکھتا ہے، تو چاہے دنیاوی اعتبار سے وہ کتنے ہی بڑے عہدے د

منصب پر فائز انسان کیوں نہ ہو، لیکن اُس وقت ' پروردگارِ عالم کی عظمت و جلالت کے سامنے ' خود کو انتہائی عاجز اور رحم و کرمِ خداوندی کا بھکاری محسوس کرنے لگتا ہے۔

★ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ :

" حج کے لیے جانے والا شخص ' جب سفرِ حج کی تیّاری شروع کرتا ہے ' تو اِس راہ میں ، اُس کے جسم کی تمام حرکات و سکنات پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اُسے دس درجہ بلندی حاصل ہوتی ہے۔

اور سواری پر بیٹھنے کے بعد جیسے جیسے اُس کے قدم مکّہ کی طرف بڑھتے ہیں اُس کے مراتب میں اضافہ ہوتا ہے۔

پھر خانۂ خدا کے طواف ، صفا و مروہ کے درمیان سعی ، عرفات و مشعر الحرام کے وقوف (مِنیٰ میں) رمی جمرات . . . غرض یہ کہ تمام اعمال کی انجام دہی کے وقت ، خداوندِ عالم کی خصوصی رحمت و مغفرت اُس پر سایہ فگن رہتی ہے "

★ (الحج و کیفیۃ اداءہ)

خانۂ خدا کا سفر

★ ★ ★ ★ ★

★ یہ وہ جلیل القدر عبادت ہے ' جس کا آغاز احرام باندھنے کے بعد اللہ کے اُس مخصوص گھر سے ہوتا ہے جسے اُس نے زمین پر

انسانوں کے لیے بنائے جانے والے گھروں میں سے سب سے مقدم قرار دیا۔ اور اُسے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا۔

جیسا کہ سورۂ آلِ عمران میں ارشادِ قدرت ہے۔

" اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ (۳-۹۶)

(یقیناً وہ پہلا گھر جو تمام بنی نوعِ انسان کے لیے مقرر کیا گیا، وہی ہے جو مکہ (کی سرزمین) پر ہے، برکت والا، اور تمام جہانوں کے لیے ہدایت (کا مرکز) ہے۔ اُس میں روشن نشانیاں (ہیں)، جن میں سے ایک نشانی مقامِ ابراہیمؑ ہے۔ اور جو شخص اُس میں داخل ہو جائے گا وہ محفوظ رہے گا۔)

(سورۂ آلِ عمران آیت ۹۶)

•

اور یہی وہ اللہ کا خاص گھر ہے جسے اُس نے تمام بنی نوعِ انسان کے لیے اجر و ثواب کے حصول کی جگہ اور اُن کے لیے باعثِ امن و سلامتی قرار دیا، اور اپنے دو نہایت عظیم المرتبت پیغمبروں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو

یہ حکم دیا کہ اس گھر کو اُن لوگوں کے لیے پاک صاف رکھیں، جو یہاں طواف، اعتکاف اور رکوع و سجود (نماز وغیرہ) کے لیے حاضری دیں گے۔ چنانچہ ارشادِ قدرت ہے:

"وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ"

* (ملاحظہ فرمائیے سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۵)

(اور اُس وقت (کو یاد کرو جب) ہم نے خانۂ کعبہ) کو بنی نوعِ انسان کے لیے ثواب، اور امن کی جگہ قرار دیا، اور یہ (حکم دے دیا کہ) مقامِ ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ بناؤ ——— اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے یہ عہد لیا کہ: میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک و پاکیزہ بنائے رکھو۔)

ایک زمانہ تھا جب حج کا سفر، زندگی کا اس قدر مشکل سفر محسوس ہوتا تھا کہ لوگوں کو اِس سفر سے بخیر و عافیت واپس آنے کی بہت کم اُمید رہتی تھی، اور جب کوئی شخص سفرِ حج سے زندہ و سلامت واپس آتا تھا تو وہ صحیح معنوں میں یہ محسوس کرتا تھا گویا اُس کو نئی زندگی ملی ہے۔

اگرچہ وصیّت کرکے جانا، اور حج سے فراغت کے بعد یہ سمجھنا کہ گویا اب ہمیں نئی زندگی ملی ہے اِس میں احکامِ خدا کی زیادہ سے زیادہ پابندی کرنی چاہیئے، اور مکّہ معظّمہ سے یہ عزم لے کر پلٹنا سعادت ہے کہ جتنا ہو سکے گا اپنی زندگی کو اسلامی قانون کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔

لیکن اِس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آج، حج کے لیے جانا اتنا مشکل نہیں جتنا آج سے پہلے تھا۔ آمد و رفت کے جدید وسائل نے بہت سی دشواریوں کا سدِّباب کر دیا ہے، اور خالقِ کائنات کی خاص رحمت کے ساتھ، حاجی قدم قدم پر یہ محسوس کرتا ہے کہ جس چیز کو وہ سوچ بچار کے وقت بہت سخت سمجھتا تھا، وہ تو نہایت آسان نظر آئی۔

بیت اللہ کی عظمت

★ ★ ★ ★ ★

★ یہ خداوندِ عالم کا منتخب کردہ وہ گھر ہے جس کی پہلی تعمیر انسانِ اوّل اور ابو البشر، حضرت آدم علیہ السلام کے دستِ مبارک سے ہوئی جو جنّت سے اپنے ہمراہ "حجرِ اسود" کو لائے تھے۔ اور حکمِ خدا کے مطابق آپؑ نے اِسی جگہ جہاں آج خانۂ کعبہ موجود ہے ایک گھر تعمیر کیا۔ اِس کے اندر حجرِ اسود کو نصب کیا، اور اِس کا

طواف کیا۔

اور جیسا کہ خاندانِ عصمت و طہارت سے موصول ہونے والی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ "حج" کا فریضہ سب سے پہلے انسانِ اوّل، حضرت آدم علیہ السلام نے ادا کیا۔ جناب جبرئیلؑ امین حکمِ پروردگار کے مطابق، ارکانِ حج بتائے گئے، اور حضرت آدمؑ اُن ارکان و اعمالِ حج کو انجام دیتے گئے (جیسا کہ ہم اِس کی تفصیل اگلے باب میں معتبر کتابوں کے حوالے سے پیش کریں گے)

* خانۂ کعبہ کے بارے میں جناب ابوبصیرؒ کی روایت ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ: قَالَ:

"لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا، مَا قَامَتِ الْکَعْبَۃُ (علل الشرائع)

(فرزندِ رسولِ خدا، حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"جب تک خانۂ کعبہ باقی ہے، دین (اسلام) زندہ (و تابندہ) رہے گا۔"

* (ملاحظہ فرمائیے بحارالانوار جلد ۹۶)

* خداوندِ عالم نے جبرئیلِ امین کے ذریعہ حضرت آدم کے ہاتھ سے اِس گھر کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ دریائے علومِ آلِ محمدؐ کے شناور علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"کَانَ مَھْبَطُ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی جَبَلٍ فِیْ شَرْقِیْ

أَرْضِ الْهِنْدِ، يُقَالُ لَهُ "بَاسِمْ" ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَسِيْرَ إِلَى مَكَّةَ، فَطُوِيَ لَهُ الْأَرْضُ، فَصَارَ عَلَى كُلِّ مَفَازَةٍ يَمُرُّ بِهَا خُطْوَةً، وَلَمْ يَقَعْ قَدَمُهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا صَارَ عِمْرَانًا۔

وَبَكَى عَلَى الْجَنَّةِ مِائَتَيْ سَنَةٍ فَعَزَّاهُ اللّٰهُ بِخَيْمَةٍ مِنْ خِيَامِ الْجَنَّةِ فَوَضَعَهَا لَهُ بِمَكَّةَ فِي مَوْضِعِ الْكَعْبَةِ"۔

(حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو ہندوستان کے مشرقی علاقے میں ایک پہاڑ پر اُترے جسے "باسم"[1] کہا جاتا ہے۔ پھر (خدا نے) انھیں حکم دیا کہ مکہ کی طرف سفر کریں۔ تو اُن کے لیے "طیّ الارض" کی سہولت فراہم کر دی گئی، جس کے نتیجے میں ہر وادی ایک قدم میں گذر جاتی تھی، اور جہاں جہاں اُن کا قدم پڑا، وہاں (اب) آبادی موجود ہے۔

اور (چونکہ) وہ فراقِ جنّت میں عرصۂ دراز تک روتے رہے، اس لیے خداوندِ عالم نے اُن کو تسلّی دیتے ہوئے جنّت کے خیموں میں سے ایک خیمہ اُن کے لیے بھیجا جسے اُنھوں نے مکّہ معظّمہ میں اُسی جگہ نصب کیا جہاں (آج کل) خانۂ کعبہ ہے۔"

وَإِنَّ خَيْمَةَ آدَمَ لَمْ تَزَلْ فِي مَكَانِهَا حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالَى ثُمَّ رَفَعَهَا اللّٰهُ إِلَيْهِ، وَبَنَى بَنُوْ آدَمَ

---

[1] چونکہ جگہوں اور شہروں کے نام بدلتے رہتے ہیں اس لیے ہو سکتا ہے آج کل کوئی اور نام ہو۔

فِی مَوْضِعِہَا بَیْتًا مِّنَ الطِّیْنِ وَالْحِجَارَۃِ وَلَمْ یَزَلْ مَعْمُوْرًا، وَاُعْتِقَ مِنَ الْغَرَقِ وَلَمْ یَجُرْبِہِ الْمَآءُ حَتّٰی اِنْبَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِبْرَاہِیْمَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ـ"

(اور جناب آدم علیہ السلام (کے لیے بھیجا جانے والا جنتی) خیمہ جناب آدمؑ کی وفات تک اُسی جگہ رہا۔ پھر خداوندِ تعالیٰ نے اُسے اُٹھالیا اور فرزندانِ آدمؑ نے اُسی جگہ مٹّی اور پتھروں سے ایک گھر بنایا جو ہمیشہ آباد رہا۔ اور (طوفانِ نوحؑ کے وقت) ڈوبنے سے محفوظ رہا[1]۔ اور پانی اُس کے اوپر سے نہیں گذرا۔ پھر (ایک عرصہ گذرنے کے بعد) خداوندِ عالم نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو وہاں بھیجا۔)

* (ملاحظہ فرمائیے بحار الانوار جلد ۹۶ صـ ۶۱)

* * *

* البتہ بعض تاریخوں میں ہے کہ جناب نوح علیہ السلام کے زمانے میں آنے والے طوفان کے نتیجے میں اس عمارت کے خدوخال مٹ گئے تھے۔

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ـــ جنھیں خداوندِ عالم نے حضرت نوح علیہ السلام کے شیعوں میں سے قرار دیا ہے۔

• جیسا کہ سورۂ مبارکہ "الصّٰفّٰت" میں خالقِ دوجہاں کا ارشاد ہے:

"وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰہِیْمَ" (سورۃ ۳۷ آیت ۸۳ پارہ ۲۳) *

(اور یقیناً ابراہیمؑ اُن کے شیعوں میں سے تھے)

---

[1] اسی لیے خانۂ کعبہ کو بیتِ عتیق کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں آزاد و محفوظ رہنے والا گھر۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام، جن کی پیدائش کے لیے خدا
وندِ عالم کی بارگاہ میں جناب ابراہیم علیہ السلام نے خصوصی دعا کی تھی،
جیساکہ اسی سورۂ مبارکہ میں ارشادِ قدرت ہے (کہ ابراہیم نے دعا کی)

" رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ "

(میرے پالنے والے مجھے ایک صالح (فرزند) عطا فرما۔)

* جس کے جواب میں قدرت نے ارشاد فرمایا کہ:

" فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ "

(پس ہم نے اُنھیں ایک (شائستہ) بُردبار لڑکے
(فرزند کی پیدائش) کی خوش خبری دی)

* (ملاحظہ فرمائیے سورۂ مبارکہ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۰-۱۰۱)

:(٠):

* اور پھر اِن ہی دو بابرکت اور برگزیدہ ہستیوں کے مبارک ہاتھوں
سے خانۂ خدا کی تعمیرِ نو شروع ہوئی۔

جیساکہ سورۂ مبارکہ البقرۃ میں ارشادِ قدرت ہے:

" وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ "

(اور اُس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیمؑ و اسماعیلؑ (ہمارے
گھر کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے) * (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۷)

اور یہ عمل اُن دونوں کی نظروں میں اتنا مقدّس، بابرکت اور عظیم الشّان تھا کہ، اُن دونوں خاصانِ خدا نے، اِس موقع پر صمیمِ قلب سے کچھ دعائیں کیں، جنھیں خداوندِ عالم نے قرآن مجید کا جزو قرار دے دیا۔

اُن دعاؤں میں:

★۔ اِس عمل کی قبولیّت کی التجا بھی تھی

★۔ خود کو، اللہ کے فرماں بردار بندوں میں شامل کرنے کی درخواست بھی،

★۔ اپنی نسل میں دین و مذہب کے سلسلے کو باقی رکھنے کی تمنّا بھی،

★۔ قدرت کے عالی قدر مراتب و مقامات سے روشناس ہونے اور اُن کے مشاہدے کی فرمائش بھی،

★۔ توبہ قبول کر لینے کی استدعا بھی۔ اور ———

★۔ مکّہ کی سرزمین پر ایک ایسے عظیم الشّان پیغمبر کے مبعوث برسالت کرنے کی آرزو بھی، جو بنی نوعِ انسان کی تقدیر کا روشن ستارہ بن کر چمکے، معاشرے کی تاریکیوں کو دور اور دل کے اندھیروں کو کافور کر دے، ضلالت و جہالت کی ہولناک وادیوں سے لوگوں کو نکالے، اور علم و حکمت کی نورانیّت سے اُنھیں روشناس کرائے۔

چنانچہ ارشادِ قدرت ہے کہ جنابِ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے خانۂ کعبہ کی بنیادیں اُٹھاتے ہوئے یہ دعا فرمائی کہ: ———

★ ـ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

★ ـ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ

★ ـ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪

★ ـ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

★ ـ وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

★ ـ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

★ ـ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ

★ ـ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

★ ـ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ

★ ـ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۧ

یعنی: (خداوند! ہماری طرف سے (اِس خدمت کو) قبول فرما، بیشک
تو خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

★ ـ ہمارے پالنے والے! ہمیں اپنا فرماں بردار قرار دینا،

★ ـ اور ہماری اولاد میں بھی، ایک فرماں بردار اُمّت (پیدا کر)،

★ ـ ہمیں ہمارے مناسک (اور عبادت کی جگہیں) دکھادے،

★ ـ اور ہماری توبہ قبول فرما ـ بیشک تو بہترین توبہ قبول کرنے والا ہے۔

★ ـ اے ہمارے پالنے والے! اُن لوگوں کے درمیان، اُن ہی میں سے
ایک رسول مبعوث فرما،

★ جو تیری آیتوں کی، اُن کے سامنے تلاوت کریں،

* ــــ انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیں ،
* ــــ اور ان (کے نفسوں) کو پاک و پاکیزہ بنائیں ،
* ــــ بیشک تو زبردست حکمت والا ہے۔)
* (سورۂ مبارکہ بقرہ آیت ۱۲۷ ، ۱۲۸)

●

اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السّلام نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت ، جو جو دعائیں مانگی تھیں ، وہ سب کی سب ، حرف بحرف پوری ہوئیں۔

اور کیوں نہ ہو ــــ جبکہ دعا ر مانگنے والوں میں ابوالانبیار حضرت ابراہیمؑ جیسے خلیل اللہ ، اور اُن کے فرزند جلیل القدر جناب اسماعیلؑ جیسے ذبیح اللہ تھے۔

اور اللہ کے وہ دونوں برگزیدہ بندے جس گھر کی تعمیر کر رہے تھے وہ اتنا مقدّس ، اتنا پاک و پاکیزہ اور ایسا باعظمت کہ خالقِ دوجہاں نے قرآن مجید میں اُس کے محترم ہونے کا بھی اعلان فرمایا ــــــــــــــــ اور اُسے بنی نوعِ انسان کے لیے مرکزِ قیام بھی قرار دیا۔

جیسا کہ سورۂ مبارکہ مائدہ میں ارشاد فرمایا :

" جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ٥ "

(اور خداوندِ عالم نے محترم گھر (خانۂ) کعبہ کو بنی نوعِ انسان کے لیے قیام کا ذریعہ قرار دیا، اور محترم مہینے، اور قربانی کے جانوروں اور قلادوں کو بھی! تاکہ تم لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جو کچھ آسمانوں میں، اور جو (کچھ) زمین میں ہے، خداوندِ عالم سب جانتا ہے ——— اور خداوندِ عالم (تو) ہر چیز سے خوب واقف ہے۔)

* (پارہ ۷ سورۃ ۵ آیت ۹۷)

:•:

صاحبانِ فکر و دانش کے لیے یہ بات قابلِ غور ہے کہ پروردگارِ عالم نے خانۂ کعبہ کو "محترم گھر" کہنے کے ساتھ ساتھ بندوں کے لیے، یا بالفاظِ دیگر تمام انسانوں کے لیے جو "مرکزِ قیام" قرار دیا ہے، اُس کا مفہوم کیا ہے، اور کیا لفظ "قیام" اُن ہی عمومی معنی میں استعمال کیا گیا ہے جو عربی لغت کی کتابوں سے سمجھا جا سکتا ہے، یا یہ کہ آیت میں اِس لفظ کا استعمال کسی اور معنی کی نشاندہی کرتا ہے؟ ——— پھر یہ بھی قابلِ غور بات ہوگی کہ بنی نوعِ انسان کیا قرآن کے تقاضوں پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں؟

اِس سلسلے میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ، اختصار کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کچھ چیدہ چیدہ مفسّرین و محققین کے اقوال بھی نقل کر دیے جائیں۔

:•:

معاصر مفسّر نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیَامًا لِّلنَّاسِ۔" یہ مقدّس گھر لوگوں کے اتحاد کی علامت، دلوں کے مجتمع ہونے کا ایک وسیلہ اور مختلف رشتوں کے استحکام کے لیے ایک عظیم مرکز ہے۔ اِس مقدّس گھر اور اُس کی مرکزیّت و معنویت کے سایے میں، کہ جو گہری تاریخی بنیادوں پر استوار ہے، وہ اپنی بہت سی بے سروسامانیوں کا سامان، اور بہت سی خرابیوں اور کمزوریوں کی اصلاح کر سکتے ہیں، اور اپنی سعادت کا محل اُس کی بنیادوں پر قائم کر سکتے ہیں۔ اِسی لیے سورۂ آلِ عمران میں خانۂ کعبہ کو وہ پہلا گھر کہا گیا ہے، جو لوگوں کے فائدے کے لیے بنایا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ "قِیَامًا لِّلنَّاسِ" کے معنی کی وسعت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے، مسلمان اِس گھر کی پناہ میں اور حج کے اصلاحی عمل کے سایے میں، اپنے تمام معاملات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔"

* (تفسیر نمونہ جلد ۵ ص ۸۸-۸۹)

یا بالفاظِ دیگر

"قِیَامًا لِّلنَّاس" اُس فلسفے کا اعلان ہے جس کے تحت محترم مہینے، حج (اور) قربانی وغیرہ کا قانون بنایا گیا ہے کہ اِن سب کا مقصد امنِ عالم کا قیام ہے۔ محترم مہینوں میں جنگ کو روکا گیا ہے، قربانی کے ذریعہ حوصلۂ قربانی پیدا کیا گیا ہے، اور ارضِ حرم کو عالمی اجتماعات

کا مرکز قرار دیا گیا ہے کہ اس طرح مسلمان ایک نقطہ پر جمع ہو کر اپنے صلاح و فلاح کے بارے میں گفت و شنید کر سکتے ہیں، اور اپنے عالمی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔"

* (تفسیر انوار القرآن ص ۲۸۱)

اور

دیگر مکاتب فکر کے مفسرین نے لکھا ہے کہ:

"قِیَامًا" — یعنی لوگوں کی حفاظت و نگہداشت کا ذریعہ اور واسطہ! — اور

"لِلنَّاسِ" — یعنی ساری کائنات انسانی اسی کے نام سے قائم اور انسانیت کی سانس، اسی کے وجود سے وابستہ ہے — گویا اس میں اس کا وعدہ بھی آگیا کہ جب تک انسانی آبادی قائم ہے، خانہ کعبہ کا وجود بھی باقی رہے گا۔

"قِیَامًا: اَیْ سَبَبًا لِقِوَامِ مَصَالِحِ النَّاسِ — وَهُوَ سَبَبٌ لِاَمْنِ النَّاسِ عَنِ الْاٰفَاتِ وَالْمَخَافَاتِ وَسَبَبٌ لِحُصُوْلِ الْخَیْرَاتِ وَالسَّعَادَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ — وَلَا یَبْعُدُ حَمْلُ الْاٰیَةِ عَلٰی جَمِیْعِ هٰذِهِ الْوُجُوْهِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ قِوَامَ الْمَعِیْشَةِ اِمَّا بِكَثْرَةِ الْمَنَافِعِ وَاِمَّا بِرَفْعِ الْمَضَارِّ وَاِمَّا بِحُصُوْلِ الْجَاهِ وَالرِّیَاسَةِ وَاِمَّا بِحُصُوْلِ الدِّیْنِ، فَلَمَّا كَانَتِ الْكَعْبَةُ سَبَبًا لِحُصُوْلِ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ

الْاُرْبَعَۃِ، وَثَبَتَ اَنَّ قِوَامَ الْمَعِیْشَۃِ لَیْسَ اِلَّا بِھٰذِہِ الْاَرْبَعَۃِ، ثَبَتَ اَنَّ الْکَعْبَۃَ سَبَبٌ لِقِوَامِ النَّاسِ۔ * (تفسیر کبیر۔ ماجدی ۲۷۱)

("قِیَامًا لِّلنَّاسِ" ــــ یعنی لوگوں کے مصالح اور منافع کے اُستوار ہونے کا ذریعہ، اور اس بات کا سبب کہ لوگ گوناگوں آفات اور خوفزدہ کرنے والی باتوں سے محفوظ رہیں، نیز یہ (فریضۂ حج) دنیا و آخرت کی نیکیوں اور حسنات کے حصول کا بھی وسیلہ ہے، ــــ اور کوئی بعید نہیں ہے کہ آیت کو ان تمام معانی و مفاہیم پر محمول کیا جائے اور سب ہی باتیں مراد لی جائیں۔

کیونکہ جب زندگی کا استحکام یا تو کثرتِ منافع سے ہے، یا نقصان دہ باتوں کے ازالہ سے، یا جاہ و حشم کے حصول سے، یا دینی معارف کے اکتساب سے ــــ (یعنی عموماً یہی چاروں ستون زندگی کی عمارت کو مستحکم رکھتے ہیں) اور خانۂ کعبہ (تک حاضری اور حج کی سعادت حاصل کرنا) ان تمام باتوں کے حصول کا ذریعہ ہے ــــ تو جب مذکورہ بالا چاروں اُمورِ زندگی کی عمارت کا ستون ہیں، اور خانۂ خدا پر حاضری اُن کے حصول کا ذریعہ ہے، تو پھر یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے خانۂ خدا، زندگی کی عمارت کو استحکام بخشنے والا ہے)

پھر یہ کہ

"عرب میں کعبہ کی حیثیت محض ایک مقدس عبادت گاہ سی کی نہ تھی۔

بلکہ اپنی مرکزیت اور اپنے تقدس کی وجہ سے وہی پورے ملک کی معاشی و تمدنی زندگی کا سہارا بنا ہوا تھا۔ حج اور عمرے کے لیے سارا ملک اس کی طرف کھنچ کر آتا تھا، اور اس اجتماع کی بدولت انتشار کے مارے ہوئے عربوں میں وحدت کا ایک رشتہ پیدا ہوتا۔ مختلف علاقوں اور قبیلوں کے لوگ باہم تمدنی روابط قائم کرتے، شاعری کے مقابلوں سے اُن کی زبان اور ادب کو ترقی نصیب ہوتی، اور تجارتی لین دین سے سارے ملک کی معاشی ضروریات پوری ہوتیں۔ حرام مہینوں کی بدولت عربوں کو سال کا پورا ایک تہائی زمانہ امن کا نصیب ہو جاتا تھا۔ بس یہی زمانہ ایسا تھا جس میں اُن کے قافلے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بسہولت آتے جاتے تھے۔ قربانی کے جانوروں اور قلادوں کی موجودگی سے بھی اس نقل و حرکت میں بڑی مدد ملتی تھی کیونکہ نذر کی علامت کے طور پر جن جانوروں کی گردن میں پٹے پڑے ہوتے اُنھیں دیکھ کر عربوں کی گردنیں احترام سے جھک جاتیں اور کسی غارت گر قبیلے کو اُن پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوتی۔" (ت ق : ۱ : ۵ : ۵)

لیکن اس گھر کی عظمت کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جن ہادیانِ برحق نے بندگانِ خدا کو اِس گھر کی عظمت سے روشناس کرایا، اُنھیں بھی پہچانا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"مَنْ اَتَی الْکَعْبَۃَ فَعَرَفَ مِنْ حَقِّنَا وَحُرْمَتِنَا مِثْلَ

الَّذِیْ عَرَفَ مِنْ حَقِّهَا وَحُرْمَتِهَا ، لَمْ یَخْرُجْ مِنْ مَکَّۃَ اِلَّا وَقَدْ غُفِرَ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ ، وَکَفَاہُ اللّٰہُ مَا یَهِمُّہٗ مِنْ اَمْرِ دُنْیَاہُ وَاٰخِرَتِہٖ ۔"

(جو شخص خانۂ کعبہ پر حاضری دے، اور جس طرح اس گھر کے حق اور اُس کے احترام کو پہچانتا ہے، ہمارے حق اور ہمارا احترام کو بھی پہچانے، تو مکّہ معظمہ سے واپسی کے پہلے ہی اُس کے گناہ معاف ہوجائیں گے، اور خداوندِ عالم اُس کی دنیا و آخرت کے اہم اُمور کی کفایت کردے گا۔)

اور ہمارے ہادیانِ برحق نے جس طرح اِس خانۂ خدا کی عظمت و جلالت سے لوگوں کو باخبر کیا، اُسی طرح اُن تمام تفصیلات سے بھی روشناس کرایا جو انسان کے اِس مقدّس سفر کو زیادہ بابرکت بنانے والی ہیں۔ چنانچہ خانۂ کعبہ کے ہر ستون کی عظمت و جلالت کے بارے میں خاندانِ رسالت سے جو احادیث موصول ہوئی ہیں، وہ اِس گھر کی عظمت کو نمایاں کرنے اور ہمیں اِس سے زیادہ فیضیاب ہونے کا موقع فراہم کرنے کے لیے کافی ہیں۔

جابر جعفی کی روایت ہے:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍؑ عَنْ اٰبَاۗئِہٖؑ ۔ قَالَ :

" فَالرُّکْنُ الْاَسْوَدُ بَابُ الرَّحْمَۃِ اِلَی الرُّکْنِ الشَّامِیِّ فَهُوَ

بَابُ الْاِنَابَۃِ وَ بَابُ الرُّکْنِ الشَّامِیِّ بَابُ التَّوَسُّلِ وَ بَابُ الرُّکْنِ الْیَمَانِیِّ بَابُ التَّوْبَۃِ وَ ھُوَ بَابُ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ شِیْعَتِھِمْ اِلَی الْحَجَرِ وَ ھٰذَا الْبَیْتُ حُجَّۃُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ عَلٰی خَلْقِہٖ۔"

فرزندِ رسولِ خدا، حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، اور انھوں نے اپنے آباء و اجداد کے سلسلے سے یہ بیان کیا ہے کہ:

"حجرِ اسود والا رکن جو بابِ رحمت ہے، وہاں سے رکنِ شامی تک بابِ انابت (اللہ کی طرف توجہ کا دروازہ) ہے، اور بابِ رکنِ شامی، بابِ توسّل ہے، اور بابِ رکنِ یمانی بابِ توبہ ہے اور (درحقیقت) رکنِ یمانی سے حجرِ اسود تک کا حصہ حضرات آلِ محمدؐ اور اُن کے شیعوں (پیروکاروں) کا (خصوصی) دروازہ ہے۔

اور یہ گھر (خانۂ خدا) زمین پر (بسنے والی تمام) مخلوقات پر اللہ کی حجت (و برہان) ہے۔"

★ اور جناب امیر المومنین امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"اِذَا خَرَجْتُمْ حُجَّاجًا اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَکْثِرُوا النَّظَرَ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ فَاِنَّ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِائَۃً وَّ عِشْرِیْنَ رَحْمَۃً عِنْدَ بَیْتِہِ الْحَرَامِ مِنْھَا

سِتُّونَ لِلطَّآئِفِيْنَ ، وَ اَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ ، وَ عِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ ۔"

(جب تم لوگ "حجِ بیت اللہ" کے لیے جاؤ تو حرم مقدس میں) زیادہ سے زیادہ خانۂ کعبہ کو دیکھا کرو۔

کیونکہ جو لوگ خانۂ خدا پر حاضری دیتے ہیں ان کے لیے خداوند عَزَّ وَجَلَّ نے " ۱۲۰ " رحمتیں رکھی ہیں ، طواف کرنے والوں کے لیے " ۶۰ " ۔ (وہاں) نماز پڑھنے والوں کے لیے " ۴۰ " ۔۔۔ اور خانۂ کعبہ کو دیکھنے والوں کے لیے " ۲۰ " رحمتیں مقرّر ہیں ۔)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت ابوجعفر امام محمّد باقر علیہ السلام کا ارشادِ گرامی قدر ہے کہ:

" مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ عَارِفًا بِحَقِّهَا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ وَ كُفِيَ مَا اَهَمَّهٗ "

(جو شخص خانۂ کعبہ کے حق کو پہچانتے ہوئے اُس پر نظر ڈالے ، اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور (خداوندِ حکیم) اُس کے اہم (معاملات) کی کفایت کرتا ہے ۔)

اِس فریضہ کی اہمیّت

* * * * *

* ہم، ذیل میں، حضرت امیر المومنین امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ایک فرمان پیش کرتے ہیں جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہو سکے کہ:

"فریضۂ حج" اسلام اور مسلمانوں کے لیے روح و جان کی حیثیت رکھتا ہے، جس کو اگر ترک کیا جائے تو اسلام اور مسلمانوں کی حالت ایسی ہو جائے گی جیسے بے جان جسم:۔

چنانچہ آپؑ نے فرمایا:

" خداوندِ عالم نے اِس گھر (خانۂ کعبہ) کو اسلام کی علامت و نشانی، اور پناہ لینے والوں کے لیے جائے پناہ قرار دیا ہے حج کو واجب اور اِس گھر کے احترام کو ضروری اور وہاں پہونچنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔"

غور فرمائیے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حج کو اسلام کی علامت قرار دیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کی تو پہچان ہی یہ ہے کہ وہ احکامِ خداوندی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے۔ کیونکہ وہ بندہ ہی کیا جو اپنے آقا کے احکام کا فرماں بردار نہ ہو!؟

خصوصاً "حج" ایسا اہم فریضہ، جس کو اسلام کی عظمت اور خالقِ دوجہاں کی جلالت کا نشان قرار دیا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

"اگر سب لوگ حج کو ترک کر دیں، تو اُنھیں مہلت نہیں دی جائے گی، اور اُن پر عذابِ خداوندی نازل ہوگا!"

* * *

★ ایک اور حدیث میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"جس شخص پر "حج" واجب ہے اُس کو حج سے روکنے والی چیز، اُس کے گناہ ہیں۔"

گویا

"گناہ میں آلودگی ـــ انسان کے نفس کو اتنا ملوّث کر دیتی ہے کہ اب وہ اِس قابل نہیں رہ جاتا کہ اُسے اللہ کے گھر کی قربت حاصل ہو ـــــــ اور شیطانی خیالات اُسے یہ مہلت بھی نہیں دیتے کہ وہ گناہوں سے دوری اختیار کر کے، اِس اہم ترین فریضہ کو ادا کر سکے۔

!!!

نور و سعادت

* * * * *

* "فریضۂ حج" کی ادائیگی کتنی بڑی سعادت ہے' اور انسان کی زندگی پر اُس کا کس قدر عظیم الشّان اثر ہے۔ !

اِس کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے ہادیانِ برحق، ائمۂ طاہرین علیہم السّلام نے جہاں اِس فریضہ کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، وہاں یہ بھی بتادیا ہے کہ جو شخص اِس فریضہ کو اُس کے آداب و احکام کے ساتھ انجام دے، اُس کا مرتبہ کیا ہے ؟

چنانچہ امامِ ششم فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:

" میرے پدرِ بزرگوار (حضرت ابوجعفر امام محمّد باقر علیہ السّلام) فرمایا کرتے تھے، کہ:

" جو شخص بھی غرور و تکبّر سے پاک ہوکر اللہ کے گھر کا "حج" یا عمرہ بجالائے، وہ اِس طرح گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہوکر واپس آئے گا جیسے ابھی ابھی شکمِ مادر سے دنیا میں آیا ہو۔"

اور

ایک اور موقع پر آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ :۔

"حاجی، جب تک کسی نئے گناہ میں ملوّث نہ ہو
اُس وقت تک اُس کے چہرے پر حج کی نورانیّت باقی
رہتی ہے۔"

جس سے

یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ:۔ اگر انسان "حج" کے
بعد اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا رہے، تو ساری زندگی یہ
نورانیّت اُس کے پاس باقی رہے گی۔"

•

★ اور فرزندِ رسولِ خدا، حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ حضورِ اکرم، خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْحَاجَّ اِذَا اَخَذَ فِي جَهَازِهٖ لَمْ يَرْفَعْ
شَيْئًا وَلَمْ يَضَعْهُ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشْرَ
حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ
لَهٗ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، فَاِذَا رَكِبَ بَعِيْرَهٗ لَمْ يَرْفَعْ
خُفًّا وَلَمْ يَضَعْهُ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ
وَاِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ، وَاِذَا سَعٰى
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ، وَاِذَا
وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ، وَاِذَا وَقَفَ

بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ، فَاِذَا رَمَی الْجِمَارَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ، فَعَدَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَذَا وَکَذَا مَوْطِنًا کُلُّھَا تُخْرِجُہٗ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ۔"

("حج" (کے ارادے سے گھر سے نکلنے والا شخص) جب سامانِ سفر (تیار) کرنے لگتا ہے تو جو چیز بھی وہ اٹھائے یا رکھے، خداوندِ کریم اُس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کی دس بُرائیاں مٹاتا ہے، اور اُسے دس درجہ بلند کرتا ہے۔

پھر جب وہ سواری پر بیٹھے، تو جو قدم بھی وہ سواری اُٹھائے (اُس مومن کے) نامۂ اعمال میں (مذکورہ بالا حسنات) لکھے جاتے ہیں۔

اور جب (مکّہ معظّمہ پہونچ کر) خانۂ کعبہ کا طواف کرے، تو اُس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

اور جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے تو (اس عملِ خیر کی بناء پر بھی) اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور جب (۹ ذی الحجّہ کو حج کی نیّت سے) عرفات میں وقوف کرتا ہے تو اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(پھر) جب مشعر الحرام (جسے مزدلفہ کہا جاتا ہے، وہاں) وقوف کرتا ہے تو (اُس کے نتیجے میں بھی) اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور جب (منیٰ پہونچ کر) شیطانوں کو کنکر مارتا ہے، تو

(اُس موقع پر بھی) اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔
اسی طرح حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک ایک جگہ کو شمار کیا (اور فرمایا کہ) اِن تمام مقامات پر (بندہ) اپنے گناہوں سے پاک ہوتا جاتا ہے۔)

گویا حج کے منازل طے کرتا جاتا ہے، اور اپنے پروردگار کی خصوصی رحمت کا مستحق بنتا جاتا ہے، اور اُس کے گناہ معاف ہوتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب تمام ارکانِ حج کو کامل آداب اور مکمل فقہی احکام کے مطابق انجام دے لے تو وہ منزل آجاتی ہے جس کے بارے میں معروف ہے کہ:

"جو شخص معرفت کے ساتھ، فریضۂ حج ادا کرے، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے، جیسے ابھی بطنِ مادر سے دنیا میں آیا ہو۔"

و

کاش! — ہمارا حج، اور ہمارے دیگر افعال و اعمال ویسے ہی بن جائیں، جیسا ہمارا خدا چاہتا ہے، — جیسا ہمارے رسولِ اکرمؐ چاہتے ہیں — اور جیسا ہمارے ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کو پسند ہے۔

* * *

انسانی مساوات

* * * * *

★ ایّامِ حج میں، خداوندِ عالم کے حکم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت پر لبّیک کہتے ہوئے سرزمینِ حجاز پر جمع ہونے والے حجاجِ کرام صحیح معنوں میں وہ روحانی مدارج حاصل کر سکتے ہیں جو انسان کے صفائے نفس اور طہارتِ روح کے نقطۂ کمال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے پاک و پاکیزہ گھر کے سایے میں حجاجِ کرام ایک ایسی پُر بہار فضا میں زندگی گذارتے ہیں، جو ہر قسم کی مادّی آلائشوں سے منزّہ اور عام زندگی کے رنج و محن اور فکر و الم سے آزاد ہے۔

اللہ کے گھر کی عظمت کے سامنے انسان اپنی زندگی کی عزیز ترین چیزوں، حتّٰی کہ اپنے جگر کے ٹکڑوں سے بھی بے نیاز ہو کر بس یادِ خدا میں مشغول رہتا ہے ـــــ وہ جتنے دن بھی ان مقدّس مقامات پر رہ سکے، اُس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ عبادت، تلاوت، تسبیح اور ذکرِ خدا کی سعادت حاصل کرے۔ کیونکہ نہ جانے دوبارہ کب یہاں حاضری نصیب ہو۔

اور دنیا کے مختلف علاقوں سے جمع ہونے والے تمام حجّاجِ کرام جب ایک لباس، اور ایک جیسی ہیئت میں نظر آتے ہیں تو رنگ و نسل قوم و قبیلے اور خاندان و علاقے کے سارے اختلافات بالائے طاق

نظر آتے ہیں، اور

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

کا پُرشکوہ جلوہ نگاہوں کے سامنے آنے کی وجہ سے انسان فطری طور پر اُس روزِ حساب کی فکر کرنے لگتا ہے۔ جب اسی طرح کفن پہنے ہوئے اپنی قبروں سے اُٹھیں گے اور پروردگارِ عالم کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دیں گے، تو اُس وقت، نہ کوئی مال کام آسکے گا نہ اولاد، ہاں گناہوں سے پاک دل اور شمعِ ایمان سے منوّر روح ہوگی، جو سہارا دیتی نظر آئے گی۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے کہ:

"یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ہ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ہ"

(سورۃ ۲۶ آیت ۸۸، ۸۹ پارہ ۱۹)

* * *

یقینی نجات

* * * * *

اور "حج" کی فضیلت کے لیے تو یہی بات کافی ہے کہ جو شخص اس اہم ترین فریضے کو صحیح طور سے ادا کرلے تو اُس کی نجات اور بخشش بھی اتنی یقینی ہے کہ اس میں شک کرنا بہت بڑا گناہ سمجھا گیا ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ :

"ایک روز فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے، کہ ایک شخص نے دریافت کیا:

(اے فرزندِ رسولِ خداؐ!) وہ کون لوگ ہیں جو (عرصۂ محشر میں) بہت زیادہ پریشان (اور ندامت میں) ہوں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"کوئی شخص عرفات اور مشعر الحرام کے دونوں وقوف، صفا و مروہ کے درمیان سعی، خانۂ کعبہ کے طواف اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے نماز (غرض تمام اعمالِ حج کو صحیح طور پر) بجالانے کے بعد بھی اگر یہ بدگمانی رکھتا ہے کہ (خداوندِ عالم اُس کی مغفرت نہیں فرمائے گا) تو یہ شخص اُن لوگوں میں سے ہے جو قیامت کے دن سب سے زیادہ زحمت میں ہوں گے!"

کیونکہ

جس طرح احکامِ خداوندی کی بجاآوری انتہائی ضروری ہے اُسی طرح اُس کی ذات پر پورا بھروسہ کرنا بھی واجب ہے، اور جس طرح وہ شخص اپنے آپ کو فریب دیتا ہے جو احکامِ خدا کی صریح مخالفت کے باوجود اپنے آپ کو جنّت کا مستحق سمجھتا ہے، اِسی طرح وہ شخص بھی شیطانی وسوسے میں پڑا ہوا ہے جسے خداوندِ عالم کے عدل و انصاف پر بھروسہ نہ ہو۔

اسلامی دستور میں نہ بیجا اُمید و لالچ کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی خداوندِ عالم سے بدگمانی جائز ہے، بلکہ مخالفت پر سزا اور اطاعت پر جزا، دونوں باتوں کا پورا پورا یقین رکھنا ضروری ہے۔

* * *

دنیا و آخرت

* * * * *

★ خاندانِ رسالت سے موصول ہونے والی روایات سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ:

"حج" ایک ایسی عظیم الشان عبادت ہے جس کے نتائج سے انسان صرف آخرت میں ہی فیضیاب نہیں ہوگا بلکہ دنیا میں بھی اُس کے فوائد حاصل ہوں گے، اور پروردگارِ عالم کے نزدیک اس کی اتنی اہمیّت ہے کہ اگر جان بوجھ کر اِس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی یا لاپروائی کی جائے تو دنیا میں بھی اس کی سزا ملے گی اور آخرت میں بھی!

چنانچہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

"اے لوگو! ۔ جو شخص حجِ بیتُ اللہ بجا لائے گا خداوندِ عالم اُس کی نصرت کرے گا، جو کچھ اِس راہ میں خرچ کرے گا وہ سب اُسے دنیا ہی میں مل جائے گا، اور (آخرت میں) جو اجر نیکو کاروں کو

ملنے والا ہے، اُسے بھی خداوندِ کریم ضائع نہیں فرمائے گا۔"

* (احتجاج طبرسیؒ)

اور امام پنجم حضرت محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

"تین چیزیں ایسی ہیں جن کا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی:

(۱) :- "حج" جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان تنگدستی سے نجات پائے۔

(۲) :- صدقہ: جو آنے والی آفتوں اور پریشانیوں کا سدِباب کرتا ہے۔

(۳) :- لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک، جس سے انسان کی زندگی میں برکت ہوتی ہے۔"

* (مستدرک)

⁂

اور حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیرِ خُم کے موقع پر جو بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا ہے اُس میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ:

"اے لوگو! — "حجِ بیت اللہ" بجالاتے رہنا، کیونکہ جو لوگ اس فریضے کو بجالائیں گے، وہ دولتمند رہیں گے، اور جو اس میں لاپروائی برتیں گے وہ مالی پریشانی کا شکار ہوں گے۔"

* (احتجاج طبرسیؒ)

اِس حدیثِ شریف نے مُثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کو صاف لفظوں میں بیان کردیا اور آخرت کے عِقاب و ثواب کے علاوہ خود دنیاوی زندگی کے اعتبار سے انسان کے عمل اور ترک عمل دونوں کا نتیجہ واضح کردیا ہے۔

اور یہ فرمانِ مقدّس، اُس ہستی کا ہے جس کی زبان وحیِ الٰہی کی ترجمان ہے، اور جس کے بارے میں قرآنِ مجید میں خالقِ دوجہاں نے اعلان فرمایا ہے کہ:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝"

(اور وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، جو کچھ (فرماتے ہیں) وہ تو بس وحی (الٰہی) ہوتی ہے) (سورۃ النجم ۵۳ آیت ۳-۴)

اس لیئے ہر مسلمان کو غور کرنا چاہیئے کہ:

جب پیغمبرِ اسلامؐ کا کلام مشیّتِ الٰہی کے بغیر نہیں ہوتا اور آپؐ خبر دے رہے ہیں کہ حج کی بجاآوری دولت مندی اور اس سے لاپروائی تنگدستی کا سبب بنتی ہے، تو یہ بات صرف حضورِ اکرمؐ نے نہیں فرمائی، بلکہ درحقیقت خداوندِ عالم خبر دے رہا ہے۔

اب یہ اور بات ہے کہ کبھی اِس فقر و تنگدستی کا اثر فوراً ظاہر ہوجاتا ہے، اور کبھی کچھ عرصے کے بعد، جسے انسان محسوس نہیں کرپاتا۔ لیکن اُسے کسی نہ کسی اعتبار سے نقصان ضرور پہونچ جاتا ہے۔

٭ چنانچہ آپؐ کے معصوم فرزند امامِ ششم حضرت جعفر صادق علیہ السّلام

نے بھی اسی حتمی نتیجے کی طرف اُس حدیثِ مقدس میں ارشاد فرمایا ہے

جو کافی میں موجود ہے:

سماعہ نامی راوی کا بیان ہے کہ:

"مجھ سے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے

دریافت کیا کہ: "تم نے اِس سال حج کیوں نہ کیا؟"

"میں نے عرض کیا کہ: (فرزندِ رسولِ خدا) ۔ لوگوں کے ساتھ

مجھے کچھ ایسے معاملات درپیش تھے (جو رکاوٹ بنے) اور کچھ ایسے

کام انجام دینے تھے، جن میں منافع کی اُمید تھی!

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"خدا کی قسم! ۔ وہ معاملات جو تمہیں حجِ بیت اللہ سے روکتے

ہیں اُن میں خداوندِ عالم نے کوئی نفع نہیں رکھا ہے"۔

کیونکہ

وہ کام جو انسان کو فرائضِ الٰہی سے روکیں اُن میں برکت کیسے

ہو سکتی ہے۔؟

البتہ چونکہ عام طور سے نگاہوں پر غفلت کے تہ بہ تہ پردے

پڑے ہوئے ہیں اور مادیت نے ہماری نگاہوں کو خیرہ کر رکھا ہے

اس لیے انسان اُن نقصانات کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے ــ بلکہ

اب تو صورتِ حال یہ ہو گئی ہے کہ اِس اہم ترین فریضے کی ادائیگی میں

مادی نقصانات کی فکر دامن گیر ہو جاتی ہے، اور چونکہ ہماری فکر محدود ہے

اِس لیے ادائے فرض میں کوتاہی کرنے سے جو دنیاوی و اُخروی نقصانات اور فریضے کی انجام دہی میں جو فوائد مضمر ہیں انسان اُنھیں محسوس نہیں کرپاتا۔

ورنہ اگر حقیقت بیں نگاہیں ہوں اور معصومؑ کے فرمان پر یقین ہو تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ انسان اپنی سیرت کو اہلِ بیتِ طاہرین علیہم السّلام کی تعلیمات سے آراستہ نہ کر سکے۔

حضرات ائمۂ معصومین علیہم السّلام نے مختلف راویوں سے اِس عمل کی اہمیت کو دنیا والوں پر واضح کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھّی اور ہم پر واضح کر دیا کہ جو شخص بھی اس فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا وہ کسی نہ کسی اعتبار سے نقصان میں ضرور رہے گا!

یہاں تک کہ جو اشخاص کسی کے ترکِ حج کا سبب بنیں گے وہ بھی نقصان سے محفوظ نہ رہیں گے۔

چنانچہ

جناب محمّد بن یعقوب کُلَینی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب "کافی" میں نقل کرتے ہیں کہ:

"اسحاق بن عمّار نامی راوی نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا کہ:

" اے فرزندِ رسول خداؐ! — مجھ سے ایک شخص نے حج کے بارے میں مشورہ کیا، میں نے چونکہ اُس کی حالت کمزور دیکھی اِس لیے اُس کو حج سے منع کر دیا تھا۔ (اب میرے لیے کیا حکم ہے؟)

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"تم نے جو غلطی کی ہے، اُس کی وجہ سے تم بڑی حد تک اس بات کے مستحق ہو گئے ہو کہ ایک سال تک بیمار رہو۔"

اسحاق کہتے ہیں کہ: "واقعاً ایسا ہی ہوا۔ اور میں ایک سال تک بیمار رہا۔"

ظاہراً ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس شخص نے اسحاق بن عمّار سے مشورہ کیا تھا اُس میں سفر کرنے اور اعمالِ حج بجالانے کی پوری صلاحیت موجود تھی، لیکن کسی وجہ سے وہ تذبذب کا شکار تھا، اسی عالم میں اُس نے اسحاق بن عمّار سے مشورہ کیا۔

اسحاق کو چاہیئے تھا کہ اُسے ہمّت دلاتے اور اُس کے تذبذب کو دور کر کے اُسے حج کی ادائیگی پر کمربستہ کرتے ــــ لیکن اُنھوں نے ایک اونگھتے ہوئے انسان کو 'خوابِ غفلت' سے بیدار کرنے کے بجائے ــ ہمدردی کے طور پر ہی سہی ــ اُسے تھپکی دے کر گہری نیند سلادیا۔

چونکہ اُنھوں نے عمداً کسی گناہ کا ارتکاب تو نہیں کیا تھا کہ عذابِ آخرت کے حقدار قرار پاتے ــ لیکن ایک غلطی کے مرتکب ہوئے تھے اس لیے اُس کا خمیازہ بھگتنا پڑا، اور ایک سال تک بیمار رہے۔

جیسے، اگر کوئی شخص نادانستگی میں کوئی نقصان دہ چیز کھالے تو اُسے ملامت تو نہیں کی جاسکتی، لیکن اُس چیز کا جو نقصان جسم کو پہونچنے والا ہے، وہ تو ضرور پہونچے گا۔

زہر، جان بوجھ کر کھایا جائے یا نادانستگی میں کھایا جائے، دونوں صورتوں میں جسم کو نقصان پہونچے گا، اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے فرق صرف یہ ہے کہ اگر جان بوجھ کر کھایا ہو تو لوگ بھی ملامت کریں گے اور خداوند عالم بھی سزا دے گا، لیکن اگر نادانستگی میں کھایا ہو تو ملامت کرنے کے بجائے لوگ اُس پر افسوس کریں گے اور خداوندِ عالم بھی سزا نہیں دے گا کیونکہ سزا اُس جرم پر ملتی ہے جو جان بوجھ کر کیا جائے، اُس شخص نے ایسا کوئی جرم تو کیا نہیں تھا ۔ البتہ ایک غلطی کر بیٹھا تھا، جس کا خمیازہ بھگتنا پڑا ۔

اور گذشتہ صدی کے، ہمارے نہایت بلند مرتبہ مجتہد اور مرجع تقلید حضرت آیت اللہ سید کاظم طباطبائی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ——— العروۃ الوثقیٰ ——— میں تحریر فرمایا ہے کہ:

* قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت:

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ * (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۲ پارہ ۱۵)

(اور جو اس دنیا میں اندھے پن میں مبتلا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھے پن میں مبتلا اور زیادہ گمراہ ہوگا ۔)

کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت

کیا گیا، تو آپؑ نے فرمایا کہ:

(اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو) واجب حج کو ٹالتے رہتے ہیں (کہ اِس سال نہیں آئندہ سال، یا اِس کے بعد کرلیں گے) یہاں تک کہ موت آجائے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ:

"جو شخص تندرستی اور خوشحالی کے باوجود، حج کیے بغیر مرجائے وہ اُن لوگوں میں سے ہے جس کے لیے خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"وَ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔"

(اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے)

* ایک اور حدیث میں ہے کہ:

(جس شخص پر حج واجب ہوا، اور) وہ ٹال مٹول کرتا رہا، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوگیا، تو روزِ قیامت خداوندِ عالم اُسے یہودی یا عیسائی (کے عنوان سے) اُٹھائے گا۔)

* (العروۃ الوثقیٰ جلد ۲ صـ ۴۰۸)

•

وَالْحَجُّ فَرْضُهٗ وَنَفْلُهٗ، عَظِيْمُ فَضْلِهٖ،
خَطِيْرُ اَجْرِهٖ، جَزِيْلُ ثَوَابِهٖ، جَلِيْلُ جَزَآءِهٖ،
وَكَفَاهُ مَا تَضَمَّنَهٗ مِنْ وُفُوْدِ الْعَبْدِ عَلٰى سَيِّدِهٖ،
وَنُزُوْلِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ، وَمَحَلِّ ضِيَافَتِهٖ وَاَمْنِهٖ،

وَعَلَى الْكَرِيْمِ اِكْرَامُ ضَيْفِهٖ وَاِجَارَةُ الْمُلْتَجِىْ اِلٰى بَيْتِهٖ۔

(اور حج، جو واجب بھی ہو سکتا ہے اور مستحب بھی!۔ اُس کی فضیلت عظیم، اُس کا اجر بہت بڑا، اُس کا ثواب بہت زیادہ، اور اُس کی جزا (نہایت) جلیل القدر ہے: (اُس کی فضیلت کے لیے تو) یہی کافی ہے کہ بندہ اپنے آقا و مالک کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرتا ہے، اُس کے گھر پر اُترتا ہے، اور اُس کی مہمان نوازی اور جائے امن (میں پہونچنے کی سعادت) حاصل کرتا ہے، اور (یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ) صاحبِ فضل وکرم، اپنے مہمان کی عزت احترام کو اپنے اوپر (فرض سمجھتا ہے) اور جو شخص اُس کے گھر پناہ لے، اُسے پناہ دینا (ضروری سمجھتا ہے)

★ (العروۃ الوثقیٰ جلد۲ صـ۲۰۸)

•

بلکہ بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص حج کو اپنی زندگی کا معمول بنائے، وہ ضرور خوشحالی کی نعمت سے مالا مال ہوگا۔

★ جیساکہ فرزند رسولِ خدا حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

" اَلْحَجُّ يَنْفِى الْفَقْرَ " (حج، تنگدستی کا خاتمہ کرتا ہے)

★ اور فرزند رسولِ خدا حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام

" مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اَسْرَعَ غِنًا وَلَا اَنْفىٰ لِلْفَقْرِ مِنْ اِدْمَانِ حَجِّ الْبَيْتِ ۔"

(حج کی مداومت سے بڑھ کر تیزی سے خوشحال بنانے والی اور محتاجی کو ختم کرنے والی، کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی۔)

★ نیز یہ بھی فرمایا کہ:

" مَنْ حَجَّ حِجَّتَيْنِ لَمْ يَزَلْ فِيْ خَيْرٍ حَتّٰى يَمُوْتَ "

(جس نے دو بار حج کیا ہو وہ دنیا سے جانے تک ہمیشہ بہتری میں رہے گا۔)

" وَمَنْ حَجَّ ثَلَاثَ حِجَجٍ لَمْ يُصِبْهُ فَقْرٌ اَبَدًا "

(اور جو شخص تین بار حج کرلے وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔)

★ اور اسحاق بن عمّار نامی راوی بیان کرتا ہے کہ:

"میں نے فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ: میں نے دل میں یہ بات ٹھان لی ہے کہ ہر سال (یا تو خود حج کروں گا' یا' اپنے خاندان میں سے کسی کو پیسے دے کر حج کے لیے بھیجوں گا۔"

• امام علیہ السلام نے پوچھا کہ: کیا واقعاً اس بات کا تم نے عزم کرلیا ہے؟

• میں نے عرض کیا: "جی ہاں"

• امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: "پھر مال کی فراوانی کا تم یقین رکھو۔

(یا یہ فرمایا کہ: تمھیں مال کی فراوانی کی بشارت ہو۔)

★ اور فرزندِ رسولِ خدا، حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"حِجُّوا تَسْتَغْنُوا" (حج کیا کرو، بے نیاز ہو جاؤ گے)

★ (ملاحظہ فرمائیے بحار الانوار جلد ۹۹، ۶۷-وغیرہ)

★ ★ ★

وادیٔ پرخار یا سرزمین گلزار

★ ★ ★ ★ ★

★ بسا اوقات، لوگوں کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ پروردگارِ عالم نے اپنے خاص گھر کے لیے ایسی سرزمین کا انتخاب کیوں کیا جہاں موسم بھی نہایت سخت ہوتا ہے، اور جہاں کی سرزمین بھی انتہائی سنگلاخ ہے۔ ہر طرف اونچی اونچی خشک اور بے آب و گیاہ پہاڑیاں، درمیان میں پتھروں کا بنا ہوا ایک گھر"

کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ:

دنیا کے کسی پُر فضا مقام پر، کسی حسین و جمیل وادی کے اندر، ایک خوبصورت سا گھر خداوندِ عالم بنواتا، جس کے قرب و جوار میں ہر طرف سبزے کی شادابی، پھولوں کی مہک، پھلوں کی مٹھاس، بلبلوں کی چہچہاہٹ، اور خوبصورت پرندوں کی مترنم آوازیں گونج رہی

ہوتیں، آبشاریں بہ رہی ہوتیں، اور محبتِ الٰہی سے سرشار اُس کے بندے اُس کے گھر کی زیارت بھی کرتے، اور قرب وجوار کے حُسن و جمال سے بھی لطف اندوز ہوتے! اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَال" کی پوری عکاسی ہو جاتی۔

؟

* مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مشہور و معروف خطبہ (قاصعہ) میں اِس کا ذکر بہت تفصیل سے ملتا ہے — جس میں مولیٰ فرماتے ہیں کہ: "یہ سب کچھ ممکن تھا — لیکن پھر نہ تو بندوں میں وہ عاجزی و انکساری پیدا ہوتی جو اِس حج کا اہم ترین مقصد ہے، اور نہ لوگ اُس عظیم الشان اجر و ثواب کے حقدار قرار پاتے، جو زحمتیں برداشت کرنے والوں کو ملتا ہے۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

" اَلَا تَرَوْنَ اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ اِخْتَبَرَ الْاَوَّلِیْنَ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِلَی الْاٰخِرِیْنَ مِنْ ھٰذَا الْعَالَمِ بِاَحْجَارٍ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَا تُبْصِرُ وَلَا تَسْمَعُ فَجَعَلَھَا بَیْتَہُ الْحَرَامَ۔

" اَلَّذِیْ جَعَلَہٗ لِلنَّاسِ قِیَامًا "

ثُمَّ وَضَعَہٗ بِاَوْعَرِ بِقَاعِ الْاَرْضِ حَجَرًا وَّ

أَقَلِّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا مَدَرًا ، وَأَضْيَقِ بُطُونِ الْأَوْدِيَةِ قُطْرًا ، بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ ، وَرِمَالٍ دَمِثَةٍ ، وَعُيُونٍ وَشِلَةٍ ، وَقُرًى مُنْقَطِعَةٍ لَا يَزْكُو بِهَا خُفٌّ ، وَلَا حَافِرٌ ، وَلَا ظِلْفٌ

ثُمَّ أَمَرَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوُلْدَهُ أَنْ يَثْنُوا أَعْطَافَهُمْ (أَعْطَافَهُمْ) نَحْوَهُ ، فَصَارَ مَثَابَةً لِمُنْتَجَعِ أَسْفَارِهِمْ ، وَغَايَةً لِمُلْقَى رِحَالِهِمْ ، تَهْوِي إِلَيْهِ ثِمَارُ الْأَفْئِدَةِ مِنْ مَفَاوِزِ قِفَارٍ سَحِيقَةٍ ، وَمَهَاوِي فِجَاجٍ عَمِيقَةٍ ، وَجَزَائِرِ بِحَارٍ مُنْقَطِعَةٍ حَتَّى يَهُزُّوا مَنَاكِبَهُمْ ذُلُلًا يُهَلِّلُونَ (يُهَلِّلُونَ) لِلّٰهِ حَوْلَهُ ، وَيَرْمُلُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ شُعْثًا غُبْرًا لَهُ ، قَدْ نَبَذُوا السَّرَابِيلَ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَشَوَّهُوا بِإِعْفَاءِ الشُّعُورِ مَحَاسِنَ خَلْقِهِمْ ، ابْتِلَاءً عَظِيمًا وَامْتِحَانًا شَدِيدًا ، وَاخْتِبَارًا مُبِينًا وَتَمْحِيصًا بَلِيغًا ۔

جَعَلَهُ اللّٰهُ سَبَبًا لِرَحْمَتِهِ وَوُصْلَةً إِلَى جَنَّتِهِ ۔

وَلَوْ أَرَادَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَضَعَ بَيْتَهُ الْحَرَامَ

وَمَشَاعِرَهُ الْعِظَامَ بَيْنَ جَنَّاتٍ وَّ اَنْهَارٍ وَّ سَهْلٍ وَّقَرَارٍ جَمِّ الْاَشْجَارِ دَانِي الثِّمَارِ مُلْتَفَّ الْبُنٰى مُتَّصِلِ الْقُرٰى بَيْنَ بُرَّةٍ سَمْرَآءَ وَرَوْضَةٍ خَضْرَآءَ وَاَرْيَافٍ مُّحْدِقَةٍ وَعِرَاصٍ مُّغْدِقَةٍ وَّرِيَاضٍ نَاضِرَةٍ وَّطُرُقٍ عَامِرَةٍ لَّكَانَ قَدْ صَغُرَ قَدْرُ الْجَزَآءِ عَلٰى حَسَبِ ضَعْفِ الْبَلَآءِ۔

وَلَوْ كَانَ الْاَسَاسُ الْمَحْمُوْلُ عَلَيْهَا وَالْاَحْجَارُ الْمَرْفُوْعُ بِهَا، بَيْنَ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَآءَ وَيَاقُوْتَةٍ حَمْرَآءَ وَّنُوْرٍ ضِيَآءٍ، لَخَفَّفَ ذٰلِكَ مُصَارَعَةَ (مُضَارَعَةَ) الشَّكِّ فِي الصُّدُوْرِ، وَلَوَضَعَ مُجَاهَدَةَ اِبْلِيْسَ عَنِ الْقُلُوْبِ وَلَنَفٰى مُعْتَلَجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَخْتَبِرُ عِبَادَهٗ بِاَنْوَاعِ الشَّدَآئِدِ وَيَتَعَبَّدُهُمْ بِاَنْوَاعِ الْمَجَاهِدِ وَيَبْتَلِيْهِمْ لِضُرُوْبِ الْمَكَارِهِ اِخْرَاجًا لِلتَّكَبُّرِ مِنْ قُلُوْبِهِمْ وَاِسْكَانًا لِلتَّذَلُّلِ فِيْ نُفُوْسِهِمْ، وَلِيَجْعَلَ ذٰلِكَ اَبْوَابًا فُتُحًا اِلٰى فَضْلِهٖ، وَاَسْبَابًا ذُلُلًا لِعَفْوِهٖ۔

(کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ خداوندِ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے آج تک اوّلین و آخرین، سب کا

امتحان لیا ہے، اِن پتھروں[1] کے ذریعے، جن کا (بظاہر) نہ کوئی نفع ہے اور نہ نقصان، نہ اُن کے پاس بصارت ہے، اور نہ سماعت — لیکن (خداوندِ عالم نے) اِن ہی (پتھروں) سے اپنا وہ محترم گھر (خانۂ کعبہ) بنوا دیا، جسے لوگوں کے لیے قیام کا ذریعہ قرار دیا ہے — اور اِس گھر کو ایک ایسی جگہ قرار دیا ہے جو روئے زمین پر انتہائی پتھریلی و بلند زمینوں میں سے بہت زیادہ مٹی والی وادیوں میں، اطراف کے اعتبار سے نہایت تنگ ہے۔ اِس کے اطراف میں سخت قسم کے پہاڑ . . . ریتیلے میدان، کم پانی والے چشمے اور منتشر قسم کی بستیاں ہیں۔ جہاں نہ اونٹ پرورش پا سکتے ہیں، نہ گائے، اور نہ بکریاں۔

پھر اُس نے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے کاندھوں کو اُس کی طرف موڑ دیں، اور اِس طرح اُسے سفروں سے

---

[1] : یہ اشارہ ہے پتھروں سے بنے ہوئے اُس گھر کی طرف جس کے بارے میں خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "وہ پہلا گھر جو بنی نوعِ انسان کے لیے بنایا گیا — جو مکہ کی سرزمین پر ہے، بابرکت ہے، اور سرچشمۂ ہدایت ہے"۔ حضرت امیرالمومنینؑ کے اِس خطبے سے بھی اِس بات کی تائید ہوتی ہے کہ خانۂ کعبہ کی ابتدائی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمائی تھی۔

فائدہ اُٹھانے کی منزل، اور پالانوں کے اُتارنے کی جگہ بنادیا۔ جس کی طرف لوگ دور افتادہ، بے آب و گیاہ بیابانوں، دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راستوں، زمین سے کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے دل و جان سے متوجّہ ہوتے ہیں۔ تاکہ عاجزی کے ساتھ اپنے کاندھوں کو حرکت دیں اور اُس کے گرد اپنے پروردگار کی الوہیّت کا اعلان کریں، اور پیدل اس عالم میں دوڑتے (اور سعی کرتے) رہیں کہ اُن کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور سر پر خاک پڑی ہوئی ہو، اپنے (روزمرّہ کے لباس اور) پیراہنوں کو اُتار کر پھینک دیں، اور بال بڑھا کر اپنے خدوخال کے حسن کو بدنما بنالیں (یہ سب کچھ) ایک عظیم ابتلاء، سخت امتحان اور واضح اختیار ہے جس کے ذریعے سے عبدیّت کی مکمّل آزمائش کی جاتی ہے۔

* خداوندِ عالم نے اِس گھر کو رحمت کا ذریعہ اور جنّت کا وسیلہ بنایا ہے۔

* وہ اگر چاہتا تو اِس گھر، اور اِس کے تمام مشاعر کو باغات اور نہروں کے درمیان، نرم و ہموار زمین پر بنا دیتا، جہاں گھنے درخت ہوتے اور قریب قریب پھل — عمارتیں ایک دوسرے سے جُڑی ہوئی ہوتیں، اور آبادیاں ایک دوسرے سے متّصل — کہیں سرخی مائل گندم کے پودے ہوتے اور کہیں سرسبز باغات، کہیں چمن زار ہوتا، اور کہیں پانی میں ڈوبے ہوئے میدان، کہیں سرسبز و شاداب کشت زار ہوتے، اور کہیں آباد گذرگاہیں (اور ان تمام چیزوں کے ذریعہ سے وہ اپنے مقدّس گھر کے قرب و جوار کو انتہائی پُر فضا بنا سکتا تھا) بلکہ اگر

چاہتا تو اپنا یہ گھر، مکّہ کی سنگلاخ وادی کے بجائے دنیا کے کسی نہایت خوبصورت خطّے اور ٹھنڈی وخوشنما جگہ پر بھی تعمیر کرا سکتا تھا) ___ لیکن اِس طرح آزمائش کی سہولت کے ساتھ جزاء کی مقدار بھی گھٹ جاتی (کیونکہ جزا تو انسان کو اُس کی محنت اور زحمات کے عوض ملتی ہے، جتنی زیادہ زحمتیں برداشت کرے گا' اُتنے ہی اجر و ثواب کا حقدار بنے گا۔)

۶۰

اور اگر جس بنیاد پر اِس مکان کو کھڑا کیا گیا ہے' وہ سبز زمرّد اور سرخ یاقوت (جیسے پتّھروں) اور نور و ضیاء کی تابانیوں سے عبارت ہوتی تو سینوں پر شک کے حملے کم ہو جاتے اور دلوں سے ابلیس کی محنتوں کا اثر ختم ہو جاتا' اور لوگوں کے خلجانِ قلب کا سلسلہ تمام ہو جاتا۔

لیکن خداوندِ عالم اپنے بندوں کو سخت ترین حالات سے آزمانا چاہتا ہے، اور اُن سے سنگین ترین مشقّتوں کے ذریعہ بندگی کرانا چاہتا ہے، اور انھیں طرح طرح کے ناخوشگوار حالات کے ذریعے سے آزمانا چاہتا ہے ___ تاکہ اُن کے دلوں سے غرور و تکبّر نکل جائے، اور اُن کے نفوس میں تواضع اور فروتنی کو جگہ مل جائے، اور اسی بات کو وہ اپنے فضل و کرم کے کھلے ہوئے دروازوں، اور عفو و مغفرت کے آسان ترین وسائل

میں سے قرار دے)

* (نہج البلاغۃ خطبۂ قاصعہ)

◉

حج کی امتیازی خصوصیّات

* * * * *

* بعض مفسّرین نے حج کے متعدّد امتیازات کی نشاندہی کی ہے، جن میں سے ہم چند باتوں کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) :- "حج" کے علاوہ، دیگر تمام عبادتیں، جیسے نماز، روزہ، خمس، زکوٰۃ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ۔ دنیا کے کسی بھی علاقے میں ادا کی جا سکتی ہیں، مگر "حج" ایک ایسی عبادت ہے جو صرف "اللہ" کے گھر پر حاضری کے ذریعے سے ہی ادا کی جا سکتی ہے

(۲) :- کچھ عبادتیں جسمانی ہیں، جیسے نماز و روزہ وغیرہ۔ اور کچھ مالی۔ جیسے خمس و زکوٰۃ وغیرہ ___ نماز و روزے میں انسان کے جسم کو مشقّت برداشت کرنی پڑتی ہے، مگر عام طور پر کوئی مال خرچ نہیں کرنا پڑتا ___ اور خمس و زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال خرچ کرنا پڑتا ہے، لیکن عموماً اس کے لیے کوئی جسمانی محنت نہیں کرنی پڑتی ___ جبکہ "حج" میں جسمانی مشقّت بھی ہے اور مال کا خرچ بھی

(۳) :- دوسری عبادتوں میں فکر و دانش کا پہلو غالب نظر آتا ہے

جیسے نماز، جس کا ایک ایک رُکن ایسا ہے کہ انسان جتنا اس پر غور و فکر کرے خداوندِ عالم کی معرفت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جبکہ "حج" ایک ایسی عبادت ہے جس میں عشق و محبت کا پہلو زیادہ غالب نظر آتا ہے۔ کہ روز مرّہ کا لباس، اور زیب و زینت کی چیزوں کو الگ کرو، کفن کے انداز سے جامۂ احرام پہنو، اور والہانہ انداز سے اُس کے گھر کے چکّر لگاؤ، جیسے کوئی سچّا عاشق اپنے محبوب کے گھر کے چکّر لگاتا ہے۔ یا جیسے شمع کے اِرد گرد پروانہ چکّر لگاتا ہے۔

(۴):۔ انسان، خانۂ خدا اور مکّہ معظّمہ میں حاضری کے موقع پر، تصوّر کی نگاہ سے اُس وقت، اور اُس دَور کو دیکھتا ہے جب اللہ کے ایک انتہائی مقرّب بندے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے شیر خوار بیٹے جناب اسماعیل علیہ السلام کو اُن کی مادرِ گرامی کے ساتھ اس بے آب و گیاہ مقام پر چھوڑا، اور خداوندِ عالم کی بارگاہ میں یہ دعا کی:

"رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ○"

(اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر

کے پاس ایک (ایسی) وادی میں آباد کیا ہے (جہاں) زراعت (بھی) نہیں ہے۔

اے ہمارے پروردگار! (ہم نے یہ اس لیے کیا ہے) تاکہ یہ لوگ نماز قائم کریں، تو، کچھ لوگوں کے دل کو اِن کی طرف مائل کر دے، اور اِنھیں پھلوں کا رزق مرحمت فرما" تاکہ یہ تیرے شکر گذار رہیں۔) * (سورۂ ابراہیم ۱۵ آیت ۳۷)

•

ذرا تصوّر کیجیئے کہ جس وقت مکّہ کی سرزمین پر نہ کوئی عمارت، نہ کوئی آبادی، نہ درخت، نہ سبزہ، نہ پانی۔ دور دراز تک چٹیل میدان، اور جا بجا پہاڑیاں — جن کے درمیان ایک مومنہ، اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ اپنے پروردگار پر کامل ایمان کے ساتھ بیٹھی ہے۔

* مورّخین نے لکھا ہے کہ:

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جناب ہاجرہؑ کو یہاں اُتارا، پانی کا ایک مشکیزہ، اور کھجوروں کی ایک تھیلی دے کر واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔

جناب ہاجرہؑ نے کہا: "اے خلیلِ خدا! اس سنسان، ویران بیابان میں جہاں نہ پانی ہے، نہ سایہ، نہ کوئی مکان، نہ کسی سے جان پہچان — آپؑ ہمیں اِس طرح چھوڑے جا رہے ہیں؟....

کیا آپؑ کو پروردگارِ عالم نے اِس کا حکم دیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: "ہاں۔"

جناب ہاجرہ نے ... فرمایا کہ: اب ہمیں کوئی فکر نہیں، خداوندِ عالم ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کے واپس جانے کے بعد تین چار دن کے اندر کھانے پینے کا سارا سامان ختم ہوگیا ــــ تو جناب ہاجرہؑ فکرمند ہوئیں۔

اُدھر جناب اسماعیلؑ گرمی کی شدّت اور بھوک و پیاس سے بے حال ہو رہے تھے۔

کمسن بچّے کی حالت، جناب ہاجرہؑ سے دیکھی نہیں جارہی تھی ــــ چنانچہ زمین پر ایک کپڑا بچھایا، اور اپنے نورِ نظر کو اُس پر لٹا کر کوہِ صفا کی طرف تیزی سے چلیں، اُس کے اوپر جاکر اِردگرد دیکھا کہ شاید کہیں کوئی آدمی، یا دور کہیں کوئی گھر نظر آجائے ــ مگر ہر طرف ویرانی ہی ویرانی تھی۔ لہٰذا آپؑ وہاں سے اُتریں، بچّے کے پاس آکر اُس کو دیکھا، پھر دوسری پہاڑی پر گئیں، جس کا نام مروہ ہے، اُس پر چڑھ کر بھی ہر طرف کا جائزہ لیا، نہ کوئی آبادی نظر آئی، نہ پانی کے کوئی آثار نمایاں ہوئے ــــ مگر بچّے کی پیاس کی شدّت دیکھ کر دل بیچین ہوتا رہا ـــ اور بار بار تیزی سے اُن پہاڑیوں کے اوپر جاکر اِدھر اُدھر نگاہ دوڑاتی تھیں کہ شاید کہیں پانی نظر آجائے اور بچّے کی پیاس بجھانے کا انتظام ہوجائے ... لیکن ہر دفعہ سوائے

محرومی کے کچھ حاصل نہ ہوا ـــــ یہاں تک کہ اُنھوں نے سات چکّر
لگائے جس کے بعد آپ نے دیکھا کہ اسماعیلؑ کے قدموں کی جگہ سے
پانی کا چشمہ اُبل رہا ہے۔

آپ انتہائی خوش ہوئیں، اور جس جگہ پانی بہ رہا تھا وہاں
چاروں طرف ریت کی حد بنا کر پانی کو روکنا چاہا، لیکن پانی اُس حد
کو توڑ کر باہر نکلنے لگا۔ آپ نے پانی کو مخاطب کر کے کہا:

زَم زَم (یعنی رُک جا، ٹھہر جا)

پانی میں کہاں طاقت تھی کہ جناب ہاجرہؑ، جو ایک اولوالعزمؑ
خلیلِ خدا، نبیِ خدا کی زوجہ اور ایک نبیؑ خدا کی ماں تھیں، اُن کی حکم
عدولی و نافرمانی کرتا، زَم زَم کی آواز سنی، اور ٹھہر گیا۔

اُسی دن سے اُس چشمہ کا نام "زمزم" قرار پایا جس سے
آج کروڑوں بندگانِ خدا فیضیاب ہوتے ہیں، اور حجّاج کرام
اُس پانی (آبِ زمزم)، کو شیشیوں میں بھر کر تبرّک کا بڑے شوق
سے اپنے اپنے وطن لے جاتے ہیں۔

اور جن دو پہاڑوں کے درمیان جناب ہاجرہ نے پانی کے
لیے کوشش (سعی) کی تھی، اُن کے درمیان تمام حجّاج کرام اور
عُمرہ بجالانے والے "سعی" کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

گویا مالکِ دوجہاں نے ایک ماں کی ممتا کے نشان کو اپنی
عبادت کا جُز قرار دے دیا !!

(۵) :۔ " حج " کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع ملتا ہے، جس کے ذریعہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے مشکلات و مسائل کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے، اور اُن کے حل کی راہ بھی تلاش کی جا سکتی ہے۔ ______ اب یہ مسلمان سربراہانِ مملکت پر منحصر ہے کہ وہ اس موقع کو اسلامی اتّحاد کے لیے کس بصیرت کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، اور " حج " کے ایّام میں، جو نادر موقع ملتا ہے اُس کو دین کی سربلندی کے لیے کس طرح عمل میں لاتے ہیں۔ ؟

(۶) :۔ ہماری دنیاوی زندگی میں " حج و عمرہ " ہی وہ موقع ہے جب ہم خانۂ خدا کے مہمان ہوتے ہیں، اِسی لیے حُجّاجِ کرام کو " ضُیوفُ الرحمٰن " کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ______ اور یہ بات تو ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ ہر میزبان اپنے مہمان کی مہمان نوازی کا پورا پورا خیال رکھتا ہے، پھر بھلا خداوندِ کریم اپنے گھر آئے ہوئے مہمانوں کی مہمان نوازی کا اہتمام کیسے نہیں فرمائے گا ______ یہی وجہ ہے کہ خلوصِ دل سے اِس در پر حاضری دینے والا شخص کبھی محروم نہیں رہ سکتا، بلکہ حج کی سعادت کے ساتھ ساتھ دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہو کر واپس جاتا ہے۔

(۷) :۔ روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حج اور عمرے کی سعادت حاصل کرنے والا گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ دنیاوی فوائد سے بھی بہرہ ور ہوتا ہے۔ بلکہ حدیث کے الفاظ کے مطابق تو ______

حج و عمرہ، گناہ اور محتاجی کو اِس طرح ختم کر دیتے ہیں جیسے سونے چاندی کو اُس کی بھٹّی میں ڈالا جائے اور اُس کا سارا میل کچیل نکل جائے، اور خالص سونا اور خالص چاندی باقی رہ جائے۔

(۸) :۔ چونکہ "حج" کرنے والے کو دور دراز مقامات کا سفر کرنا ہوتا ہے، اِس لیے بندگانِ خدا کی گوناگوں کیفیّت بھی دیکھنے کو ملتی ہے، اور زندگی کے تجربات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

(۹) :۔ متبرّک مقامات کو دیکھنے سے دل میں اللہ کے چاہنے والوں کی محبّت بڑھتی ہے، اور لوگوں کو عبادت میں مصروف دیکھنے سے عبادت کا شوق و ذوق بھی پیدا ہوتا ہے۔

(۱۰) :۔ اگر شرائط و آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے، عاجزی و انکساری اور خلوصِ دل کے ساتھ اِس عبادت کو انجام دیا جائے، اور دورانِ حج، مختلف مقامات پر جو زحمتیں سامنے آتی ہیں، اُنھیں خوشدلی کے ساتھ برداشت کیا جائے تو دل کے اندر سوز و گداز بھی پیدا ہوتا ہے، اور انسان کا جوہرِ انسانیت نکھرتا ہے۔

•

صاحبانِ فکر و دانش نے اِن کے علاوہ بھی گوناگوں فوائد و امتیازات کا تذکرہ کیا ہے، لیکن ہم نے اختصار کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ان ہی امتیازات کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔

* * *

انسانی تاریخ کا پہلا حج

* * * * *

★ تاریخی شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جس ذاتِ بابرکت نے "حج" کی سعادت حاصل کی، وہ تمام بنی نوعِ انسان کے جدِ اعلیٰ، اور زمین پر خداوندِ عالم کے پہلے "نمائندے" حضرت آدم علیہ السلام "۔ ہیں۔

پروردگارِ عالم کے حکم سے جناب جبرئیلِ امین، تمام ارکانِ حج بتاتے رہے اور حضرت آدم علیہ السلام انھیں انجام دیتے گئے۔

چنانچہ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور و معروف کتاب "عِلَلُ الشَّرائِع" میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"خداوندِ عالم نے ... جناب جبرئیلِ امین کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا، جنھوں نے یہ پیغام سنایا کہ:

"سلام ہو آپ پر: اے آدمؑ! اے اِبتلاء و مصیبت میں صبر کرنے والے! اور 'توبہ (کی درخواست) کرنے والے! — خداوندِ عالم نے مجھے آپؑ کے پاس بھیجا ہے، تاکہ میں آپؑ کو وہ مناسکِ (حج) بتادوں، جن کے ذریعہ (اور وسیلے سے) خداوندِ کریم آپؑ کی توبہ قبول کرنا چاہتا ہے۔"

یہ درحقیقت اِس بات کا اعلان تھا کہ " حج " قبولیتِ دعاء اور مغفرت کا اہم ترین ذریعہ ہے ـــــ جیسا کہ مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ: "جو شخص حج کو اُس کے آداب واحکام کے مطابق ادا کرتا ہے، وہ گناہوں سے اِس طرح سے پاک ہو جاتا ہے، جیسے ابھی شکمِ مادر سے زمین پر آیا ہو ـــــ یعنی: جس طرح شکمِ مادر سے دنیا میں قدم رکھنے والے بچے کے ذمّہ کوئی گناہ نہیں ہوتا، اِسی طرح سے کامل طریقے سے حج کا فریضہ ادا کرنے والے کے ذمّہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا (سوائے اِس کے، کہ اُس نے بندگانِ خدا کا کوئی حق سلب کیا ہو، یا خدا کا کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس کی توبہ باقی ہو۔)

وہ

جنابِ جبرئیلؑ امین نے حضرت آدم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا، اور اُن کے ساتھ اُس جگہ کی طرف چلے جہاں (اب) خانۂ کعبہ (بنا ہوا) ہے ـــــ وہاں پر ایک خاص جگہ ابر کا سایہ تھا، حضرت جبرئیلؑ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ: "جہاں بادل سایہ فگن ہے، یہیں اُتر جائیے۔"

وہ

یہی وہ جگہ تھی، جہاں حکمِ خدا کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے خانۂ خدا کی بنیاد رکھی، اور حجرِ اسود، جسے جنّت سے اپنے ہمراہ

لائے تھے، اُسے نصب کیا ـــــــ اور یہی وہ جگہ ہے جو بندگانِ خدا کے لیے مرکزِ عبادت قرار پائی۔ پھر طوفانِ نوحؑ کے زمانہ میں اِس کے کچھ آثار مٹ گئے۔ جنابِ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزندِ ارجمند جناب اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ اُسی جگہ نئی عمارت تعمیر کردی، جو اُس وقت سے آج تک قائم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام، دستورِ خداوندی کے مطابق اس جگہ پہونچ کر مراسمِ عبادت بجالائے۔

وہ

"اِس کے بعد جناب جبرئیلؑ، حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر مِنیٰ پہونچے، وہ جگہ اُنھیں دکھائی، وہاں نشان کھینچے، اور خانۂ کعبہ کے حدود معیّن کرنے کے بعد، حرم کے حدود معیّن کیے۔

پھر اُن کے ساتھ عرفات (کے میدان میں) پہونچے، وہاں (عرفات کی وادی کے اندر) "مُعَرَّف" نامی جگہ پر قیام کیا ـــ اور حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ:

غروبِ آفتاب کے وقت اِس جگہ سات مرتبہ استغفار کیجیے،

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔

"مُعَرَّف" کی وجہ تسمیہ (کے سلسلے میں منقول) ہے کہ: حضرت آدم علیہ السلام نے اِسی جگہ (اپنی ترکِ اولیٰ کا) اعتراف کیا تھا۔

اُسی طرح (سب لوگ) یہاں اپنے گناہوں، اور کوتاہیوں کا اعتراف کریں، اور جس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے اس جگہ خداوندِ عالم سے توبہ قبول کرنے کی درخواست کی تھی، اسی طرح فرزندانِ آدمؑ اِس جگہ پروردگارِ عالم سے یہ درخواست کریں کہ اُن کی توبہ کو قبول فرمائے۔"

۰

اور اِس توبہ و استغفار کی اس قدر اہمیّت ہے کہ ہر سال لاکھوں فرزندانِ اِسلام اِس جگہ پر توبہ و استغفار کی تمنّا لیے ہوئے سرزمینِ حجاز پر حاضری دیتے ہیں، اور میدانِ عرفات میں دعاء و استغفار، توبہ و مناجات، تسبیح و تہلیل، اور بارگاہِ معبود میں عاجزانہ مناجات کو اپنی زندگی کی، سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں — کیونکہ میدانِ عرفات میں، قبولیّتِ دعاء کے سلسلے میں زمان و مکان دونوں کا شرف نصیب ہوتا ہے؛ "زمان": یعنی ۹ ذی الحجّہ کا دن، جو قبولیتِ دعاء کے خاص دنوں میں سے ہے۔ اور: "مکان" یعنی عرفات کا میدان، جسے مالکِ دوجہاں نے اُن مراکز میں سے قرار دیا ہے جہاں دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

۰

"پھر (غروبِ آفتاب کے بعد) جنابِ جبرئیلؑ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ: اب یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ چنانچہ وہ

عرفات (کے میدان) سے نکلے، اور (درمیان کی) سات پہاڑیوں سے گذر ہوا، جن میں سے ہر پہاڑی پر جناب جبرئیلؑ نے سات سات مرتبہ تکبیر کہنے کو کہا، اور حضرت آدم علیہ السلام نے اسی طرح کیا۔
(پھر آگے چلتے رہے)
یہاں تک کہ، رات کا ایک تہائی حصّہ گذرنے کے بعد آپؑ (مُزدلفہ) پہونچے (جسے) "جَمعَ" (بھی کہا جاتا ہے) ——
وہاں آپؑ نے مغرب کے بعد فوراً عشاء کی نماز پڑھی (ان دونوں نمازوں کے درمیان کسی قسم کا وقفہ نہیں کیا) اِسی مناسب سے اِس جگہ کا نام ہی "جَمعَ" قرار پا گیا۔

۹

اور آج بھی دنیا کے تمام مکاتبِ فکر کے مسلمان، مُزدلفہ میں، مغرب وعشاء کی نماز ایک ساتھ ہی پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بھی، جو ساری دنیا میں ہم لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ: ہم لوگ مغرب وعشاء کی نماز کے درمیان طویل وقفہ کیوں نہیں کرتے۔ نمازِ مغرب پڑھنے کے تھوڑی ہی دیر بعد، عشاء کی نماز کیوں پڑھ لیتے ہیں —— وہ بھی جب اِس سرزمین پر پہونچتے ہیں تو مغرب وعشاء ایک ساتھ ہی — بلا فاصلہ — پڑھتے ہیں ——
جبکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ شریعت میں اگر مغرب وعشاء کی نماز یا دونمازوں — کو ایک ساتھ پڑھنا منع ہوتا، تو حج جیسی عظیم الشّان

عبادت کے دوران، جب تمام حجّاجِ کرام، حالتِ احرام میں ہوتے ہیں اِس کا حکم نہ ہوتا — کیونکہ خداوندِ عالم کسی ناجائز کام کا حکم نہیں دے سکتا۔

٭

"... پھر (مُزدلفہ پہونچنے کے بعد) جناب جبرئیل نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ اب صبح نمودار ہونے تک اِسی وادی میں رہنا ہے۔"

٭

جہاں آج بھی لاکھوں حُجّاجِ کرام، ۹ر اور ۱۰ر ذی الحجّہ کی درمیانی شب — یعنی "شبِ عید الاضحیٰ" — قیام کرتے ہیں۔ اور اِسی وادی سے کنکر چُنتے ہیں، جو مِنیٰ میں رمی جمرات کے دوران کام آتے ہیں۔ پھر صبح صادق نمودار ہونے کے بعد وقوف کی نیّت کرنے، نمازِ صبح ادا کرنے، اور دعا و تسبیح کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مِنیٰ کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔

٭

"(صبح صادق کے بعد) جناب جبرئیل امین نے حضرت آدم ع کو مُزدلفہ کے پہاڑ پر قدم رکھنے کو کہا، اور یہ بھی فرمایا کہ:
جب آفتاب نکل آئے تو سات مرتبہ اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں اپنے قصور (ترکِ اَولیٰ) کا اعتراف کریں۔ خداوندِ کریم سے

توبہ کی درخواست کریں، اور استغفار کریں ۔ اور حضرت آدمؑ نے اُسی طرح عمل کیا جس طرح جناب جبرئیلؑ بتا رہے تھے!

اور ان دونوں (مقدّس) مقامات پر اعترافِ قصور، کا حکم اِس لیے دیا گیا، تاکہ اُن کی اولاد کے درمیان یہ سنّت برقرار رہے (اور لوگ میدانِ عرفات میں بھی توبہ و استغفار کریں، اور مُزدلفہ کی وادی میں بھی) پھر اگر کوئی شخص (کسی پریشانی میں مبتلا ہو جائے یا راستے میں اچانک کوئی رکاوٹ پیش آجانے کی وجہ سے) عرفات نہ پہونچ سکے اور مُزدلفہ پہونچ (کر وہاں کے اعمال بجالائے) تو اُس کا حج ہو جائے گا!

۷۵

فقہی اعتبار سے میدانِ عرفات، اور مُزدلفہ، دونوں کا وقوف حج کا عظیم الشّان رُکن ہے، اور انسان جان بوجھ کر اِن میں سے کسی رُکن کو بھی ترک کرے تو اُس کا حج فاسد ہو جائے گا ــــــ لیکن اگر کوئی ایسا حادثہ، کوئی ایسی مجبوری پیش آجائے کہ انسان کوشش کے باوجود عرفات نہ پہونچ سکے، اور مُزدلفہ پہونچ جائے، تو بھی اُس کا فریضہ ادا ہو جائے گا (جیسا کہ اِس روایت میں بھی اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔)

۷۶

پھر (صبح نمودار ہونے کے بعد) حضرت آدم علیہ السلام مُزدلفہ

"سے منیٰ" کی طرف چلے، اور دھوپ نکلنے کے بعد منیٰ کی سرزمین پر پہونچے جہاں جبرئیلؑ امین نے بتایا کہ منیٰ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھیں۔"

"منیٰ کی مرکزی مسجد — "جو مسجدِ خیف" کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد کے فضائل، عالمِ اسلام کی معتبر کتابوں میں بہت زیادہ لکھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر سے آئے ہوئے حُجّاجِ کرام اس مسجد میں نماز پڑھنے کو اپنی زندگی کی اہم ترین سعادتوں میں سے سمجھتے ہوئے، کوشش کرتے ہیں کہ جتنے دن منیٰ میں ٹھہریں، مسجدِ خیف میں نماز ادا کرنے کا ثواب حاصل کریں۔

۹۱

"(منیٰ کے اندر) جناب جبرئیلؑ امین نے حضرت آدمؑ کو خداوندِ عالم کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کے لیے بھی کہا، تاکہ اس کی قبولیت (کے ذریعہ) سے یہ پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمالی، اور پھر اُن کی اولاد کے درمیان بھی یہ سنّت جاری رہے کہ وہ لوگ (اس سرزمین پر، اور اس تاریخ کو) خداوندِ عالم کی بارگاہ میں، قربانی پیش کریں۔"

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے قربانی پیش کی جسے اللہ بزرگ و برتر نے قبول فرمالیا۔ اور (قبولیت کی علامت کے طور پر) پاک پروردگار نے آسمان سے آگ (کا ایک گولہ) بھیجا، جس نے

حضرت آدم علیہ السلام کی پیش کردہ قربانی کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

جناب جبریلؑ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ:

خداوندِ عالم نے آپؑ کے ساتھ احسان فرمایا، آپؑ کو وہ مناسک (و عبادات) سکھائے جن کے ذریعہ سے اُس نے آپؑ کی توبہ قبول فرمائی، اور آپؑ کی پیش کردہ قربانی کو (بھی) اُس نے شرفِ قبولیّت بخشا۔

اب اِس قبولیّت کے شکرانے کے طور پر، اور اپنی عاجزی و انکساری کے اظہار کے لیے آپؑ سر منڈوائیے ـــــ چنانچہ (حکمِ خدا کے مطابق) حضرت آدم علیہ السلام نے، عاجزی و انکساری کے طور پر اپنا سر منڈوایا۔"

۷۵

تعجّب کی بات ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام، جو اللہ کے نبی، پہلے ہادیٔ برحق، خلیفۃُ اللہ، اور زمین پر مالکِ دو جہاں کے اوّلین نمائندے ـــــ اُنھوں نے تو بارگاہِ معبود میں اپنی عاجزی و انکساری کے اظہار کے لیے، دورانِ حج، کسی تردّد کے بغیر، اپنا سر منڈوا لیا۔ لیکن اولادِ آدمؑ میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی نظر آتی ہے، جو حج کے تمام فرائض و ارکان تو خوشی خوشی انجام دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، مگر جب "منیٰ" میں سر منڈوانے کی باری آتی ہے تو یہ حکم اُن پر بہت گراں گذرتا ہے

اور مختلف حیلے بہانے کے ذریعہ، کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اِس فریضے سے جان چھوٹ جائے، کسی مجتہد کی کتاب میں یہ مل جائے کہ سر منڈوانے کی ضرورت نہیں ہے، تو اُس کا لاکھوں شکریہ ادا کریں۔

؟

"پھر جناب جبرئیل امین (منیٰ سے) حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ خانۂ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے" تو (جس جگہ آج) جمرات (ہیں، اُس) کے پاس ہی ابلیس لعین سامنے آگیا" اور کہنے لگا:

"اے آدمؑ! کہاں کا ارادہ ہے؟

جناب جبرئیل نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ:

"اِسے" ۷ "کنکر مارئیے، اور ہر دفعہ کنکر مارتے وقت "اللہُ اکبر" (کہہ کر خداوندِ عالم کی کبریائی کا اعلان کیجئے۔)

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا (جس کی وجہ سے ابلیس (ملعون وہاں سے) بھاگ گیا۔

دوسرے دن بھی جناب جبرئیل، حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ "جمرات" کی طرف گئے، تو ابلیس سامنے آگیا، اور جناب جبرئیل نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ:

"اِسے" ۷ "کنکر مارئیے، اور ہر دفعہ کنکر مارتے وقت "اللہُ اکبر" کہیئے۔

اور حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، جس کے بعد

ابلیس لعین (وہاں سے) بھاگ گیا۔

(پھر تیسرے، اور چوتھے دن بھی ایسا ہی کیا۔)[ف]

(جب شیطان، منٰی کی سرزمین پر، باربار سامنے آیا،

اور ہر دفعہ حضرت آدم علیہ السلام نے اُسے کنکر مارا)۔ تو جناب

جبرئیل نے (حضرت آدمؑ سے) کہا کہ:

"اب، اِس کے بعد یہ آپؑ کے پاس نہیں آئے گا۔"

(شیطان سے اظہار نفرت و بیزاری کے لیے، دنیا بھر سے

آئے ہوئے حجاجِ کرام کا یہ فریضہ قرار دیا گیا ہے کہ: منٰی کی سرزمین

پر جہاں شیطان نے اللہ کے نبیؑ کے سامنے آکر اُن کی عبادت میں

حائل ہونا چاہا تھا، وہاں بنے ہوئے ستونوں پر سات سات کنکر

ماریں، اور ہر کنکر مارتے وقت "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ کہ خداوند عالم

کی عظمت و کبریائی کا اعلان کریں، جس طرح حضرت آدم علیہ السلام

نے کیا تھا، اور اپنے دل میں یہ جذبہ بیدار کریں کہ:

"پالنے والے! جس طرح آج میں نے ظاہری طور پر اِس شیطان

ف :- پہلا دن ۱۰ ذی الحجہ، پھر دوسرا دن ۱۱ ذی الحجہ
تیسرا دن ۱۲ ذی الحجہ ــــ اور چوتھا دن ۱۳ ذی الحجہ
کا ہے۔ البتہ حجاجِ کرام کو قرآن مجید میں اجازت دی گئی ہے کہ چاہیں تو
۱۲ ذی الحجہ کو ہی مکہ واپس چلے جائیں یا ۱۳ تک منٰی میں ٹھہریں۔ اور ۱۳ کو
کنکر مارنے کے بعد واپس آئیں۔

کو کنکر مار کر، اِس سے اپنی نفرت کا اظہار کیا ہے، اِسی طرح مجھے ساری زندگی، یہ توفیق عطا فرما ناکہ جب بھی کسی کارِ خیر میں شیطان حائل ہونے لگے، میں اُس سے اظہارِ نفرت کرتا ہوا، حق اور خیر کی راہوں پر گامزن رہوں ـــــــ جس جس موقع پر وہ مجھے کسی بُرائی کی ترغیب دے، میں اُس سے اپنا دامن بچا سکوں!! جن کاموں سے شیطان خوش ہوتا ہو، اُن سے دور رہوں ـــــ ظلم و ناانصافی، جس کی طرف وہ تیرے بندوں کو ترغیب دیتا ہے، اُس سے مکمّل طور پر کنارہ کشی اختیار کروں ـــــ اور فسق و فجور اور معصیت و نافرمانی کے وہ تمام کام، جن کو وہ بندوں کی نگاہ میں خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے، میں اُن سے کامل اجتناب کروں، تاکہ اُن ہادیانِ برحق کے فرماں برداروں میں شمار کیا جاؤں، جن پر شیطان کا کوئی حملہ کارگر نہیں ہو سکتا تھا ـــــ آمین۔)

"

"اِس کے بعد، جناب جبرئیلِ امین، حضرت آدمؑ کو اپنے ساتھ لے کر خانۂ خدا تک پہونچے، اور اُن سے کہا کہ:

"سات چکّر لگا کر خانۂ خدا کا طواف کریں۔"

اور جب حضرت آدمؑ نے یہ عمل انجام دیا (اور دیگر اعمالِ حج کو مکمّل کر لیا) تو جناب جبرائیلؑ امین نے کہا کہ:

(اے آدمؑ!) خداوندِ کریم نے آپؑ کو (رحمت و) مغفرت سے سرفراز فرمایا،

اور آپؑ کی توبہ قبول فرمالی۔
اب (جبکہ حج کے اعمال مکمل ہوگئے) آپؑ کی شریکِ حیات آپؑ کے لیے حلال ہوگئی۔"

* (حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: علل الشرائع صفحہ ۴۰۰)

* (بحار الانوار جلد ۹۲ صفحہ ۲۹ تا صفحہ ۳۱)

* ● *

* اور تفسیر علی بن ابراہیم کی روایت ہے کہ:

حضرت آدمؑ (جنّت سے نکلنے کے بعد تقریباً چالیس دن تک کوہِ صفا پر رہے۔ فراقِ جنّت اور پروردگارِ عالم کے خصوصی تقرّب سے دور ہونے کی وجہ سے روتے رہتے تھے۔ جنابِ جبرئیلؑ نے اُن کے پاس آکر دریافت کیا کہ:

• اے آدمؑ! آپؑ کیوں روتے رہتے ہیں؟

• اُنھوں نے کہا کہ ___ میں کیسے نہ روؤں، جبکہ خدائے ذوالجلال کے خصوصی تقرّب سے محروم ہوگیا، اور دنیا (کے دارِ ابتلاء) میں بھیج دیا گیا ہوں۔

• جبرئیلؑ نے کہا: ___ اب آپؑ توبہ کرلیں (اور گریہ نہ کریں)

• جنابِ آدمؑ نے دریافت کیا کہ: توبہ کا طریقہ کیا ہے؟

• اِس پر خداوندِ کریم نے نور کا ایک "قُبّہ" اُسی جگہ پر اُتارا جہاں اِس وقت خانۂ کعبہ بنا ہوا ہے۔

اُس قُبّہ کی روشنی سے مکّہ کے اطراف کی تمام پہاڑیاں روشن ہوگئیں ۔ اور (جہاں جہاں تک وہ روشنی پہونچی) وہ پورا علاقہ "حَرَم" قرار پایا' اور خداوندِ عالم نے جناب جبرئیلؑ امین کو حکم دیا کہ:

"اِن تمام جگہوں پر نشانات لگادیے جائیں (تاکہ حدودِ حرم معیّن ہوجائیں)

"

اِس کے بعد حضرت آدمؑ سے کہا کہ:

" اُٹھیے "

یہ ۸ ذی الحجہ ۱ھ کا دن تھا' جسے یومِ ترویہ کہا جاتا ہے ۔
جبرئیلِ امینؑ نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ: غسل کریں' اور احرام باندھ لیں ۔ احرام اور تلبیہ کا طریقہ بھی بتایا ۔

حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام جنّت سے یکم ذی قعدہ کو نکل کر (زمین پر) آئے تھے' اور اب ۸ ذی الحجہ آچکی تھی ۔
(جب غسل کرکے احرام باندھ چکے تو) جناب جبرئیل اُنھیں "منیٰ" لے گئے ۔ اور حضرت آدمؑ رات کو وہیں ٹھہرے —
۹ ذی الحجہ کی صبح کو جبرئیلِ امین اُنھیں عرفات لے گئے ۔
جب "عرفہ" کے دن' ظہر کا وقت آگیا' تو حضرت آدمؑ نے تلبیہ کہنا موقوف کردیا' پھر جبرئیلؑ نے بتایا کہ (اب آج کے

دن کا) غسل کر لیجیے۔ (حضرت آدم ؑ نے غسل وغیرہ کیا اور معروف عبادت ہو گئے) جب آپ ؑ نے عصر کی نماز ادا کر لی۔ تو جناب جبرئیل ؑ نے بتایا کہ اب آپ ؑ "عرفات" (کے میدان میں) کھڑے رہیں، اور ان کو وہ دعاء بھی بتائی، جو اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے تعلیم فرمائی تھی، اور وہ دعاء یہ تھی:۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ إِنَّكَ أَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً وَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

غروبِ آفتاب کے وقت تک حضرت آدم علیہ السلام اسی جگہ رہے، اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے روتے اور گریہ وزاری کرتے رہے۔

پھر جب اندھیرا چھا گیا تو مشعر الحرام پہونچے، وہاں رات بسر کی، اور صبح صادق کے بعد، مشعر الحرام کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر، خداوندِ عالم سے دعاء مانگی اور توبہ کی قبولیت کی درخواست کی۔

پھر جناب جبرئیلؑ نے اُنھیں "منیٰ" پہونچایا، جہاں اُنھوں نے دوسرے اعمال کی انجام دہی کے ساتھ سر بھی منڈایا۔

"منیٰ" سے مکّہ معظّمہ جاتے ہوئے، تین مقامات پر شیطان آپؑ کے سدِّ راہ ہوا، اور آپؑ نے حکمِ خدا کے مطابق، اُسے ہر جگہ سات سات کنکر مارے، اور ہر دفعہ کنکر مارتے ہوئے "اللہ اکبر" کہا، جس کے بعد شیطان بھاگ گیا۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے مکّہ معظّمہ پہونچ کر خانۂ خدا کا طواف (وغیرہ) کیا۔ اور ارکانِ حج کو تکمیل تک پہونچایا۔"

* (تفسیر علی بن ابراہیم)

•

"تاریخ ابنِ عساکر" اور "تاریخِ ازرقی" سے تفسیر عزیزی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ:

جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے زمین تشریف لائے تو بارگاہِ معبود میں درخواست کی:

"خداوندا! ــ میں یہاں، نہ تو ملائکہ کی تسبیح و تکبیر سنتا ہوں اور نہ کوئی عبادت گاہ دیکھتا ہوں۔ جیسا کہ آسمان میں بیت المعمور کو دیکھا کرتا تھا، جس کے گرد ملائکہ طواف کرتے تھے۔"

خداوندِ عالم کی طرف سے جواب آیا ــ اے آدمؑ! جہاں ہم نشان بنا دیں، وہاں پر میرا گھر بنا کر اُس کے اردگرد طواف بھی کرو۔

اور اُسی کی طرف رُخ کر کے نماز بھی ادا کر لو۔

اِس کے بعد، جناب جبریلؑ امین، رہنمائی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ چلے، اور اُنھیں وہاں لائے جہاں سے زمین کا فرش بچھایا گیا تھا، ــــ روئے زمین کا وہ حصہ جو اِس کا نقطۂ آغاز قرار پایا تھا (یعنی مکّہ کی سرزمین) ــــ پھر جناب جبریلؑ کی رہنمائی میں حضرت آدمؑ نے اس جگہ خانۂ کعبہ کی بنیاد رکھی۔

(استفادہ از تفسیر نعیمی جلد ایک صفحہ ۲۷۸)

یہی وہ پہلا گھر ہے، جو خداوندِ عالم نے، بنی نوعِ انسان کے لیے تعمیر کرایا۔ جیساکہ ارشادِ قدرت ہے:

" اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ، فِیْهِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا "

(بیشک وہ پہلا گھر، جو تمام بنی نوعِ انسان کے لیے مقرّر کیا گیا، وہی ہے جو مکّہ کی سرزمین پر ہے، بابرکت ہے تمام جہانوں کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے، اُس میں روشن نشانیاں، مقامِ ابراہیمؑ ہے، اور جو بھی اُس میں داخل ہو جائے اُس کے لیے امن ہے۔" (سورۂ آلِ عمران آیت ۹۶-۹۷)

⁂

★ بعض مفسّرینِ کرام نے لکھا ہے کہ:-

"حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت المعمور کے بالکل مدِ مقابل، فرشتوں نے خانۂ کعبہ کی عمارت بنائی، جو پیمائش میں بیت المعمور کے برابر تھی تاکہ آسمان کے فرشتے تو بیت المعمور کا طواف کیا کریں، اور زمین کے فرشتے خانۂ کعبہ کا۔

اور اِس پوری مدّت (دو ہزار سال) تک، خانۂ کعبہ کا طواف تو صرف زمینی فرشتے کرتے رہے۔

مگر اِس عمارت کا سامان، آسمانی سرخ یاقوت تھے زمین کے پتھر وغیرہ نہ تھے۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے (زمین پر تشریف لانے کے بعد) کچھ اضافے کے ساتھ اِس کی تعمیر کی۔ آپؑ اُس کا طواف بھی کرتے تھے، اور اُس کی طرف رُخ کر کے نماز بھی پڑھتے تھے۔

طوفانِ نوحؑ تک یہ گھر اسی طرح رہا۔ طوفان کے موقع پر آسمانی عمارت تو آسمان کی طرف اُٹھالی گئی، صرف اُس کا ایک یاقوت باقی رہ گیا۔

اور زمینی عمارت گر کر سفید ٹیلے کی شکل میں رہ گئی تھی جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوندِ عالم کے حکم سے از سرِ نو تعمیر کیا۔

(تفسیر نعیمی جلد ۴ صفحہ ۴۲، ۴۳) ٭

عالمِ اسلام کی گواہی

★★★★★

★ حضرت آدم علیہ السلام "کے سفرِ حج" کی جو تفصیلات ہم نے علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کی کتاب "بحار الانوار" سے پیش کیں اُن کی تائید، عالمِ اسلام کے دیگر مکاتبِ فکر کی کتابوں سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ جناب عبداللہ ابنِ عباس سے منقول ہے کہ:

"جب خداوندِ عالم نے حضرت آدمؑ کو جنت سے زمین کی طرف بھیجا... تو اُنھوں نے بارگاہِ ایزدی میں التجاء کی:

خداوندا — مجھے فرشتوں کی آواز کیوں نہیں سنائی دیتی؟

خداوندِ عالم نے فرمایا کہ: تم سے جو قصور ہوا تھا، اُس کی وجہ سے تم محروم ہو گئے ہو — پھر حکم ہوا کہ:

"جاؤ، میرا ایک گھر تعمیر کرو، اُس کے اِرد گرد طواف کرو، اور مجھے یاد کرو جس طرح فرشتوں کو میرے عرش کے اِرد گرد طواف کرتے ہوئے تم دیکھ چکے ہو۔!

یہ حکم سُن کر، حضرت آدمؑ، فرمانِ خداوندی کی تعمیل کے لیے روانہ ہوئے (جن علاقوں سے آپؑ گذرتے وہاں کی صورتِ حال تبدیل ہو جاتی) جہاں جہاں قدم رکھتے، وہ جگہ آباد ہو جاتی، اور بابرکت بن جاتی تھی۔

یہاں تک کہ آپؑ مکّہ معظّمہ پہونچے، تو وہاں پر آپؑ نے بیتُ اللہ کی تعمیر کی، جس کے لیے جبریلِ امین نے، حکمِ خدا کے مطابق زمین کے نیچے سے بنیاد ظاہر کر دی تھی۔

جناب ابنِ عبّاس کہتے ہیں کہ: —

(اِس طرح) سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے بیت اللہ کی بنیاد رکھی، اُس میں نماز پڑھی' اور طواف کیا۔

●

* ازرقی کا بیان ہے کہ: —

"جب حضرت آدم علیہ السّلام نے (جنّت سے) دور ہونے کی وجہ سے وحشت محسوس کی تو حکم ہوا کہ: —

"حج کرو" — چنانچہ آپؑ نے حج کیا۔ تو فرشتوں نے آپؑ سے ملاقات کی، اور بتایا کہ: —

"ہم نے آپؑ سے دو ہزار سال پہلے' اِس جگہ حج کیا ہے۔"

●

* اور "دلائلِ النّبوۃ" میں حضورِ اکرم ص کا ارشاد منقول ہے کہ:

خداوندِ عالم نے جناب جبرئیلؑ کو حضرت آدمؑ و حوّاؑ کی طرف بھیجا' اور اُنھیں حکم دیا کہ میرا ایک گھر تیّار کرو۔

چنانچہ جناب جبرئیلؑ نے ایک لکیر کھینچی۔ حضرت آدمؑ کھدائی کرنے لگے اور جناب حوّاؑ نے مٹّی اُٹھا کر باہر پھینکی۔

پھر جب مکان بنا چکے تو خداوندِ بزرگ و برتر نے وحی کے ذریعے سے یہ فرمان بھیجا کہ :۔

"اِس کا طواف کرو۔"

پھر اُنھیں بتایا گیا کہ :۔

"تم سب سے پہلے انسان ہو، اور یہ سب سے پہلا گھر ہے۔"

روایت ہے کہ :

"حضرت آدم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو بارگاہِ خداوندی میں دعا کی :

"خداوندا ! ہر مزدور کو مزدوری ملتی ہے۔ کیا مجھے بھی مزدوری ملے گی۔" ؟

خداوندِ عالم نے فرمایا کہ "ہاں، تم بھی مجھ سے مزدوری طلب کرو۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی :

" پالنے والے ! جس (جنّت) سے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے وہاں دوبارہ جانے کی اجازت دے۔"

جواب ملا :۔ "ہم نے تمھاری یہ دعا قبول کرلی۔"

حضرت آدمؑ نے مزید کہا :

اے پالنے والے ! میری اولاد میں سے جو شخص بھی اس گھر تک آئے، اور اپنے گناہوں کا اقرار کرے، اُسے بخش دینا۔

جواب ملا کہ :۔ "تمھاری یہ دعا بھی قبول کی گئی۔"

★ روایت میں یہ بھی ہے کہ :۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ :

★ " تم لوگ بیت اللہ کے گرد (طواف کے دوران) کیا پڑھتے ہو؟"

★ فرشتوں نے کہا کہ ہم یہ پڑھتے ہیں :۔

" سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ "

روایت میں ہے کہ :

حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے فرمایا کہ : اس میں یہ اضافہ کرو :۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

فرشتوں نے اس فقرے کا اضافہ کرلیا ۔

★ منقول ہے کہ : حضرت آدم علیہ السلام ، سات ہفتے رات کو ، اور پانچ ہفتے دن کو طواف کرتے تھے ۔

اور جب طواف کرتے تھے تو مندرجہ بالا کلمات پڑھتے تھے ۔

●

★ عبداللہ بن ابی سلیمان کا بیان ہے کہ :۔

" حضرت آدم علیہ السلام جب آسمان سے زمین پر اُترے تو اُنھوں نے بیت اللہ کے سات طواف کیے ۔ خانۂ کعبہ کے دروازے کے سامنے دو رکعت نماز ادا کی ، پھر ملتزم کے پاس آئے اور یہ دعا مانگی :

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَمَا عِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ ـــــــ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ یُّصِیْبَنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَالرِّضَا بِمَا قَضَیْتَ لِیْ۔"

(اے اللہ ـــــــ تُو میرے باطن کو (بھی) جانتا ہے، اور ظاہر (کو بھی) ـــــــ تُو میری معذرت قبول فرما، میرے نفس اور میرے وجود کے اندر جو کچھ ہے، اُس سے تُو باخبر ہے ـــــــ تُو میرے گناہوں کو معاف فرما، تُو میری حاجتوں سے واقف ہے، جن چیزوں کی میں درخواست کر رہا ہوں، وہ مجھے عطا فرما۔

خداوندا! ـــ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں ایسے ایمان کی جو میرے قلب میں جگہ بنالے، اور ایسے سچّے یقین کا، کہ مجھے یہ بات (اچھی طرح) معلوم ہوجائے کہ جو کچھ تُو نے میرے لیے مقرّر کردیا ہے، وہی مجھ تک پہونچے گا، اور تُو نے میرے لیے جو فیصلہ کردیا ہے میں اُس پر راضی رہوں"!۔

پھر خداوندِ کریم نے اُن کی طرف وحی کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا کہ:

"اے آدم! ــــــ تم نے مجھ سے کئی (باتوں کی) دعا کی،

اور میں نے تمہاری دعاؤں کو قبول کیا،

تمہاری اولاد میں سے جو شخص بھی دعا مانگے گا، میں اُس کے رنج و غم کو دور کردوں گا، اُس کی تنگی کے موقع پر کفایت کروں گا اُس کا فقر دور کر دوں گا، اور اُسے غنی کر دوں گا۔"

راوی کہتا ہے کہ:

"جب حضرت آدم علیہ السلام نے (بیت اللہ کا) طواف کیا، تو اُس وقت سے طواف کرنا مستحب قرار پایا۔"

* اور عروہ بن زبیر کی روایت ہے کہ:۔

"جناب ہودؑ اور صالحؑ کے سوا تمام انبیائے کرام نے حج کیا ہے۔"

اِس کے بارے میں حافظ ابنِ کثیر کا بیان ہے کہ:۔

"اِس سے مقصود اُس مقام، اور زمین کے اُس ٹکڑے کا حج کرنا ہے، خواہ اُس کی بنیاد مکمل نہ ہوئی ہو۔"

:•:

مذکورہ بالا بیانات کے حوالہ کے لیئے ملاحظہ فرمائیے:

(تفسیر ابنِ کثیر جلد چہارم ــ تفسیر روح المعانی جزء ۲۷ ــ

اخبار مکہ جلد ۱ ــ بحوالہ تاریخ حرمین)

اِصطلاحات

"حج" کے احکام کو سمجھنے اور اُس کی تفصیلات سے روشناس ہونے کے لیے مندرجہ ذیل اصطلاحات کو ذہن نشین کرلینا ضروری ہے۔ ان کی مزید تشریح آگے آنے والی ہے۔

میقات

"حج" یا عمرہ۔ کا احرام باندھنے کے لیے شریعت میں کچھ مقامات معیّن ہیں۔ جن کو "میقات" کہا جاتا ہے (یعنی احرام باندھنے کی جگہ) یہ پانچ ہیں:

۱۔ مسجدِ شجرہ ۲۔ جُحفہ ۳۔ یَلَمْلَم ۴۔ قَرنُ المنازل، اور ۵۔ وادئ عقیق۔

احرام

یعنی مذکورہ بالا مقامات میں سے کسی ایک پر پہونچ کر[۱] احرام کا لباس پہن کر نیّت کریں اور تلبیہ پڑھیں۔

---

[۱] اور جن لوگوں کے لیے ان مقامات پر پہونچنا دشوار ہو یا اُن کے سفر کا پروگرام ایسا ہو جس میں جدّہ پہونچنے کے بعد صرف مکّہ جانے کی اجازت ہو کہیں اور جانا ممکن نہ ہو وہ اپنے گھر سے ہی نذر کرکے احرام باندھ سکتے ہیں (نذر یعنی منّت مان لینا) جیسے کوئی شخص یہ منّت مان لے کہ "پالنے والے اگر میرے لیے اسبابِ سفر مہیّا ہو گئے تو میں اپنے اوپر لازم قرار دیتا ہوں کہ تیری خوشنودی کے لیے اپنے گھر سے عمرہ کا احرام باندھوں گا۔" تو پھر اسبابِ سفر مہیّا ہونے کے بعد گھر سے ہی احرام باندھ لے اور روانہ ہو جائے۔

تلبیہ

"لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ ، لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ۔"

•

" اِستلام "

یعنی حجر اسود' کو بوسہ دینا ، اگر بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو اُس پر ہاتھ پھیر کر اپنے ہاتھ کو چوم لیں ' اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر دور سے حجرِ اسود کی طرف اپنی ہتھیلی کا رُخ کر کے گویا اُسے سلامی دیں' اور اس کے بعد اپنے ہاتھ کو چوم لیں ۔ (جو حجرِ اسود کے ساتھ ایک اظہارِ تحیّت و احترام ہے)

•

" حَجَرِ اَسْوَد "

خانۂ کعبہ کے دروازے کے پاس والے کونے میں لگا ہوا سیاہ پتّھر جس کے اِردگرد چاندی کی پلیٹ سی لگا دی گئی ہے ' طواف کو اسی جگہ سے شروع کرنا اور اسی جگہ پہونچ کر ختم کرنا ضروری ہے ۔ چاہے طواف مستحب ہو یا واجب ۔ اور عمرہ کا ہو یا " حج " کا ، یا کوئی اور ۔

•

"طواف"

یعنی خوشنودیٔ خدا کی نیّت سے خانۂ کعبہ کے سات چکّر لگانا۔ ہر چکّر کو عربی زبان میں "شوط" کہا جاتا ہے، ہر طواف لازمی طور سے سات شوط پر مشتمل ہونا چاہیئے، نہ اِس سے کم اور نہ زیادہ ۔ اور ہر طواف کے اختتام پر دو رکعت نمازِ طواف ضروری ہے، ورنہ طواف کے خراب (کالعدم) ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

(طواف کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی مستحب۔ جس کی تفصیل اپنے محل پر آئے گی۔)

•

"سَعِیْ"

خانۂ کعبہ سے متّصل دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں (صفا اور مروہ) کے درمیان سات مرتبہ آنا اور جانا (جس میں ۴ دفعہ صفا سے مروہ کی طرف جانا، اور ۳ دفعہ مروہ سے صفا کی طرف آنا ہوگا) اِس کے بھی ہر پھیرے کو "شَوط" کہا جاتا ہے۔ اِس طرح "طواف" اور "سَعِیْ" — دونوں عمل سات سات "شَوط" پر مشتمل ہوتے ہیں۔

•

"تقصیر"

یعنی اپنے سر یا داڑھی کے تھوڑے سے بالوں کو خوشنودیٔ خدا کی نیّت سے کتروالینا — ہر احرام کا اختتام بال کٹوانے پر ہوتا ہے

چاہے وہ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا، اور چاہے عمرہ مفردہ ہو، یا عمرہ تمتّع (البتّہ ہر حاجی تقصیر پر اکتفا نہیں کرسکتا، بلکہ کچھ لوگوں پر پورے سر کے بال مُنڈانا واجب ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل انشاءاللہ اپنے محل پر آئے گی۔)

" عُمرۂ مُفرَدَہ "

دورانِ سال کسی بھی وقت میقات (وغیرہ) سے احرام باندھ کر مکّہ معظّمہ پہونچنا، خانۂ کعبہ کا طواف کرنا، نمازِ طواف پڑھنا، سعی کرنا، تقصیر کرانا، طواف النّساء کرنا، اور اُس کی دو رکعت نماز پڑھنا، (یہ ساتوں اعمال ضروری ہیں، اِن کے بغیر عُمرۂ مفردہ کا عمل مکمّل نہیں قرار پائے گا۔)

" عُمرۂ تمتّع

یہ حج تمتّع کا جُز ہوتا ہے، اور صرف یکم شوّال سے ۹ ذی الحجہ کے درمیان کیا جاسکتا ہے۔ اِس میں ۵ کام واجب ہیں۔ (احرام، طواف، نمازِ طواف، سعی اور تقصیر — جبکہ طواف النّساء اور اُس کی نماز، عُمرۂ تمتّع کرنے والے کے لیے مستحب ہیں۔)

"حجِ تمتّع"

جن لوگوں کا گھر مکّہ معظّمہ سے ۵۴" میل (تقریباً ۸۸ کیلومیٹر) یا اُس سے زیادہ فاصلے پر ہے، اُن پر جو حج واجب ہے اُسے "حجِ تمتّع" کہا جاتا ہے، جس میں پہلے میقات سے احرام باندھ کر عمرۂ تمتّع کے اعمال انجام دیئے جاتے ہیں، اور اُس کے بعد ۸ ر ذی الحجہ کو مکّہ معظّمہ سے حج کا احرام باندھ کر فریضۂ حج ادا کیا جاتا ہے۔

•

"حجِ اِفراد"

یعنی مکّہ معظّمہ کے قُرب و جوار میں جو میقات ہیں اُن میں کسی ایک پر جاکر براہِ راست حج کا احرام باندھنا، عرفات و مُزدلفہ کے وقوف، منیٰ کے واجبات، مکّہ معظّمہ کے واجبات (طواف، نمازِ طواف، سعی، طواف النّساء اور اس کی نماز پڑھنا) ـــ اور بعد میں اسی سال یا اگلے سال ـــ کسی وقت ـــ ایک عمرۂ مُفردہ بجالانا۔

•

"حجِ قِران"

یعنی عمرہ اور حج کا ایک ساتھ احرام باندھنا، اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر چلنا، مکّہ معظّمہ پہونچ کر عمرہ کے اعمال بجالانا، پھر احرام کھولے بغیر ہی مکّہ میں ٹھہرے رہنا، اور پھر اُسی احرام سے ۹ ر ذی الحجہ کو عرفات

جانا، پھر وقوف عرفات، وقوفِ مزدلفہ، منیٰ کے واجبات اور مکہ معظمہ کے اعمال دیگر تمام حجاجِ کرام کے ساتھ انجام دینا۔

(نوٹ: "حجِ افراد" کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن حجِ قران کرنے والے پر قربانی واجب ہے، البتہ "حجِ افراد" اور "حجِ قران" صرف اُن لوگوں کا فریضہ ہے جو مکہ معظمہ میں، یا اُس کے قرب وجوار میں ۵۴ میل (تقریباً ۸۸ کیلومیٹر) کے اندر رہتے ہوں ____ لیکن جو شخص مستحب حج کر رہا ہو اُسے اختیار ہے کہ حجِ تمتّع، حجِ افراد اور حجِ قران میں سے جسے چاہے انجام دے۔)

"وُقُوف"

حج کے موقع پر ۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے وقت سے مغرب کی اذان تک میدانِ عرفات میں ٹھہرنے ____ اور ۹ ذی الحجہ کا دن گذرنے کے بعد شب ۱۰ ذی الحجہ کو مزدلفہ میں خوشنودیٔ پروردگار کی نیّت سے ٹھہرنے کو "وُقوف" کہا جاتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں عمل "وُقوفین" کہے جاتے ہیں۔ (وُقوفین، یعنی دو وُقوف) ____ جنھیں عملِ حج کے رُکنِ اعظم کی حیثیت حاصل ہے۔

"رَمی"

۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں تینوں شیطانوں کو جو کنکر مارے

جاتے ہیں، اِس عمل کو " رَمیِ جمرات " کہا جاتا ہے۔ (جمرات: یعنی: تینوں شیطان۔)

" ھَدْی "

۱۰ رذی الحجہ کو شیطان کو کنکر مارنے کے بعد قربان گاہ جاکر حاجی حضرات خوشنودیٔ خدا کی نیّت سے اونٹ ، گائے اور بھیڑ بکری کی قربانی پیش کرتے ہیں۔ اِسے اصطلاح میں "ہدی" بھی کہا جاتا ہے۔

" دَمْ "

" دَمْ " ــــ کے اصلی معنی " خون " ہیں۔ البتّہ حاجی حضرات پر احرام کے دوران مختلف غلطیوں کی وجہ سے جو کفّارے واجب ہوتے ہیں (جن میں عام طور سے ایک بکرے کی قربانی ضروری ہوتی ہے) اُسے اصطلاحی طور سے " دَمْ " کہا جاتا ہے۔

" حَلْق "

" حَلْق " کے معنی ہیں پورا سر مُنڈوانا ــــ عام طور پر جو مرد حضرات پہلی مرتبہ حج کر رہے ہوں، اُن پر واجب ہوتا ہے کہ وہ دسویں ذی الحجہ کو مِنیٰ میں بڑے شیطان کو کنکر مارنے اور قربانی دینے

کے بعد سر بھی مُنڈوائیں ، جسے اصطلاح میں "حلق" کہتے ہیں۔
(عورتوں کے لیے حلق کرانا جائز نہیں ہے، بلکہ اُن پر تقصیر کرانا ہی
واجب ہے۔)

"بَیتُوتَہ"

حجاج کرام پر فرض ہے کہ شبِ ۱۱ ذی الحجہ اور شبِ ۱۲ ذی الحجہ
"مِنیٰ" میں رات بسر کریں، اور بعض اوقات شبِ ۱۳ ذی الحجہ
کو بھی "مِنیٰ" میں رات بسر کرنا واجب ہو جاتا ہے، اِس کو (یعنی
مِنیٰ میں رات گذارنے کو "بَیتُوتَہ" کہا جاتا ہے۔)

"شَوط"

یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ چکّر اور پھیرے کے معنی میں ہے۔
خانۂ کعبہ کے اِردگرد جو طواف کیا جاتا ہے اُس کے ہر چکّر کو، اور
صفا اور مروہ کے درمیان جو سعی کی جاتی ہے اُس کے ہر پھیرے
کو "شَوط" کہا جاتا ہے۔

"جِنایَت"

حج یا عمرہ کے احرام کے دوران جو باتیں منع ہیں، اُن کی خلاف
ورزی کو فقہ کی اصطلاح میں "جِنایَت" کے لفظ سے بھی یاد کیا جاتا

جیسے۔ خوشبو لگانا، بال توڑنا، ناخن کاٹنا وغیرہ۔
جس کا کفّارہ، عام طور پر ایک بکرا ہوتا ہے۔ البتّہ بعض چیزوں پر گائے یا اونٹ کا کفّارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

* * *

مقامات

جس طرح دورانِ حج پیش آنے والے مختلف اعمال کی اصطلاح سمجھ لینا عملِ حج کو آسان بنا دیتا ہے، اسی طرح سے اُن مقامات کا بھی سمجھ لینا بہتر ہے جن سے دورانِ حج یا قیامِ مکّہ معظّمہ کے دوران واسطہ پڑتا ہے۔

یوں تو وہ سارے ہی مقامات نہایت متبرّک اور لائق احترام ہیں، لیکن ہم یہاں اختصار کو مدِّنظر رکھتے ہوئے بعض ضروری مقامات کے تذکرے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

"خانۂ کعبہ"

پتّھروں سے بنی ہوئی وہ چوکور عمارت جو سرزمینِ حجاز (سعودی عرب) کے مشہور و معروف شہر مکّہ معظّمہ کے درمیان واقع ہے جس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السّلام نے رکھی تھی، لیکن

موجودہ عمارت وہ ہے جسے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السّلام نے ازسرِ نو بنایا تھا۔ (جیسا کہ قرآن مجید میں جا بجا اس کا تذکرہ موجود ہے۔)

طواف اِسی خانۂ کعبہ کے اِرد گرد گھوم کر کیا جاتا ہے، اور ساری دنیا کے مسلمان اِسی عمارت کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔

پیغمبرِ اکرم صَلَّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دنیا میں تشریف لانے کے تقریباً تیس برس بعد سنہ ۳۰ عام الفیل میں اسی عمارت کے اندر جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کی ولادت باسعادت ہوئی، اور یہ شرف پوری کائنات میں صرف آپؑ ہی کی ذات والاصفات کے ساتھ مخصوص ہے۔ کیونکہ نہ آپؑ سے قبل کسی کی ولادت خانۂ کعبہ میں ہوئی اور نہ آپؑ کے بعد کوئی اِس گھر میں پیدا ہوا۔ اِسی مناسبت سے فارسی شاعر نے کہا ہے کہ: ؎

کسے را میسّر نشد ایں سعادت
بکعبہ ولادت، بمسجد شہادت

:o:

"مسجد الحرام"

خانۂ کعبہ کے اِرد گرد ایک شاندار اور عظیم الشّان مسجد بنی ہوئی ہے جس میں بیک وقت کئی لاکھ آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اِس مسجد

کا نام مسجد الحرام ہے جس کا متعدد مقامات پر قرآن مجید میں ذکر بھی ہے۔
حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب شبِ معراج، ایک عظیم اور منفرد سفر پر تشریف لے گئے، جسے "سفرِ معراج" کہتے ہیں تو اُس سفر کا آغاز اِسی "مسجد الحرام" سے ہوا، جیسا کہ سُورۂ مبارکہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں آیا ہے۔
اِسی طرح جب ۲ سنہ ہجری میں تحویلِ قبلہ کا حکم آیا۔ اور حضورِ اکرم ص سے خداوندِ کریم و رحیم نے فرمایا کہ: بیت المقدّس کے بجائے خانۂ کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں، تو اُس میں بھی یہی کہا گیا کہ: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
(اپنا رُخ مسجد الحرام کی طرف کر لیجیے)

"حُدودِ حرم"

مکّہ معظّمہ کے اِرد گرد (اطراف و جوانب) کا وہ حصّہ جس میں کافروں کا داخلہ منع ہے، اور جسے نشانات کے ذریعہ سے واضح کیا گیا ہے، مشرق کی سمت میں عرفات سے مُزدلفہ کی طرف آتے ہوئے درمیان میں وہ جگہ آتی ہے جہاں حدودِ حرم کا سائن بورڈ لگا ہوا ہے۔ نیز خانۂ کعبہ سے مغرب کی سمت میں "تنعیم" وہ جگہ ہے جہاں حرم کی حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ اور شمال میں حدیبیہ کے پاس ... اِسی طرح مختلف مقامات پر نشانات کے ذریعے اِسے واضح

کیا گیا ہے۔ اِن حدود میں صحرائی جانوروں کا شکار کرنا، مکھی، مچھر مارنا درخت کے پتے وغیرہ توڑنا منع ہے۔ یہ پابندی حج کرنے والوں پر بھی ہے، اور دوسرے حضرات پر بھی، جو اِن حدود کے اندر ہوں، اُن کے لیے حرم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

"زَمزم"

"خانۂ کعبہ" کے مشرق میں، مسجد الحرام کے اندر ایک تاریخی کنواں جسے خالقِ کائنات نے ایک نبی (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی ایڑیوں کے ذریعہ، قدموں کے نیچے سے چشمے کی شکل میں جاری کیا، اور گذشتہ پونے پانچ ہزار برس سے کروڑوں بندگانِ خدا اُس سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

"مُطاف"

خانۂ کعبہ کے اِرد گرد کی وہ جگہ جہاں لوگ طواف کرتے ہیں، مشہور قول کے مطابق ہر طرف اِس کا فاصلہ ½ ۲۶، ½ ۲۶ ہاتھ ہے۔ طواف کرنے والوں کو عام حالات میں اسی حد کے اندر رہتے ہوئے طواف کرنا چاہیے، البتہ حج وغیرہ کے موقع پر جب بہت زیادہ مجمع ہو، اِن حدود سے باہر رہ کر طواف کرنا بھی جائز ہے، (اور بعض اہلِ علم پورے صحن کو مُطاف قرار دیتے ہیں)۔

"حجرِ اَسوَد"

(جس کا ذکر اس سے قبل بھی گذر چکا ہے) وہ مشہور و معروف پتھر، جو خانۂ کعبہ کے جنوب مشرقی کونے میں نصب ہے، جس کے بارے میں فریقین کی کتب میں یہ فقرہ بھی ہے کہ: "یہ پہلے دودھ کی طرح سفید تھا"۔ ... اہلِ بیت کرام علیہم السّلام سے موصول ہونے والی روایات کے مطابق حضرت آدم علیہ السّلام اِسے اپنے ساتھ جنّت سے لائے تھے۔ اِسے چومنا، چھونا، یا ہاتھ سے اشارہ کرکے اُسے بوسہ دینا ثواب کا باعث ہے۔

•

"رُکنِ عراقی"

خانۂ کعبہ کا شمال مشرقی کونہ سرزمینِ عراق اسی سمت میں واقع ہے، طواف کے دوران اِسی رُکن کے ساتھ وہ گول سی دیوار شروع ہوجاتی ہے جس کو "حجرِ اسماعیلؑ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جس کے اندر جناب ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی قبریں بھی ہیں اور اوپر سونے کا پرنالہ بھی ہے جس کے نیچے کھڑے ہوکر دعاء مانگنا باعثِ سعادت ہے۔

•

"رُکنِ شامی"

خانۂ کعبہ کا شمال مغربی کونہ جو مملکتِ شام کے رُخ پر واقع ہے، اور "حجرِ اسماعیلؑ کی دیوار (جو نصف دائرے کی شکل میں بنی ہے) اِسی جگہ ختم ہوتی ہے۔

"رُکنِ یمانی"

خانۂ کعبہ کا جنوب مغربی کونہ جہاں دعا مانگنے کا بہت زیادہ اجر و ثواب کتابوں میں پایا جاتا ہے، یہ یمن کے رُخ پر واقع ہے (دورانِ طواف یہاں سے "حجرِ اَسود" کی طرف جاتے ہوئے یہ کہنا چاہیے: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔"

"مقام ابراہیمؑ"

خانۂ کعبہ کے مرکزی دروازے کے بالکل سامنے مشرق کی جانب وہ گنبد نما عمارت جو سنہرے رنگ کی ہے جس میں شیشے کے اندر وہ پتھر رکھا ہوا ہے جس پر جناب ابراہیم علیہ السلام کے پیروں (قدموں) کے نشانات ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ: یہی وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانۂ خدا کی تعمیر فرماتے

تھے۔ حجاجِ کرام کے لیے افضل یہی ہے کہ دورانِ طواف خانۂ کعبہ اور مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان رہیں، اور طواف کے اختتام پر اسی مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نمازِ طواف پڑھیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں خالقِ دوجہاں کا حکم ہے کہ: "وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" (اور مقامِ ابراہیمؑ (کے پاس) نماز کی جگہ بناؤ۔)

* (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۵)

"مُلتَزَم"

خانۂ کعبہ کے جس کونے میں حجرِ اسود نصب ہے وہاں سے خانۂ کعبہ کے مرکزی دروازے تک جو جگہ ہے، اُسے "مُلتَزَم" کہتے ہیں۔ عربی زبان کے اِس لفظ کا مطلب ہے: "لپٹنے کی جگہ"۔ روایات میں ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ علیہ و آلہٖ وسلم جب یہاں تشریف لائے تھے، تو دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے خانۂ کعبہ سے لپٹ گئے تھے۔ جس کی وجہ سے یہ عمل پوری اُمّتِ مسلمہ کے لیے مسنون قرار پایا۔

"مُستَجار"

خانۂ کعبہ کے دروازے کے بالکل عقب میں، مغرب کی سمت، رُکنِ یمانی سے ۴۔۵ فٹ پہلے جو جگہ ہے، وہیں پر جناب فاطمہؑ بنتِ اسدؑ نے دعا مانگی تھی تو کعبے میں نیا در پیدا

ہوا، آپ اندر تشریف لے گئیں، اور ۱۳ رجب ۳۰ سنہ عام الفیل کو امیر المومنین حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت عین خانۂ کعبہ کے اندر ہوئی۔ اِسی لیے آپؑ کا لقب "مولودِ کعبہ" بھی ہے۔ اِس جگہ دعا مانگنے کی بہت فضیلت کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔

"حَطِیم"

رُکنِ عراقی اور رُکنِ شامی کے درمیان ایک چھوٹی سی نصف دائرے کی شکل کی دیوار بنی ہوئی ہے عام لوگ "حطیم" کے نام سے یاد کرتے ہیں ــــ لیکن محقّقین کے نزدیک "حطیم" اِس سے الگ ہے) ــــ جو حجرِ اسود اور خانۂ کعبہ کے دروازے کے پاس ہے۔

"حجرِ اسماعیلؑ"

مذکورہ بالا دیوار کا اندرونی حصّہ "حجرِ اسماعیل" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اسی جگہ حضرت اسماعیلؑ کی بھی قبر ہے اور اُن کی مادرِ گرامی جناب ہاجرہؑ کی بھی۔ اور یہ حصّہ خانۂ کعبہ کے جزو کی حیثیّت رکھتا ہے۔ اِسی لیے طواف اِس کے باہر سے کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے اندر سے طواف کرے تو اُس کا طواف باطل ہو جائے گا۔

"میزابِ رحمت"

خانۂ کعبہ کے اِس حصّے میں ـــ "رُکنِ عراقی" اور "رُکنِ شامی" کے درمیان ـــ حجرِ اسماعیلؑ کے اوپر سنہرے رنگ کا ایک پرنالہ لگا ہوا ہے جسے "میزابِ رحمت" کہتے ہیں۔ تاریخوں کے مطابق امامِ چہارم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب مکّہ معظمہ تشریف لاتے تھے تو اِس جگہ کثرت سے عبادت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حجرِ اسماعیلؑ کے اندر کا وہ حصّہ، آج بھی، مقامِ زینِ العابدین علیہ السلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

•

"کوہِ صَفا"

خانۂ کعبہ کے جنوب مشرق میں مسجد الحرام سے باہر ایک چھوٹی سی پہاڑی، جس کے بکثرت فضائل اسلامی کتابوں میں مذکور ہیں۔ مؤرخین کے قول کے مطابق جناب اسماعیلؑ کی والدۂ ماجدہ جناب ہاجرہؑ نے جب اپنے کمسن بچّے کو پیاس سے جاں بلب دیکھا تو اسی پہاڑی کے اوپر چڑھ کر پانی کی تلاش میں نگاہ دوڑائی تو دوسری طرف پہاڑی کے دامن میں ریت کے ذرّات پانی کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئے۔ جناب ہاجرہؑ تیزی سے دوڑ کر اُس کی طرف گئیں۔ لیکن جب وہاں پہونچیں تو پتہ چلا کہ سراب ہے، جو پانی کی شکل میں نظر آیا تھا

چنانچہ فوراً ہی وہاں سے واپس آگئیں۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب حج کے لیے تشریف لائے تو کوہِ صفا پر بہت دیر تک محوِ دعا رہے۔ چنانچہ حجاجِ کرام اور عمرہ وغیرہ کے لیے جانے والے زائرین کے لیے مستحب ہے کہ کوہِ صفا پر دیر تک عبادت کریں۔ اِس پہاڑی کو نگاہِ قدرت میں اتنی فضیلت حاصل ہے کہ ہر حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والے تمام لوگوں کے لیے مستحب قرار دیا گیا ہے کہ جب بھی سعی کے دوران صفا تک پہونچیں تو اِس پہاڑی پر اپنے تلووں کو مَس کریں۔

"مِیلَینِ اَخضَرَین"

(یعنی: دو سبز سُتون):۔ کوہِ صفا سے مروہ کی طرف چلیں تو تھوڑی دور چلنے کے بعد ایک سُتون ایسا نظر آئے گا جس پر نیچے سے اوپر تک سبز رنگ سے پینٹ کیا گیا ہے' —— کچھ دور اور چلیں تو یہی کیفیّت ایک اور سُتون پر نظر آئے گی۔ اِن دونوں سُتونوں کو "مِیلَینِ اَخضَرَین" کہا جاتا ہے۔

مرد حضرات کے لیے مستحب ہے کہ صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے، اور پھر مروہ سے صفا کی طرف آتے ہوئے ان دونوں سُتونوں کے درمیان قدرے تیز رفتاری سے۔ گویا ہلکے قدموں سے دوڑتے ہوئے۔ گذریں۔

(اِن دونوں سُتونوں کو مزید نمایاں کرنے کے لیے ان کے اوپر

سبز رنگ کی ٹیوب لائیٹیں بھی لگادی گئی ہیں، تاکہ رات و دن کے ہر حصّے میں اِن سُتونوں کو پہچاننا آسان رہے)

•

"کوہِ مروہ"

خانۂ کعبہ کے شمال مشرق میں، خانۂ کعبہ سے قدرے فاصلے پر ایک اور چھوٹی سی پہاڑی، جسے کوہِ "مروہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں خالقِ دوجہاں کا فرمان ہے کہ:

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۔"

(بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو شخص خانۂ خدا کا حج یا عمرہ کرے اُس کے لیے نامناسب نہیں ہے کہ اُن کا طواف (سعی) بھی بجالائے، اور جو شخص خوشنودیٔ خدا کے لیے کارِ خیر بجالائے تو خداوندِ تعالیٰ (ایسے بندوں کا) قدرداں (بھی) ہے اور خوب باخبر (بھی) ہے۔) ✶ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۸)

جناب ہاجرہ اپنے فرزند کے لیے پانی کی طلب میں کوہِ صفا سے چل کر اسی پہاڑی تک گئی تھیں، اور واپس آئی تھیں؛ اور حج یا عمرہ کرنے والے تمام لوگوں پر فرض ہے کہ طواف اور اُس کی نماز ادا کرنے کے بعد، اِن دو پہاڑیوں کے درمیان خوشنودیٔ خدا کی نیت سے سعی کریں۔

دجو سات شوط پر مشتمل ہوگی۔)

(نوٹ)

اب مروہ کی پہاڑی تقریباً ختم ہو چکی ہے، البتّہ ایسے نشانات قائم کر دیے گئے ہیں جن سے اندازہ ہو جائے کہ اس جگہ وہ پہاڑی تھی جہاں سعی کا ہر شوط اختتام کو پہونچتا ہے، اور جب ساتویں مرتبہ انسان وہاں پہونچتا ہے تو اُس کی سعی مکمل ہو جاتی ہے۔

اِس جگہ بھی ذکرِ خدا کرنے، اور دعاء مانگنے کی بہت تاکید وارد ہوئی ہے، جو شخص صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر دیر تک مصروفِ دعا رہے، اُسے دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود نصیب ہوگی۔

◉

"عرفات:"

جسے عرفِ عام میں "عرفہ" بھی کہا جاتا ہے۔ خانۂ کعبہ سے تقریباً 20-22 کیلومیٹر کے فاصلے پر مختلف پہاڑوں کے درمیان گھرا ہوا ایک وسیع و عریض میدان، جہاں ہر سال ۹ ذی الحجّہ کو لاکھوں خیموں اور چھولداریوں سے بھرا ہوا ایک بارونق شہر آباد ہوتا ہے۔ جس میں ۱۵-۲۰ لاکھ فرزندانِ اسلام حج کے ارکان میں سے ایک نہایت ہی عظیم الشان رُکن کو ادا کرتے ہیں۔ ۸ ذی الحجہ کو مکّہ معظّمہ سے احرام باندھنے والے حُجّاجِ کرام حج کے ارکان کا آغاز اسی میدان میں حاضری سے کرتے ہیں، جہاں ۹ ذی الحجّہ کو

ظہر کی اذان سے مغرب کی اذان تک ٹھہرنا واجب ہے، جسے "وقوفِ عرفات" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جس کے دوران زیادہ سے زیادہ ذکرِ خدا، عبادت اور دعا۔ کی تاکید وارد ہوئی ہے۔

"عَرَفَۃ" کے معنی ہیں: اُس نے اُسے پہچانا۔ کہتے ہیں کہ:

جناب آدم علیہ السلام اور جناب حوّا علیہا السلام جب جنّت سے بچھڑنے کے بعد زمین پر پہونچے تو کافی عرصے تک دونوں ایک دوسرے سے جدا رہے، پھر اِسی میدان میں اُن دونوں کا آمنا سامنا ہوا، اور دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا — اِس پہچاننے کی مناسبت سے اِس وادی کا نام "عُرَفہ" اور "عُرَفات" قرار پایا۔

(واللہ اعلم بالصواب)

"جَبَلِ رحمت"

میدانِ عرفات — جو خود ہر طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے — اِس کے اندر ایک اور نمایاں سی پہاڑی ہے، جس کے اوپر ایک ستون بھی بنا ہوا ہے، اس پہاڑی کو "جَبَلِ رحمت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

"تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کہتے ہیں کہ میدانِ عرفات میں یہی وہ نمایاں جگہ ہے جہاں خداوندِ دوجہاں کی خصوصی رحمت" حضرت آدم ؑ اور جناب حوّا ؑ کے شاملِ حال ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے سے یہاں ملاقات کی، اور پھر زمین پر از سرِ نو زندگی کا آغاز کیا۔

"مسجدِ نمرہ"

"میدانِ عرفات" کی وہ مشہور مسجد، جس کا بیشتر حصّہ حدودِ عرفات سے باہر ہے لیکن جب مکّہ معظّمہ سے کوئی شخص میدانِ عرفات کے لیئے روانہ ہوتا ہے، تو یہی مسجد اُس کے لیے ایک نمایاں علامت قرار پاتی ہے، کہ اب وہ حدودِ عرفات میں پہونچ چکا ہے۔ پھر وہ سائن بورڈ بھی نظر آجاتے ہیں جن کے ذریعہ سے میدانِ عرفات کی حد بندی کی گئی ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے جو خطیب متقرّر ہے، وہ ۹ ذی الحجّہ کو اسی مسجد میں حج کا خطبہ پیش کرتا ہے، جسے دنیا کے مختلف ممالک کے ریڈیو اسٹیشن اور ٹیلی وژن نشر کرتے ہیں۔

(نوٹ)

حُجّاجِ کرام کو اِس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ چونکہ اِس مسجد کا بیشتر حصّہ، میدانِ عرفات سے باہر ہے، اِس لیے حج کے موقع پر زوالِ آفتاب سے مغرب تک "جو وقوف کا وقت ہے، اُس وقت وہ اِس مسجد کے اندر نہ ٹھہریں، بلکہ میدانِ عرفات کے اندر رہیں، پہاڑیوں پر بھی نہ جائیں، اور نہ حدودِ عرفات سے باہر قدم نکالیں، بلکہ عرفات کے اندر ہی وقوف کریں۔ جس قدر ممکن ہو کھڑے رہ کر مصروفِ دعا رہیں۔ البتّہ کھڑا رہنا واجب نہیں ہے، بیٹھنا۔ بلکہ لیٹنا بھی۔ جائز ہے)

"مُزدلفہ"

میدانِ عرفات سے مکّہ معظمہ کی سمت تقریباً ۷ ـ ۸ میل کے فاصلے پر ایک اور وادی ہے جسے "مُزدلفہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ بھی ہر طرف سے پہاڑیوں سے گھری ہوئی ہے ۔ اور اُن پہاڑیوں کے بکثرت فضائل و مناقب ہماری کتابوں میں مذکور ہیں ۔

یہ پورا علاقہ حدودِ حرم میں داخل ہے ۔ جب میدانِ عرفات سے "مُزدلفہ" کے لیے روانہ ہوں تو تھوڑی دور چلنے کے بعد کچھ سائن بورڈ نظر آتے ہیں جن پر لکھا ہوا ہے کہ : " حدودِ حرم شروع " ۔ جہاں یہ سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں ، وہاں سے کافی آگے بڑھنے کے بعد "مُزدلفہ" کی حدود شروع ہوتی ہیں ۔

حُجّاجِ کرام پر فرض ہے کہ ۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب سے مغرب کے وقت تک میدانِ عرفات میں رہیں ، اس کے بعد "مُزدلفہ" کے لیے روانہ ہوجائیں ، رات کو وہیں قیام کریں [۱] اور صبح کی اذان کے بعد وہیں

---

[۱] یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ مُزدلفہ میں رات کو پہونچنے کے بعد صبح کی اذان تک ٹھہرنا صرف صحتمند ، بالغ مرد حضرات پر واجب ہے ، بچّوں ، ضعیف اور بیمار بوڑھوں اور تمام خواتین کو اجازت ہے کہ وہ مزدلفہ میں کچھ دیر ٹھہر کر وقوفِ اضطراری کرکے رات ہی کے وقت منیٰ کے لیے روانہ ہوجائیں ۔ (مسئلہ کی تفصیل اور مزید وضاحت آگے اپنے محل پر آنے والی ہے ۔)

پر حج کے اِس دوسرے وقوف کی نیّت کریں، پھر دعا و عبادت وغیرہ میں مصروف رہیں اور طلوعِ آفتاب کے بعد مُزدلفہ سے مِنیٰ میں داخل ہوں۔

حُجّاجِ کرام دسویں ذی الحجّہ، ۱۱ ذی الحجّہ اور ۱۲ ذی الحجّہ کو شیطانوں کو جو کنکر مارتے ہیں، وہ حدودِ حرم میں، کہیں سے لیئے جا سکتے ہیں۔ البتّہ مستحب ہے کہ اُنھیں مُزدلفہ سے چُنا گیا ہو۔

" مَشعرِ الحرام "

وادیٔ مُزدلفہ جن پہاڑیوں کے درمیان گھری ہوئی ہے، روایات کے اندر اُن تمام پہاڑیوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ البتّہ اُن میں سب سے اہم "مَشعر" ہے جس کے احترام کی بناء پر اُسے "مَشعرِ الحرام" کہا جاتا ہے جس کا قرآن مجید میں بھی تذکرہ آیا ہے، چنانچہ ارشادِ قدرت ہے:۔

"فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفَاتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ‌ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ"

(اور جب تم عرفات سے نکلو تو مشعر الحرام کے پاس ذکرِ خدا کرو، اور اُسے اِس طرح یاد کرو جیسے اُس نے تم کو ہدایت کی ہے۔)

* (سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۸)

اور دعاؤں میں بھی اِس کا ذکر ہے۔ جیسے ماہِ مبارک کی دعاؤں

میں ہم پڑھتے ہیں کہ:

یَا رَبَّ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ، یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ یَا رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ، یَا رَبَّ الْحِلِّ وَ الْحَرَامِ یَا رَبَّ الرُّکْنِ وَ الْمَقَامِ ۔

(اے پروردگار! محترم مہینے (کے مالک)۔ اے محترم گھر (خانۂ کعبہ) کے مالک، اے مشعر الحرام کے مالک، اے حِل اور حرام کے مالک، اور اے رُکن اور مقام (ابراہیم) کے مالک!)

اِسی طرح مُزدلفہ میں شبِ عید قرباں جو قیام ہوگا، اُس کے مستحبات میں یہ بھی ہے کہ: جب صبحِ صادق نمودار ہو اور مُزدلفہ کے رُکن کا اصل وقت شروع ہو تو وقوف کی نیّت کرنے کے بعد کچھ دعائیں پڑھیں، اُن دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل ہے کہ:

" اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فُكَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ "

(اے خداوندا! اے مشعر الحرام کے مالک، میری گردن کو آتشِ جہنّم سے آزاد فرما دے۔)

" وادیٔ مُحَسِّر "

مُزدلفہ ختم ہونے کے بعد، اور مِنٰی شروع ہونے سے پہلے ایک چھوٹی سی وادی آتی ہے جسے " وادیٔ مُحَسِّر " کہا جاتا ہے۔

معروف ہے کہ سنہ عام الفیل میں ابرہہ کے ہاتھیوں پر جو عذاب آیا تھا، جس کا تذکرہ قرآن مجید میں سورۂ مبارکہ الفیل کے اندر موجود ہے وہ عذاب اِسی وادی میں نازل ہوا تھا۔

حُجّاجِ کرام کے لیے مستحب ہے کہ اِس وادی تک پہونچیں تو یہاں سے تیز رفتاری سے گذر جائیں۔[۵]

مِنٰی

جسے "مُنا" بھی لکھا اور پڑھا جاتا ہے لیکن معروف لفظ "مِنٰی" ہے۔ مکۂ معظمہ سے تقریباً ۵ کیلومیٹر کے فاصلے پر ایک عظیم الشّان وادی جہاں خداوندِ عالم کے نہایت عظیم المرتبت پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خوشنودیٔ خدا کی خاطر اپنے بیٹے جناب اسماعیل علیہ السّلام کی قربانی پیش کرنے کے لیے اُنھیں زمین پر لٹا دیا تھا۔

روایات کے مطابق اُن کے پیروں میں رسّی باندھی، اپنی آنکھوں پر پٹّی باندھی، ہاتھ میں چھری لی، اور خواب میں جو منظر دیکھا تھا اُس حکمِ خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے، رضائے پروردگار کی خاطر اپنے فرزند کے گلے پر

---

[۵] اب جو لوگ بسوں وغیرہ میں بیٹھے ہوئے ہوں، وہ تو ٹریفک کی صورتحال اور ڈرائیور کی مرضی کے پابند ہوتے ہیں لیکن جو پیدل چل رہے ہوں، اگر اژدحام میں گھرے ہوئے نہ ہوں تو نسبتاً تیز قدم اُٹھاتے ہوئے یہاں سے گذر جائیں۔

چھری رکھ دی، لیکن جس وقت وہ چھری چلانا چاہتے تھے، جناب جبریل امین ؑ نے اسماعیل کو ہٹایا اور اُن کی جگہ جنّت سے لایا ہوا ایک دُنبہ رکھ دیا۔ اِس طرح دُنبہ ذبح ہوگیا، اور حضرت اسماعیل ؑ بچ گئے۔

اِسی واقعہ کی یاد مناتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمان دسویں ذی الحجہ کو جہاں بھی ہوں ایک دنبہ یا بکرا راہِ خدا میں قربان کرتے ہیں اور حاجی حضرات، جو اُس دن "مِنیٰ" میں ہی ہوتے ہیں، اُن پر فرض ہے کہ خدا کی راہ میں ایک جانور کی قربانی پیش کریں، چاہے وہ دنبہ ہو یا بکرا، گائے ہو یا اونٹ وغیرہ۔

"جَمَرات"

جنھیں عرفِ عام میں "شیطان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے "مِنیٰ" کی وادی میں داخل ہونے کے بعد، اگر مکّہ معظّمہ کی طرف چلیں تو وادی کے اختتام سے کچھ قبل ایک بڑا سا ستون ملے گا، اُسے جَمرہ اُولیٰ (یعنی چھوٹا شیطان) کہا جاتا ہے ـــ اُس سے تھوڑا آگے بڑھیں تو ویسا ہی ایک اور ستون نظر آئے گا، اُسے "جَمرۂ وُسطیٰ" (یعنی درمیانہ شیطان) کہا جاتا ہے ـــ اور اُس سے کچھ دور اور آگے چلیں تو حدودِ مِنیٰ ختم ہونے سے چند قدم پہلے، ایک اور ستون آئے گا، جس کا نام "جَمرۂ عُقبہ" ہے۔ جسے عرفِ عام میں بڑا شیطان کہا جاتا ہے۔

دسویں ذی الحجہ کو صرف بڑے شیطان کو کنکر مارے جاتے ہیں

البتہ ۱۱، اور ۱۲ ذی الحجہ کو تمام حُجاجِ کرام پہلے چھوٹے شیطان کو، کنکر پھر درمیانے شیطان کو، کنکر، اور آخر میں بڑے شیطان کو، کنکر مارتے رہیں۔

عربی زبان میں "جمرہ" آگ کی چنگاری کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ شیطانوں کا سردار "ابلیس" کا تعلق قومِ جن سے تھا، جیسا کہ قرآن مجید کی آیت میں ہے:

اِلَّا اِبۡلِیۡسَ کَانَ مِنَ الۡجِنِّ ، فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہٖ

(سوائے ابلیس کے جو جنوں میں سے تھا، پھر اُس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی۔)

اور جب اُس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور خداوندِ عالم نے پوچھا کہ تو نے میرے حکم کے باوجود سجدہ کیوں نہ کیا؟ تو اُس نے جواباً یہی کہا تھا کہ:

"پالنے والے! تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو مٹی سے" (آگ برتر ہے مٹی کمتر۔ پھر میں اپنے سے کمتر کے آگے کیسے سجدہ کرتا۔)؟

روایات میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند جناب اسماعیلؑ کو لے کر حکمِ خدا کی تعمیل کے لیئے "منیٰ" میں پہونچے، تو تین مقامات پر شیطان نے انسانی پیکر میں آکر اُنھیں فرمانِ الٰہی کی تعمیل سے روکنے کی کوشش کی تھی، اور اُنھوں نے ہر دفعہ

پتّھر مار کر اُسے بھگایا تھا، جن مقامات پر اُنھوں نے پتّھر مارے تھے اُن ہی مقامات پر نشانی کے طور پر ستون بنا دیے گئے ہیں جنھیں حجّاجِ کرام پتّھر مارتے ہیں۔ اور اِس طرح شیطان اور اُس کے عمل سے اظہارِ نفرت کرتے ہیں۔

کاش ساری زندگی، ہر شیطانی عمل سے تمام بندگانِ خدا نفرت کرنے لگیں تو دنیا سے ہر قسم کے ظلم و ستم، طغیان و سرکشی و نافرمانی کا خاتمہ ہو جائے۔

"مَذْبَح"

یعنی: "قربان گاہ" ــــ جَمَرات سے اگر مِنیٰ کی وادی کی طرف اندر چلیں، تو تھوڑے ہی فاصلے پر بائیں ہاتھ کو ایک عمارت کافی پُرانی سی ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے راہِ خدا میں قربان کرنے کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا تھا، اور ان کے عوض جنّت سے دُنبہ آیا تھا۔

اب یہ عمارت مقفّل رہتی ہے، اور عام طور پر وہاں لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اِسی طرح مِنیٰ کی حدود کے اندر جتنی قربان گاہیں مختلف اوقات میں بنی تھیں سب ختم کردی گئی ہیں، اور اب مُزدلفہ میں گورنمنٹ کی طرف سے نئی قربان گاہ بنادی گئی ہے، حاجیوں کو وہاں کے علاوہ کسی اور جگہ قربانی کرنے کی حکومت

کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔
اِسی مجبوری کی بناء پر موجودہ دور کے مجتہدین نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ: چونکہ حجاج کو کسی اور جگہ قربانی کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے، اِس لیے مجبوری کی صورت میں وہ اُسی قربان گاہ میں قربانی کرسکتے ہیں، جو گورنمنٹ کی طرف سے بنائی گئی ہے۔ البتّہ آٹومیٹک مشینوں یا کوپن کے ذریعہ قربانی کے بجائے، خود جانور حاصل کر کے اُس کی قربانی کرنے کی کوشش کریں۔

"مسجدِ شجرہ"

مسجدِ نبویؐ (مدینہ منوّرہ) سے تقریباً ۶-۷ کیلومیٹر کے فاصلے پر وہ مشہور و معروف مسجد جس کے اندر جاکر حجِ تمتّع کے عمرے یا عمرۂ مفردہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ حضورِ اکرمؐ اور ہمارے تمام ائمۂ کرامؑ نے زیادہ تر اِسی جگہ سے احرام باندھا تھا۔ اِس جگہ کو "ذوالحلیفہ" یا "آبارِ علیؑ" بھی کہا جاتا ہے۔ پہلے یہ جگہ شہر سے باہر تھی۔ اب شہر کی وسعت کی وجہ سے اُس کے اندر ہی آچکی ہے۔

"جُحفہ"

جدّہ اور مدینہ کے درمیان ایک معروف جگہ، جو پہلے عام شاہراہ پر تھی، اب نئی شاہراہ بن جانے کے بعد یہ جگہ ویرانی کا

شکار ہوچکی ہے، شریعت کے مقرّرکردہ ۵ میقات میں سے ایک اہم میقات ہے، اگر کوئی شخص بغیر احرام کے جدّہ پہونچ گیا ہو اور مدینہ جانے سے پہلے ہی عمرہ کرنا چاہتا ہو تو اُسے جدّہ سے جُحفہ جانا چاہئیے وہاں جاکر احرام باندھے، پھر مکّہ معظّمہ جاکر عمرہ بجالائے۔

" یَلَمْلَمْ "

مکّہ معظّمہ سے تقریبًا سو کیلومیٹر کے فاصلے پر یہ میقات اُن لوگوں کے راستے میں آتا ہے جو یمن سے مکّہ معظّمہ آرہے ہوں۔

" قرن المنازل "

جو حضرات " طائف " شہر کی جانب سے مکّہ معظّمہ جانا چاہیں اُن کے احرام باندھنے کی جگہ " قرن المنازل " ہے۔ جو طائف کے بالکل قریب واقع ہے، اور مکّہ کی سب سے قریب " میقات " ہے۔

" وادیٔ عقیق "

جو لوگ عراق، یا، نجد کی طرف سے مکّہ معظّمہ تشریف لے جارہے ہوں، اُن کے احرام باندھنے کی جگہ " وادیٔ عقیق " ہے۔ مگر آج کل

اِس طرف سے آمد و رفت تقریباً بند ہے۔

• "حُدیبیہ" ۔ "جعرانہ" ۔ اور "تنعیم" وغیرہ اہلِ مکّہ کے میقات ہیں۔ اور حُجّاجِ کرام یا عمرہ کرنے والے جب مکّہ میں مقیم ہوں تو اِن جگہوں سے احرام باندھ سکتے ہیں۔

***

اعمالِ حج کا خلاصہ

****

(جیسا کہ اِس قبل عرض کیا جا چکا ہے؛ جو لوگ بھی مکّہ معظّمہ سے ۸۰ کیلو میٹر یا اِس سے زیادہ فاصلے پر دنیا میں کہیں رہتے ہوں اُن پر بنیادی طور سے جو حج واجب ہوتا ہے، وہ "حجِ تمتّع" ہے جس کے دو حصّے ہیں۔ ۱۔ عمرۂ تمتّع اور ۲۔ حجِ تمتّع

قارئین کرام کی سہولت کے لیے ہم یہاں ان دونوں باتوں (عمرۂ تمتّع اور "حجِ تمتّع") کا ایک خاکہ پیش کرتے ہیں، تاکہ پورا سفرِ حج نظر میں آجائے۔)

• میقات سے احرام باندھیں۔
• مکّہ معظّمہ پہونچ کر خانۂ کعبہ کا طواف کریں۔
• طواف کے بعد مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نمازِ طواف پڑھیں۔

- ____ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی بجالائیں
- ____ سعی کے بعد تقصیر کر کے احرام کی ذمّہ داریوں سے آزاد ہوجائیں۔

____ اس کے بعد مکّہ معظمہ ہی میں رہیں، کہیں نہ جائیں ____

- ____ ۸ ذی الحجہ کو مکّہ مکرّمہ سے حج کا احرام باندھیں، اور حج کے لیے روانہ ہوجائیں۔
- ____ ۹ ذی الحجّہ کو ظہر کے وقت سے مغرب کی اذان تک عرفات میں وقوف کریں۔
- ____ شب ۱۰ ذی الحجّہ کو مُزدلفہ میں ٹھہریں اور اذانِ صبح کے وقت وقوف کی نیّت کریں۔ [1]
- ____ ۱۰ ذی الحجّہ کو آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ میں پہلے بڑے شیطان کو ۷ کنکر ماریں۔
- ____ کنکر مارنے کے بعد قربانی کریں۔
- ____ پھر سر منڈائیں یا تقصیر کریں، اور احرام کی ذمّہ داریوں سے آزاد ہوجائیں۔

(پھر اگر امکان ہو تو اسی دن 'یا' اگلے دن یا ماہِ ذی الحجّہ کی آخری تاریخ تک کسی دن)

---

[1] وقوفِ اضطراری کرنے والوں کا مسئلہ آگے آرہا ہے۔

- مکہ معظمہ پہونچ کر خانۂ کعبہ کا طواف کریں۔
- طواف کے بعد مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نمازِ طواف پڑھیں۔
- پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں (یہ واحد سعی ہے جو احرام کے بغیر ہوگی۔)
- اس کے بعد طوافُ النساء کریں۔
- اور طوافُ النساء کی دو رکعت نماز ادا کریں۔
- شبِ ۱۱ر اور شبِ ۱۲ر ذی الحجہ کو منیٰ میں ہی رات گذاریں۔
- ۱۱ر ذی الحجہ اور ۱۲ر ذی الحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد پہلے چھوٹے شیطان کو، پھر درمیانہ شیطان کو اور آخر میں بڑے شیطان کو، ۷ کنکر ماریں۔
- ۱۲ر ذی الحجہ کو ظہر کی اذان ہونے کے بعد منیٰ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔

◉

نوٹ :

مذکورہ بالا فہرست میں ہم نے صرف واجبات کا تذکرہ کیا ہے مستحبات کا ذکر اپنی جگہ پر آئے گا۔
نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ مذکورہ بالا تمام اعمال، بذاتِ خود عبادت

ہیں، اور کوئی بھی عبادت بغیر نیت کے انجام نہیں دی جاسکتی اس لیے ہر عمل سے قبل یہ نیت ضرور کریں کہ میں اِس عمل کو خوشنودیٔ خدا کے لیے انجام دے رہا ہوں۔

جو حضرات و خواتین اپنا حج کر رہے ہوں، اُن کے لیے تو بس اتنی ہی نیّت کافی ہے کہ میں اِس عمل کو خدا کی خوشنودی کے لیے انجام دیتا/دیتی ہوں ___ مثال کے طور پر عمرۂ تمتّع کا احرام باندھتا ہوں (باندھتی ہوں) واجب قُربَتًا اِلَی اللّٰہِ، یا عمرۂ تمتّع کا طواف کرتا (یا کرتی) ہوں، واجب قُربَتًا اِلَی اللّٰہ۔

لیکن اگر کسی کی نیابت میں اِس عمل کو انجام دے رہے ہوں تو اس بات کا ذکر ضروری ہے۔ مثلاً "میں اپنے والد کی نیابت میں عمرۂ تمتّع کا احرام باندھتا ہوں"۔ یا۔ "میں اپنی والدہ کی نیابت میں عمرۂ تمتّع کا احرام باندھتی ہوں....."۔ اسی کے ساتھ قُربَتًا اِلَی اللّٰہ یا واجب قُربَتًا اِلَی اللّٰہ کی نیت کرلیں۔

* * *

شرائطِ وُجوبِ حج

★ ★ ★ ★ ★

★ کسی بھی انسان پر، بنیادی طور سے، شریعت کی طرف سے، پوری زندگی میں ایک ہی مرتبہ حج واجب ہوتا ہے، جس کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے، ان کے بغیر کسی شخص پر حج واجب نہیں ہوگا۔

(۱)

"بالغ ہونا":۔ لڑکا اگر پندرہ سال سے کم اور لڑکی اگر نو سال سے کم کی ہو، تو اُس پر حج واجب نہیں ہے۔ چاہے اُس کے پاس کتنی ہی دولت کیوں نہ ہو ــــ البتّہ اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی حج کے لیے جائیں تو اُن کا حج صحیح بھی ہوگا اور موجبِ ثواب بھی۔ لیکن وہ بالغ ہونے کے بعد، اگر حج کرنے کے قابل ہو جائیں تو اپنے اُس حج پر اکتفا نہیں کر سکتے، جو اُنھوں نے بالغ ہونے سے پہلے کیا تھا، بلکہ اُنھیں واجب حج کی ادائیگی کے لیے جانا ہوگا۔

(۲)

"عاقل ہونا"۔ کیونکہ دیوانے سے تمام شرعی فرائض ساقط ہیں، اس لیے ایسے شخص کے پاس اگرچہ حج کے تمام اخراجات کے لیے رقم موجود ہو اور دوسری کوئی رکاوٹ بھی موجود نہ ہو، تب بھی اُس پر حج واجب نہ ہوگا۔

البتہ ایسا شخص جب بھی اچھا ہو جائے، اگر اُس کے پاس استطاعت ہو تو اُس پر حج واجب ہو جائے گا۔

(۳)

"آزاد ہونا":۔۔۔ جو شخص کسی وجہ سے غلامی کی زندگی گذار رہا ہو اُس پر آزاد ہونے تک حج واجب نہیں ہے۔

(۴)

"استطاعت":۔۔۔ جیسا کہ قرآن مجید میں خالق دو جہاں کا ارشاد ہے کہ:

"وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ؀"

(اور لوگوں پر واجب ہے کہ (خوشنودیٔ) خدا کے لیے خانۂ خدا کا حج کریں، جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔)

اور استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ مندرجہ ذیل باتیں پائی جاتی ہوں۔

(۱):۔ اتنا وقت ہو کہ مکّہ معظّمہ جا کر تمام اعمالِ حج انجام دے سکیں۔ کیونکہ اگر کسی شخص کو استطاعت ایسے وقت حاصل ہوئی ہو کہ اب قانونی، انتظامی یا کسی اور وجہ سے حج کے لیے جانا اُس کے لیے ممکن نہ ہو تو اس سال، اُس شخص پر حج واجب نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر ہمارے ملک میں کسی شخص کو ۵ ذی الحجہ کو اتنی رقم مل جاتی ہے جو حج کے اخراجات کے لیے کافی ہو، تو چونکہ اب

اُس شخص کے لیے یہاں سے روانگی وغیرہ قانونی و انتظامی لحاظ سے ممکن نہیں ہے، اِس لیے اُس شخص پر اُس سال حج واجب نہیں ہوگا، لیکن اگر وہ شخص مدینہ منورہ، ریاض، دمام، طائف یا سرزمینِ حجاز و عرب کے کسی ایسے شہر میں ہو جہاں سے اُس دن بھی اُس کے لیے مکّہ معظمہ کے لیے روانگی ممکن ہو تو اُس پر اُسی سال حج واجب ہو جائے گا — لہٰذا ہر شخص کو اپنی جگہ اور اپنے حالات کے اعتبار سے پوری صداقت و دیانتداری کے ساتھ اِس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا وہ اتنے وقت میں اس فریضے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

۲:۔ آنے جانے کے لیئے سواری اور اخراجاتِ سفر بھی ہوں اور مزید اتنی رقم بھی ہو کہ جن لوگوں کا نان نفقہ اُس پر واجب ہے اُنھیں اپنی واپسی تک کے لیے اخراجات کے لیے رقم دے سکے۔

۳:۔ راستے پُرامن ہوں، جان و مال اور عزّت و ناموس کے لیے کوئی خطرہ لاحق نہ ہو، ورنہ اگر خدانخواستہ راستے کے حالات ایسے ہوں کہ جان و مال کے محفوظ رہنے کا اطمینان نہ ہو یا عزّت و ناموس کے لُٹ جانے کا ڈر ہو تو حالات کے بہتر ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے۔

۴:۔ کوئی ایسا مرض بھی لاحق نہ ہو جس کی وجہ سے راستے کی صعوبتیں برداشت کرنا ممکن نہ ہو، کیونکہ پروردگارِ عالم کسی بندے کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اُس کا واضح ارشاد ہے کہ:-

"يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"

(اللہ تمھاری سہولت چاہتا ہے، اور تمھیں مشقّت یا تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا۔)

لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی معمولی سی بیماری لاحق ہو اور انسان یہ سوچنے لگے کہ اُس کے لیے حج کی مشقّت برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا ــــ ایسا نہیں ہے، بلکہ انسان کو ہمّت سے کام لینا چاہیے۔ خداوندِ عالم مددگار و کارساز ہے۔ ارشادِ قدرت ہے:

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا"

اور جو لوگ ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں، تو ہم اُن کو یقیناً اپنی راہ کی ہدایت کرتے ہیں۔" (عنکبوت ۲۹ آیت ۶۹)

۵ :ــ ایسے وسائل موجود ہوں کہ حج سے واپسی پر اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے روزی کما سکے ــ لیکن اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کے وسائل نہایت محدود ہوں، اور اندیشہ ہو کہ اگر حج میں سارے پیسے خرچ کر دیے تو واپسی میں اُس کے پاس کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہوگا۔ جیسے کوئی ایسا شخص جو زیادہ جسمانی مشقّت برداشت نہیں کر سکتا، نہ محنت مزدوری کرنے کے قابل ہے، اُس نے کسی طرح تھوڑے سرمائے سے ایک دُکان کھولی جس کی آمدنی سے اُس کی اور اُس کے بال بچّوں کی گذر بسر ہو سکے۔ اب اگر وہ شخص دُکان کا سارا سرمایہ نکال کر حج کرنے چلا جائے

اور واپسی پر اُسے اور اُس کے بال بچّوں کو فقر و فاقہ کی زندگی گذارنی پڑے اور محتاجی و ناداری کا سامنا کرنا پڑے ـــــ تو ایسے شخص پر یہ واجب نہیں ہے کہ اپنی معیشت اور اپنے کاروبار کو تباہ و برباد کر کے حج کرنے جائے ـــــ لیکن اگر ایسی بھیانک صورتِ حال نہ ہو، بلکہ اُسے اندازہ ہو کہ اپنے کاروبار سے حج کی ضرورت کے مطابق پیسہ نکالنے کے باوجود اُس کی دُکان چلتی رہے اور تنگی تُرشی سے سہی، گذارہ ہوتا رہے گا، تو اُس پر واجب ہے کہ حج جیسے اہم فریضے کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے، رحمتِ پروردگار پر بھروسہ کرے، اور حج کی سعادت حاصل کرنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔

دُکان کے بارے میں جو کچھ عرض کیا گیا، بطورِ مثال تھا۔ یہی صورت ہر قسم کی پراپرٹی کے بارے میں ہے، چاہے وہ جائیداد کی شکل میں ہو یا فلیٹ کی شکل میں، شیئرز کی صورت میں ہو یا زمین و مکان کی صورت میں۔

ہر انسان اپنی ذاتی صورتِ حال کو بہتر سمجھتا ہے، اپنا جائزہ لے، اگر اُسے کسی صورت سے یہ ممکن نظر آ رہا ہو کہ اِس سال حج کے اخراجات برداشت کر سکتا ہے اور حج سے واپسی پر اُس کی معیشت تباہی و بربادی کا شکار نہیں ہو گی ـــــ تو لازماً اُسی سال حج کے لیے روانہ ہو جائے، تاخیر نہ کرے۔ بلکہ بارگاہِ معبود میں

اپنے حساب کو صاف رکھنے کی کوشش کرے، شیطان کے بہکاوے میں نہ آئے، کیونکہ وہ تو انسان کا ازلی دشمن ہے، ہر آن اُسے ایسے حیلے بہانے سکھاتا رہتا ہے کہ وہ اطاعتِ الٰہی سے دور ہوتا چلا جائے، اور اپنی نجات کا سامان نہ کر سکے۔

البتہ کامیاب وہی ہے جو شیطان کے پھندوں سے خود کو بچالے، جس کا آسان ترین راستہ احتسابِ نفس ہے۔ انسان جتنا زیادہ اِس بات کا جائزہ لیتا رہے گا کہ وہ اپنے مقصدِ حیات کو خالقِ کائنات کے قوانین کی روشنی میں کس حد تک پورا کر رہا ہے اُتنا ہی وہ کامیابی کی منزلوں سے قریب رہے گا

قرآنِ مجید میں خالقِ دوجہاں کا ارشاد ہے کہ:

"بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ"

(بلکہ انسان تو اپنے نفس کو اچھی طرح پہچانتا ہے)

(سُورۃ القیٰمۃ آیت ۱۴) ۷۵

ہر انسان اپنے حالات کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ سکتا ہے، لہٰذا پوری دیانتداری کے ساتھ اپنے وسائل کا جائزہ لے، اور اگر کسی طرح اُس کو یہ نظر آ رہا ہو کہ وہ اِس سال حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے قدم بڑھا سکتا ہے، تو قطعاً تاخیر نہ کرے، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، اور یہ بات اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ:-

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں[1]

۶۹

نوٹ

اگر کسی شخص پر خمس یا زکوٰۃ واجب الادا ہو، اور اُس کے پاس صرف اتنی رقم ہو کہ اگر خمس و زکوٰۃ ادا کردے تو اُس کے پاس اتنے پیسے باقی نہیں بچیں گے جو حج کے اخراجات کے لیے کافی ہوں، تو ایسی صورت میں اُس شخص پر حج واجب نہیں ہوگا، بلکہ اُس کا فریضہ ہے کہ پہلے وہ خمس و زکوٰۃ ادا کرے، اُس کے بعد جب دوبارہ اُس کے پاس اتنے پیسے ہو جائیں جن سے حج کے اخراجات پورے کر سکے تب اُس پر حج واجب ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص پر حج واجب ہو چکا ہو، لیکن اُس کے ذمّہ لوگوں کے کچھ حقوق واجب الادا ہوں تو سفرِ حج سے پہلے اُن کی ادائیگی ضروری ہے ــــ البتّہ اگر یہ شخص لوگوں سے وہ حقوق معاف کرالے اور وہ لوگ بطیبِ خاطر اُسے معاف کردیں تو حج کے لیے جائے ــــ لیکن اگر وہ لوگ معاف نہ کریں، تو واجب ہے کہ روانگی سے قبل اُن لوگوں کے حقوق ادا کردے۔

نیز

احرام کے کپڑے وغیرہ اور قربانی کا جانور ایسے مال سے نہ خریدا

---

[1] بلکہ "پل" کی خبر نہیں

جائے جس میں خمس و زکوٰۃ واجب ہو یا جس مال پر کسی اور شخص کا کوئی حق ہو، کیونکہ اگر آپ کسی ایسے مال سے جس پر آپ کو تصرّف کا حق ہی نہیں ہے کپڑا خریدتے ہیں تو وہ غصبی ہوگا، اور غصبی کپڑے میں جو احرام باندھا جائے گا وہ احرام کیسے صحیح ہوگا؟ اور جب احرام صحیح نہیں ہوگا تو حج کیونکر صحیح ہوگا؟ کیونکہ حج اور عمرے کے سارے اعمال تو صحیح طور سے احرام باندھنے کے بعد ہی شروع ہوتے ہیں؟

۷۶

انتباہ

★ ★ ★ ★ ★

★ بہت سے حضرات اِس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ حج تو اُس وقت فرض ہوتا ہے جب انسان اپنی دنیاوی زندگی کے معاملات سے فارغ ہو چکا ہو، گویا تمام جھمیلوں سے آزاد ہو چکا ہو، مکان بنا چکا ہو، اپنی بیٹیوں کی شادی کر چکا ہو۔ وغیرہ وغیرہ!۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ سب انتہائی لغو اور مہمل خیالات ہیں جن کا حج جیسے اہم ترین فریضے اور عظیم الشّان اسلامی عبادت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کسی شخص کے مستطیع ہونے کے لیے اور اُس پر حج واجب ہونے کے لیے نہ یہ شرط ہے کہ اُس کے پاس اپنا مکان ہو، نہ یہ ضروری ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے بیٹیوں کی شادی کر دی ہو[1]، ریٹائرمنٹ

---

[1] اپنی شادی بھی شرط نہیں، چہ جائیکہ اولاد کی شادی!

کا انتظار بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ جب بھی یہ امکان پیدا ہو جائے کہ حج کے اخراجات برداشت کر سکے، کسی بالغ و عاقل انسان کو تاخیر نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ استطاعت حاصل ہوتے ہی بلا تاخیر حج کرنا چاہیئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

* * * * *

★ بعض ایسے حضرات، جن کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ وہ حج کے اخراجات برداشت کر سکیں، لیکن وہ اس فریضے کی ادائیگی میں بلا وجہ تاخیر کرتے ہیں، اور جب کوئی اُن سے دریافت کرتا ہے کہ آپ نے اب تک حج نہیں کیا ؟ — تو وہ کہتے ہیں کہ :۔

"پہلے اپنے فرض سے سبکدوش ہولیں"۔

ظاہری طور سے تو یہ جملہ بہت خوبصورت ہے کہ انسان جب تک اپنے فرائض کو ادا نہ کرلے، حج کے لیے کیسے جا سکتا ہے ؟ —— لیکن یہ جملہ ظاہری طور پر خوبصورت ہونے کے باوجود "پُر فریب" ہے !

کیونکہ فرائض سے سبکدوش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر اس وقت جو فرض عائد ہے اُسے انجام دینے کی کوشش کریں، اور اگر کئی فرائض ہوں اور بیک وقت اُن سب کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو جو سب سے

اہم فریضہ ہو اُسے پہلے انجام دیجئے۔

اور جس شخص کے پاس بھی اتنی رقم ہو کہ وہ آسانی سے حج کے اخراجات برداشت کر سکے اور فوری طور پر کوئی اور ایسا فرض اُس پر عائد نہ ہو جس میں تاخیر کی گنجائش نہ ہو، تو ایسے شخص کو بلا تاخیر حج کے لیے روانہ ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

⊙

"وَرَثَہ" کی ذمّہ داری

* * * * * * *

★ اگر کسی شخص پر "حج" واجب تھا، اور اُسے ادا کیے بغیر دنیا سے رخصت ہو گیا، تو اُس کے وَرَثَہ کی ذمّہ داری ہے کہ اُس کی طرف سے بلا تاخیر کسی کو نائب بنا کر حج کے لیے بھیجیں اور حج کے اخراجات، اُس کے چھوڑے ہوئے مال سے ادا کریں۔

بلکہ جیسا کہ بیشتر مجتہدین کرام نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے:

"اگر کسی شخص کے ذمّہ حج واجب رہا ہو اور وہ اُسے ادا کیے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائے تو جو مال و اسباب چھوڑ کر دنیا سے گیا ہے اُس میں سے پہلے اُس کے حج کے اخراجات ادا کیے جائیں گے اُس کے بعد اُس کی میراث تقسیم ہو گی۔

یہ جائز نہیں ہے کہ "حج" کے لیے رقم نکالے بغیر ہی میراث

تقسیم کر دی جائے ــــ البتہ اگر وافر مال ہو، اور وُرثہ اس بات کی ضمانت لے لیں کہ وہ بلا تاخیر کسی کو "حج" کے لیے بھیجیں گے تو پھر وراثت کی تقسیم جائز ہو گی۔

اور جس طرح انسان کے لیے اپنے واجب حج میں تاخیر کرنے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ جس سال استطاعت حاصل ہو اُسی سال اس فریضے کی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ــــ اِسی طرح سے مرنے والے پر اگر حج واجب تھا، تو اُس کی طرف سے "نیابت" کے لیے بھی کسی کو بلا تاخیر بھیجنا چاہیئے۔

* * *

"اقسامِ حج"

★ ★ ★ ★ ★

★ پچھلے باب میں جن شرائط کا تذکرہ کیا گیا، اُن کے حصول کی صورت میں "حج" واجب ہوجاتا ہے جس کی ادائیگی میں حتی الامکان تاخیر نہیں کرنی چاہیئے، اِسے "حجۃ الاسلام" بھی کہا جاتا ہے۔

اِس کی تین قسمیں ہیں:

(۱):۔ "حجِ اِفراد"۔

(۲):۔ "حجِ قِران"۔

(۳):۔ "حجِ تمتّع"۔

"حجِ اِفراد"۔ اور "حجِ قِران" اُن لوگوں کا فریضہ ہے جو مکّہ معظّمہ سے ۱۶ فرسخ (۸۸ کیلومیٹر) کے اندر رہتے ہوں۔ اس سے دور رہنے والوں پر جو حج واجب ہوتا ہے وہ "حجِ تمتّع" ہے۔ اور چونکہ عام طور سے ہمارے مومنین کرام پر "حجِ تمتّع" ہی واجب ہوتا ہے، اِس لیے زیرِ نظر کتاب میں زیادہ تر اسی کے احکام بیان کیئے جارہے ہیں۔[1]

---

[1]:۔ البتہ جو شخص مستحبی حج کر رہا ہو اُسے اختیار ہے کہ چاہے حج تمتّع کرے یا حجِ افراد یا حجِ قِران۔ اسی طرح بعض اوقات، حجِ تمتّع کرنے والوں کا حج بھی، حجِ افراد میں کسی مجبوری کی وجہ سے تبدیل ہوسکتا ہے، اِس لیے ہم اِس کتاب میں اس کا بھی مختصر تذکرہ کریں گے۔

"حجِ تمتّع"

★★★★★

★ "حجِ تمتّع" :- دو عبادتوں پر مشتمل ہے۔ (۱) عُمرۂ تمتّع اور (۲) حجِ تمتّع۔ پہلی عبادت جس میں میقات سے احرام باندھنا، مکّہ معظّمہ پہونچنے کے بعد خانۂ کعبہ کا طواف، اُس کی دو رکعت نماز، صفا و مروہ کے درمیان سعی، اور اختتامِ سعی پر تقصیر۔ اِس طرح عمرۂ تمتّع میں پانچ کام واجب ہیں:- جبکہ دوسرے حصّے (دوسری عبادت) میں مکّہ معظّمہ سے احرام باندھنا ۹ ذی الحجّہ کو عرفات میں وقوف، شب ۱۰ ذی الحجّہ کو مزدلفہ میں وقوف، ۱۰ ذی الحجّہ کو منیٰ میں بڑے شیطان کو کنکر مارنا۔ پھر قربانی دینا، اور اِس کے بعد حلق یا تقصیر کرنا۔ شب ۱۱ و شب ۱۲ میں تینوں شیطانوں کو کنکر مارنا، مکّہ معظّمہ میں پہونچ کر طواف، نمازِ طواف، سعی، طواف النّسار، اور نمازِ طواف النّسار واجب ہے۔

"عُمرۂ تمتّع"

★★★★★

★ حجِ تمتّع کے پہلے حصّے کا نام "عمرۂ تمتّع" ہے۔ جو یکم شوّال سے ۹ ذی الحجّہ تک کسی بھی دن کیا جاسکتا ہے۔ اِس میں:-

مندرجہ ذیل افعال واجب ہیں :۔

"احرام" ۔ "طواف" ۔ "نمازِ طواف" ۔ "سعی" ۔ "تقصیر"

جیسا کہ اس کے قبل بھی عرض کیا گیا ، شریعت نے یہ فرمان نافذ کیا ہے کہ دنیا کا کوئی انسان بھی اگر مکہ معظمہ میں داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ احرام باندھے ۔ احرام کے بغیر اس شہرِ مقدس میں داخل ہونا حرام ہے ۔ [1]

اور احرام باندھنے کے لیے شریعت نے کچھ جگہیں بھی مقرر کی ہیں ۔ جن کو "میقات" کہا جاتا ہے ۔ کسی شخص کے لیے نہ میقات سے قبل احرام باندھنا صحیح ہے ، اور نہ احرام باندھے بغیر میقات سے گزرنا جائز ہے ۔

البتہ اگر کوئی شخص ایسے علاقوں سے آرہا ہے جو میقات سے نہیں گزرتے ، اور اس کے لیے میقات تک پہونچنا دشوار ہو ، تو شریعت نے اُسے اجازت دی ہے کہ وہ میقات پہونچنے سے قبل کسی جگہ سے بھی "نذر" کرکے احرام باندھ سکتا ہے ۔

(۱) احرام

مرد حضرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ بغیر سلے ہوئے دو کپڑوں

[1] البتہ اگر وہ شخص اسی اسلامی مہینے میں ایک دفعہ عمرہ ادا کر چکا ہے اور اب دوبارہ شہر میں داخل ہو رہا ہے تو وہ احرام کی پابندی سے مستثنیٰ ہے ۔

میں احرام باندھیں مستحب ہے کہ سوتی اور سفید ہوں، اور انھیں عرفِ عام میں" احرام " ہی کہا جاتا ہے۔

لیکن عورتیں، اپنے روزمرّہ کے لباس میں احرام باندھ سکتی ہیں۔ البتّہ بہتر یہ ہے کہ سفید سوتی لباس پہن کر احرام کی نیّت کریں برقعے اور چادر بھی سفید استعمال کرنا بہتر ہے .....

* " احرام باندھنے " کا طریقہ یہ ہے کہ احرام کا لباس پہننے کے بعد نیّت کریں کہ :

" میں احرام باندھتا (یا باندھتی ہوں) حجِ تمتّع کے عمرۂ تمتّع کے لیے برائے حجۃ الاسلام ۔ واجب قُربتاً اِلَی اللّٰہ "۔

اور یوں بھی نیّت کرسکتے ہیں کہ :

" میں حجِ تمتّع کے لیے عمرۂ تمتّع کا احرام باندھتا ۔ یا ۔ باندھتی ۔ ہوں، واجب قُربتاً اِلَی اللّٰہ "۔

اور نیّت کرتے ہی، فوراً مندرجہ ذیل جملوں کو صحیح طریقے سے ادا کریں ۔

" لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ (لَبَّیْكَ)

(نوٹ)

اِن الفاظ کی صحیح ادائیگی ضروری ہے۔ اِس لیے عازمینِ حج

اپنے وطن میں ہی تمام ضروری عربی عبارتوں کی اچھی طرح مشق کرلیں، تاکہ اُن کی عبادت صحیح ہوسکے۔

(۱)

مُستحَب ہے کہ "تلبیہ" کے مذکورہ بالا الفاظ ادا کرنے کے بعد یہ دعا بھی پڑھیں:۔

لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَمَامُهَا عَلَيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ دَاعِيًا إِلَى دَارِ السَّلَامِ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ غَافِرَ الذَّنْبِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ أَهْلَ التَّلْبِيَةِ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ نُبْدِئُ وَالْمَعَادُ إِلَيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ تَسْتَغْنِي وَيُفْتَقَرُ إِلَيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ مَرْهُوْبًا وَّمَرْغُوْبًا إِلَيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ۔ (إِلٰهَ الْخَلْقِ) لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ ذَا النَّعْمَاءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ الْجَمِيْلِ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ كَشَّافَ الْكُرَبِ الْعِظَامِ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدَيْكَ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ يَاكَرِيْمُ لَبَّيْكَ۔

(۲)

مندرجہ ذیل کلمات کو بھی زبان پر جاری کرنا اچھا ہے:۔

لَبَّیْکَ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ لَبَّیْکَ ۔ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَ ھٰذِہٖ مُتْعَۃٌ اِلَی الْحَجِّ لَبَّیْکَ ۔ لَبَّیْکَ اَھْلَ التَّلْبِیَۃِ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ تَلْبِیَۃً تَمَامُھَا وَبَلَاغُھَا عَلَیْکَ ۔

دورانِ راہ تلبیہ کے کلمات کو دُہراتے رہنا مستحب ہے۔

۷

احرام کی پابندیاں

* * * * * * *

"حالتِ احرام" میں انسان پر شریعت کی جانب سے بہت سی پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں، کیونکہ اب وہ اللہ کے خاص گھر کی طرف روانہ ہو رہا ہے، اور اُس عظیم ذات کردگار کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرنے والا ہے، جس کے حضور ساری کائنات سرنگوں ہے۔!

لہٰذا اُسے اب ایسی بہت سی باتوں سے پرہیز کرنا ہو گا جن سے خدا و رسول ؐ نے منع فرمایا ہے، اِن باتوں کو "احرام کے مُحرّمات" کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ باتیں جو احرام باندھنے کے بعد

خاص طور سے حرام ہو جاتی ہیں، وہ ۱۴ ہیں۔

(۱)

جنگلی جانوروں کا شکار کرنا یا کسی کو شکار کرنے لیے دِکھانا، یا کسی نے شکار کیا ہو تو اُسے اپنے قبضے میں رکھنا، یا اُس کا گوشت کھانا، یا شکاری کی مدد کرنا، یہ سب باتیں حرام ہیں۔ البتہ دریائی جانوروں کا شکار جائز ہے۔

(۲)

اپنی بیوی سے ہمبستری، بوس وکنار، لذّت آمیز لمس، بلکہ شہوت کی نگاہ سے دیکھنا بھی حرام ہے۔

(۳)

نکاح کرنا، نکاح پڑھنا، اور مشہور قول کے مطابق نکاح کے لیے گواہ بننا بھی منع ہے خواہ وہ شخص جس کا نکاح ہو رہا ہے حالتِ احرام میں ہو یا نہ ہو۔

(۴)

اِستمناء کرنا۔ (یعنی ہاتھ وغیرہ سے، کوشش کر کے منی نکالنا) حرام ہے۔ بلکہ کوئی بھی ایسا کام کرنا جو استمناء کا سبب بنے!

(۵)

خوشبو استعمال کرنا، یا جسم و لباس وغیرہ پر عطر ملنا جائز نہیں ہے، بلکہ اگر کوئی ایسا لباس ہو جس پر پہلے کسی وقت عطر لگایا تھا

اور اب بھی خوشبو آرہی ہو، اُس لباس کو بھی نہ پہنیں۔ ایسی غذا بھی نہ کھائیں جس میں کوئی خوشبو ڈالی گئی ہو۔ جیسے زعفران وغیرہ۔ البتہ خوشبودار پھل کھا سکتے ہیں لیکن اُسے سونگھنے سے پرہیز کریں۔

(۶)

مرد حضرات کے لیے سِلے ہوئے کپڑے یا اُس کی مانند مشین پر ڈھلے ہوئے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے، البتہ پیسے وغیرہ رکھنے کی تھیلی اگر سِلی ہوئی ہو تو اُسے ساتھ رکھنا جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اُس میں گرہ نہ ہو، اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ بغیر سِلی پیٹی خریدیں جو سرزمینِ حجاز میں عام طور سے، اسی مقصد کے لیے فروخت ہوتی ہیں۔

(۷)

ہر وہ سُرمہ جس سے زینت ہوتی ہے اُس کا لگانا حرام ہے، خواہ انسان زینت کے خیال سے لگائے یا زینت کے خیال کے بغیر لگائے۔

(۸)

آئینہ دیکھنا جائز نہیں ہے، جس کمرے میں رہائش پذیر ہیں، اگر وہاں آئینہ لگا ہو تو اُسے ہٹا دیں یا کپڑے وغیرہ سے چھپا دیں۔ عینک بھی اگر زینت کے لیے ہو، تو دورانِ احرام نہ لگائیں۔

(۹)

موزہ، جوتا اور ہر وہ چیز جس سے سارا پاؤں چھُپ جائے اُسے پہننا حرام ہے، البتہ یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے، عورتیں مُستثنیٰ ہیں۔ اُن کے لیے جائز ہے۔

(۱۰)

"فُسوق" یعنی گالی دینا، جھوٹ بولنا، اور فخر کرنا حرام ہے۔

(۱۱)

"جِدال" یعنی لفظ "اللہ" یا دوسری زبانوں میں جو اس کے مرادف الفاظ ہیں جیسے خدا، گاڈ وغیرہ ان کے ذریعہ قسم کھانا حرام ہے۔ البتہ بوقت ضرورت کسی حق کو ثابت کرنے یا باطل کی تردید کے لیے قسم کھانا جائز ہے۔

(۱۲)

جوں، چیلر وغیرہ۔ ایسے جانور جو بدن پر موجود ہوں، اُنھیں مارنا جسم سے ہٹانا، بلکہ بدن پر ایسی جگہ منتقل کرنا بھی جائز نہیں ہے جہاں سے اُن کے خود بخود گر جانے کا اندیشہ ہو۔

(۱۳)

زینت کے خیال سے انگوٹھی پہننا بھی حرام ہے، اور مہندی بھی نہ لگائیں، خواہ زینت کے خیال سے ہو یا اُس کے بغیر۔

(۱۴)

عورتوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ حالتِ احرام میں زینت کے لیے زیور پہنیں، بلکہ اگر زینت کے ارادے سے نہیں پہنا ہے لیکن پھر بھی اُس سے زینت ہو رہی ہو تب بھی اُنھیں نہ پہنیں (کیونکہ یہ واضح ہے کہ زیور پہننے سے بہر حال زینت ہوتی ہے)

(١٥)

بدن پر تیل کی مالش حرام ہے، اور خوشبودار تیل کا استعمال تو اُس وقت بھی ناجائز ہے جبکہ ابھی احرام نہ باندھا ہو، لیکن احرام باندھنے کا وقت اتنا قریب آچکا ہو کہ اگر تیل استعمال کریں تو اُس کا اثر احرام باندھنے کے وقت تک باقی رہے۔

(١٦)

جسم کے بال صاف کرنا جائز نہیں ہے، نہ اپنے بدن کے، نہ کسی اور کے بدن کے، نہ کم، نہ زیادہ، حتّٰی کہ ایک بال کاٹنا بھی حرام ہے۔ — البتّہ وضو یا غسل کرتے وقت، اگر خود سے کچھ بال گر جائیں، تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

(١٧)

مرد حضرات کے لیے جائز نہیں ہے کہ ٹوپی، رومال، تولیہ یا کسی چیز سے سر کو چھپائیں، یہاں تک کہ مٹی، پیال، مہندی وغیرہ سے بھی چھپانا جائز نہیں ہے، اور نہ پانی وغیرہ میں سر کو ڈبونا جائز ہے، اور نہ نہانے کے بعد کپڑے یا تولیہ وغیرہ سے سر یا اُس کا کوئی حصّہ خشک کرنا جائز ہے، اِسی طرح کوئی سامان سر پر نہ رکھیں، اور کانوں کو بھی نہ چھپائیں — سوتے وقت چہرہ چھپانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن سر اور کان کُھلے رکھیں۔ اگر غفلت میں سر پر کپڑا چلا جائے تو فوراً ہی ہٹا دیں، اور تلبیہ پڑھیں۔ آبشار (شاور) کے نیچے نہانا جائز ہے

لیکن ایسے آبشار کے نیچے جو پورے سر کو چھپا لے جائز نہیں ہے۔

(۱۸)

عورتوں کے لیے حالتِ احرام میں چہرے پر کپڑا ڈالنا، بلکہ احتیاط یہ ہے کہ پنکھا وغیرہ یا کسی بھی چیز سے چہرے کو نہ چھپائیں البتہ ہاتھوں سے چہرہ چھپانا جائز ہے۔ اسی طرح نامحرم سے پردے کے لیے چادر کو ناک، ٹھوڑی، بلکہ وقتِ ضرورت نیچے تک لا کر چہرے کو چھپانا بھی جائز ہے۔ البتہ اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ چادر کو ہاتھوں سے پکڑ کر اس طرح رکھیں کہ نامحرم کی نگاہ بھی چہرے پر نہ پڑے اور کپڑا بھی چہرے سے الگ رہے، ورنہ کفارہ واجب ہو سکتا ہے۔

(۱۹)

مرد حضرات کے لیے دورانِ سفر زیرِ سایہ چلنا جائز نہیں ہے۔ البتہ موجودہ دور کے بیشتر مجتہدین کے نزدیک یہ حکم دن کے لیے ہے، رات کو زیرِ سایہ سفر کرنا جائز ہے۔ اگر دن میں زیرِ سایہ سفر کریں گے تو کفارہ واجب ہوگا۔ ملحوظ رہے کہ یہ حکم صرف دورانِ سفر کا ہے، جب قیام پذیر ہوں تو مکان یا کسی ساکن چیز کے سایہ میں چلنا جائز ہے۔

(۲۰)

اپنے جسم سے خون نکالنا جائز نہیں ہے، خواہ کتنی ہی مختصر مقدار میں ہو۔ اس لیے اگر اندیشہ ہو کہ جسم کھجلانے سے خون نکل آئے گا

تو نہ کھجلائیں، البتہ اگر خارش وغیرہ کی وجہ سے سخت تکلیف ہو رہی ہو تو کھجلا سکتے ہیں۔

(۲۱)

"ناخن کٹوانا" حالتِ احرام میں ناجائز ہے، چاہے کسی بھی چیز سے ہو۔ حتیٰ کہ دانتوں سے کترنا بھی حرام ہے۔ البتہ اگر آدھا ناخن اُکھڑ کر گر گیا ہو اور باقی تکلیف دے رہا ہو تو اُسے جدا کر دیں (اور احتیاطاً تین پاؤ گندم کفّارہ دیں۔)

(۲۲)

احتیاط یہ ہے کہ خون نکلے یا نہ نکلے، دانت نکلوانا حرام ہے اور اُس کا کفّارہ ایک بکرا ہے۔

(۲۳)

حرم میں اُگے ہوئے درخت یا گھاس کو نوچنا یا کاٹنا حالتِ احرام میں بھی حرام ہے اور اُس کے بغیر بھی۔!

(۲۴)

اسلحہ اور سامانِ جنگ ساتھ لے کر چلنا حرام ہے۔ احوط یہ ہے کہ بندوق، تلوار، نیزہ وغیرہ سے لیس ہو کر نہ چلے

•

حالتِ احرام میں مذکورہ بالا "۲۴" باتوں کی پابندی لازمی ہے۔ اور احرام باندھنے والے شخص پر واجب ہے کہ ان سب باتوں سے بچنے

کی نیت کرے۔ جس کے لیے صرف اتنا قصد کر لینا بھی کافی ہے کہ:

"جو چیزیں حالتِ احرام میں مجھ پر حرام ہیں، میں اُن میں سے کسی کو بھی انجام نہیں دوں گا۔ قُربتاً اِلَی اللّٰہ"۔

(۲) "طواف"

* * * * *

عُمرہ کے اعمال میں دوسرا فریضہ مکّہ معظّمہ پہونچنے کے بعد خانۂ خدا کا "طواف" ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے کہ:۔

"وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ"

(اور لوگوں کو خانۂ کعبہ کا طواف کرنا چاہیئے۔)

اور چونکہ طواف بھی ایک عبادت ہے اِس لیے مندرجہ ذیل شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اُن کے بغیر طواف صحیح نہیں ہوگا۔

۱:۔ نیّت کریں کہ: "میں حجۃُ الاسلام کے عُمرۂ تمتّع کے لیے سات مرتبہ خانۂ کعبہ کے گرد گھوم کر طواف بجا لاتا ہوں قُربتاً اِلَی اللّٰہ"

اور اگر کسی کی نیابت میں حج کر رہے ہیں تو دل میں اُس شخص کا نام لیں کہ: "میں یہ طواف فلاں شخص کی نیابت میں بجا لا رہا ہوں"۔

۲:۔ حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر سے پاک ہوں۔ کیونکہ نہ تو وضو کے بغیر طواف جائز ہے، نہ حالتِ حیض و نفاس و جنابت وغیرہ میں۔

۳ :۔ بدن اور لباس کو بھی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا چاہیئے۔

۴ :۔ طواف کرنے والے کے لباس میں اُن تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے جو نمازی کے لباس میں واجب ہیں، اور زخم و پھوڑے وغیرہ کا مختصر خون جو نماز میں معاف ہے، وہ طواف میں معاف نہیں ہے۔

۵ :۔ طواف کرنے والے مرد کے لیے ضروری ہے کہ اُس کا ختنہ ہو چکا ہو۔ یہاں تک کہ نابالغ لڑکوں کے لیے بھی احتیاطاً یہی حکم ہے۔

اور

مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ جب طواف شروع کریں تو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا واجب ہے :۔

(۱) نیت کر کے حجرِ اسود کے پاس سے اِس طرح طواف شروع کریں کہ پورا حجرِ اسود طواف میں شامل رہے۔

(۲) پے در پے سات چکر لگائیں (ہر چکر کو شوط کہتے ہیں۔) طواف میں سات شوط سے نہ کم ہونا چاہیئے نہ زیادہ۔

(۳) ہر "شوط" حجرِ اسود سے شروع ہو کر اُسی پر ختم ہونا چاہیئے البتہ آخری شوط میں احتیاطاً، حجرِ اسود سے تھوڑا سا آگے بڑھ جائیں تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ حجرِ اسود اس شوط میں بھی پورے طور پر شامل ہو گیا ہے، لیکن آگے بڑھتے وقت نیت یہی ہونی چاہیئے کہ میں حجرِ اسود پر طواف ختم کرتا ہوں۔

(۴) پورے طواف کے دوران خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف ہونا چاہیئے

اگر کسی وقت ارکان وغیرہ کا بوسہ لینے کے لیے رُخ موڑا، یا سخت بھیڑ کی وجہ سے قبلہ کی طرف پشت ہوگئی، یا داہنے ہاتھ کی طرف ہوگیا، یا اِس طرح مُڑ گیا کہ خانۂ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف نہ رہا، تو اُتنا حصّہ صحیح طریقے سے دُہرا لینا چاہیئے۔

(۵):۔ "حجرِ اسماعیل" کے باہر سے طواف کریں، اُس کے اندر داخل نہ ہوں۔

(۶):۔ جہاں تک ممکن ہو خانۂ کعبہ اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہی رہیں، البتّہ اگر مجمع اتنا زیادہ ہو کہ مقامِ ابراہیم سے اندر رہتے ہوئے طواف کرنا ممکن نہ ہو تو باہر سے بھی کر سکتے ہیں۔

(۷) طواف کرتے ہوئے خانۂ کعبہ کے اندر یا چھجے کے نیچے اُس ترچھی جگہ کے اوپر جانا صحیح نہیں ہے جسے "شاذروان" کہتے ہیں۔

⊙

چند مسائل

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

۱ بعض حضرات طواف کے دوران اپنے کاندھوں کو ٹھیک رکھنے کے لیے اِس طرح آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں کہ لوگوں کو انگشت نمائی کا موقع ملتا ہے، یہ فعل خلافِ احتیاط ہے اور اِس سے طواف کے باطل ہونے کا اندیشہ بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ اِس لیے بہتر یہی ہے کہ آگے پیچھے یا داہنے بائیں مُڑے بغیر خانۂ کعبہ کے اِردگرد گھومتے رہیں یہاں تک کہ چکّر پورے ہوجائیں۔

۲ :۔ اگر کوئی شخص حرم میں بھیڑ کی وجہ سے ریلے کے اندر آ گیا اور پھر بے اختیاری طور پر گھومتا چلا جائے، تو اُس کا یہ طواف کافی نہیں ہے — ضروری ہے کہ ٹھہر کر پورے سکون سے نیّت کرے اور حجرِ اسود کے پاس سے اپنے ارادے اور اختیار سے طواف شروع کرے، اور ۷ شوط پورے کرکے حجرِ اسود پر ہی ختم کرے۔

۳ :۔ واجبی طواف کو، حتیّ المقدور، کسی عذر کے بغیر نہ توڑیں۔ البتّہ انتہائی مجبوری کی صورت میں توڑ سکتے ہیں۔ اِسی طرح اگر طواف کے دوران یاد آئے کہ پنجگانہ واجب نمازوں میں سے کوئی نماز ابھی ادا نہیں کی ہے اور اُس کا وقت تنگ ہو چکا ہے، تو طواف روک کر پہلے وہ نمازِ واجب ادا کریں، پھر طواف کریں۔ اور جس جگہ طواف روکا تھا، وہاں اگر ۴ شوط یا اِس سے زیادہ ہو چکے تھے، تب تو نماز کے بعد باقی شوط پورے کرکے اُسی طواف کو مکمل کر لیں، لیکن اگر ۴ شوط سے کم ہوئے تھے تو دوبارہ طواف کریں۔ اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ۳½ چکّر پورے ہو چکے تھے تو اُس طواف کو مکمّل کرکے اُس کی نماز پڑھیں، پھر ایک اور طواف کریں، اور اس کی بھی نماز پڑھیں۔

۴ :۔ اگر طواف سے فارغ ہو کر وہاں سے ہٹنے کے بعد شک ہو کہ کتنے چکّر لگائے، تو اُس شک کی پرواہ نہ کریں، طواف کو صحیح سمجھیں۔

۵ :۔ اگر اِس بات کا یقین ہو کہ، شوط تو ضرور پورے کیے ہیں، البتّہ

شک ہو کہ کہیں آٹھ تو نہیں ہو گئے، تو اس شک کا لحاظ نہ کریں اور طواف کو صحیح سمجھیں ـــ لیکن اگر شوط پورا ہونے سے قبل یہ شک ہو جائے کہ یہ چکر جو میں لگا رہا ہوں، ساتواں ہے یا آٹھواں ؟۔ اور غور کرنے کے باوجود کچھ یاد نہ آئے تو یہ طواف باطل ہے، اور احتیاط یہ ہے کہ اِس کو مکمّل کریں۔ اور پھر از سرِ نو، پورا طواف دوبارہ بجالائیں۔

۶ :۔ اگر شوط کے عدد میں شک ہو جائے کہ، یہ چھٹا شوط ہے، یا ساتواں۔ پانچواں شوط ہے یا چھٹا؟ یا یہ شبہ ہو جائے کہ طواف میں یا تو ایک شوط کم رہ گیا ہے، یا زیادہ ہو گیا ہے۔ یعنی یہ کہ یہ چھٹا شوط ہے یا آٹھواں ؟۔ تو اِن تمام صورتوں میں طواف باطل ہے۔ اور گمان کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے !

۷ :۔ اگر وضو کے بغیر، یا ناپاکی کی حالت میں طواف کیا ہو تو خواہ عمداً ایسا کیا ہو یا سہواً، غفلت کی وجہ سے ہو یا مسئلہ سے ناواقفیت کی بناء پر، ہر صورت میں طواف باطل ہے۔

۸ :۔ طواف کے دوران دعاء، ذکر یا تلاوت میں مشغول رہنا مستحب ہے اور بات چیت کرنا، ہنسنا اور شعر پڑھنا مکروہ ہے۔

۹ :۔ جس شخص کو بہت زیادہ شک کرنے کی بیماری ہو اگر اُسے شوط کے عدد میں شک ہو تو کوئی پرواہ نہ کرے۔ البتّہ احتیاط یہ ہے کہ کسی کو آمادہ کرے کہ وہ اُس کے شوط گنتا رہے۔

مستحباتِ طواف

* * * * * * *

دورانِ طواف، مندرجہ ذیل باتیں مستحب ہیں:

(۱) :۔ ننگے پاؤں طواف کریں، اور طواف کے دوران اپنی رفتار درمیانی رکھیں۔

(۲) :۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جو دورانِ نماز مکروہ ہے۔ جیسے جماہی لینا، چھینکنا، کھکارنا وغیرہ۔

(۳) :۔ زوالِ آفتاب کے وقت طواف کریں۔

(۴) :۔ طواف کے دوران، نگاہیں نیچی رکھیں، اِدھر اُدھر نہ دیکھیں۔

(۵) :۔ خانۂ کعبہ سے نزدیک رہنے کی کوشش کریں۔

(۶) :۔ کوشش کریں کہ آپ کی پوری توجّہ خداوندِ عالم کی عظمت وجلالت کی طرف رہے۔

(۷) :۔ دورانِ طواف اپنی مغفرت اور عافیت کے بخیر ہونے کی دعاء مانگیں۔

(۸) :۔ دورانِ طواف دعاء و ذکرِ خدا میں مشغول رہیں، اور اگر ممکن ہو تو مندرجہ ذیل دعائیں پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ يُمْشٰى بِهٖ عَلٰى ظُلَلِ الْمَآءِ كَمَا يُمْشٰى بِهٖ

عَلٰی حُدُدِ الْاَرْضِ، وَاَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ تَهْتَزُّ لَهٗ اَقْدَامُ مَلٰٓئِكَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ دَعَاكَ بِهٖ مُوْسٰی مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ فَاسْتَجَبْتَ لَهٗ وَاَلْقَیْتَ عَلَیْهِ مَحَبَّةً مِّنْكَ، وَاَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الَّذِیْ غَفَرْتَ بِهٖ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَاَتْمَمْتَ عَلَیْهِ نِعْمَتَكَ اَنْ

اِس کے بعد اپنی حاجت طلب کریں، اور مستحب ہے کہ دورانِ طواف یہ کہتے رہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اِلَیْكَ فَقِیْرٌ، وَاِنِّیْ خَآئِفٌ مُّسْتَجِیْرٌ فَلَا تُغَیِّرْ جِسْمِیْ وَلَا تُبَدِّلْ اِسْمِیْ

دعا

مستحب ہے کہ ہر شوط میں جب خانۂ کعبہ کے دروازے کے پاس پہونچیں تو دُرود پڑھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

سَآئِلُكَ فَقِیْرُكَ مِسْكِیْنُكَ بِبَابِكَ، فَتَصَدَّقْ عَلَیْهِ بِالْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ الْبَیْتُ بَیْتُكَ وَالْحَرَمُ حَرَمُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِ بِكَ الْمُسْتَجِیْرِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاَعْتِقْنِیْ

وَوَالِدَیَّ وَاَھْلِیْ وَوُلْدِیْ وَاِخْوَانِی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ النَّارِ یَا جَوَادُ یَا کَرِیْمُ۔

اور جب حجرِ اسماعیلؑ اور میزابِ طلا (سونے کے پرنالے) پر نگاہ پڑے، تو مندرجہ ذیل دعاء پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّۃَ وَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ وَعَافِنِیْ مِنَ السُّقْمِ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنَ الرِّزْقِ الْحَلَالِ، وَادْرَأْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، وَشَرَّ فَسَقَۃِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ

اور جب خانۂ کعبہ کی پُشت (مغربی دیوار) کی طرف پہونچیں، تو یہ دعاء پڑھیں:۔

یَا ذَا الْمَنِّ وَالطَّوْلِ، یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْہُ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ •

اور جب رُکنِ یمانی تک پہونچیں تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر یہ دعاء مانگیں:

یَا اَللّٰہُ، یَا وَلِیَّ الْعَافِیَۃِ وَخَالِقَ الْعَافِیَۃِ وَرَازِقَ الْعَافِیَۃِ، وَالْمُنْعِمُ بِالْعَافِیَۃِ وَالْمُتَفَضِّلُ بِالْعَافِیَۃِ عَلَیَّ وَعَلٰی جَمِیْعِ

خَلْقِكَ ، يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَارْزُقْنَا الْعَافِيَةَ
وَتَمَامَ الْعَافِيَةِ وَشُكْرَ الْعَافِيَةِ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

★ پھر سر اُٹھا کر خانۂ کعبہ پر نظر کریں، اور یہ دعا پڑھیں :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ شَرَّفَكِ وَعَظَّمَكِ ،
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَعَثَ مُحَمَّدًا نَبِيًّا ، وَجَعَلَ
عَلِيًّا اِمَامًا ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهٗ خِيَارَ خَلْقِكَ
وَجَنِّبْهُ شِرَارَ خَلْقِكَ ٥

★ اور رُکنِ یمانی و حجرِ اسود کے درمیان یہ پڑھیں :

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥

۷

★ اور جب ساتویں شوط میں مستجار تک پہونچیں جو خانۂ کعبہ کے دروازے کی پُشت پر ہے تو ... یہ دعا پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ اَلْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ
وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ ، اَللّٰهُمَّ
مِنْ قِبَلِكَ الرَّوْحُ وَالْفَرَجُ وَالْعَافِيَةُ ۔ اَللّٰهُمَّ
اِنَّ عَمَلِيْ ضَعِيْفٌ فَضَاعِفْهُ لِيْ وَاغْفِرْ لِيْ

مَا اطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنِّيْ وَخَفِيَ عَلٰى خَلْقِكَ اَسْتَجِيْرُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ۔

★ اور یہ دعا بھی پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ اِنَّ عِنْدِيْ اَفْوَاجًا مِّنْ ذُنُوْبٍ وَاَفْوَاجًا مِّنْ خَطَايَا ، وَعِنْدَكَ اَفْوَاجٌ مِّنْ رَحْمَةٍ ، وَاَفْوَاجٌ مِّنْ مَغْفِرَةٍ ، يَا مَنِ اسْتَجَابَ لِاَبْغَضِ خَلْقِهِ اِذْ قَالَ : " اَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ اِسْتَجِبْ لِيْ ۔

★ پھر اپنی حاجتیں طلب کریں ، اور جب حجرِ اسود کے نزدیک پہونچیں تو یہ دعا پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ ، وَبَارِكْ فِيْمَا اٰتَيْتَنِيْ ۔

•

③ : نمازِ طواف :

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ طواف کو صحیح طور سے بجالانے کے بعد بلا تاخیر دو رکعت نمازِ طواف پڑھنا واجب ہے ، جو صبح کی نماز کی طرح پڑھی جائے گی ۔
نیت یہ ہوگی کہ : " میں " عمرۂ تمتّع " کے طواف کی دو رکعت نماز پڑھتا ہوں ، واجب قربتاً اِلَی اللہ ۔

اِس نماز کو مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے پڑھنا واجب ہے۔ البتّہ اگر وہاں ممکن نہ ہو سکے تو پیچھے جہاں بھی قریب سے قریب تر جگہ ملے۔

اور یہ نماز طواف کے فوراً بعد صحیح قرأت کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے[1]

اگر قرأت وغیرہ صحیح کرنے میں لاپروائی برتی، یہاں تک کہ وقتِ نماز تنگ ہو گیا تو احتیاط یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو نمازِ طواف پڑھیں اور کوشش کریں کہ کسی ایسے شخص کے ساتھ باجماعت پڑھ لیں جس کی قراءت صحیح ہو، اور کسی شخص کو نائب بنائیں جو اُن کی نیابت میں یہ نماز صحیح طور پر ادا کر دے۔

البتّہ اگر قراءت صحیح کرنے کی حتّی الامکان کوشش کی تھی لیکن ادائیگی صحیح نہ ہو سکی، تو جس طرح ممکن ہو نماز ادا کر لیں۔ صرف کسی کو نائب بنا دینا کافی نہیں ہے، بلکہ جن صورتوں میں نائب بنانے کی اجازت ہے اُن میں بھی یہ حکم ہے کہ خود بھی پڑھیں اور نائب سے بھی پڑھوائیں۔

مستحب یہ ہے کہ اِس نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد سورۂ قُل ہو اللہ احد، اور دوسری رکعت میں سورۂ الحمد کے بعد سورۂ قُل یا ایہا الکافرون پڑھیں۔

---

[1] حج کے لیے جانے والے حضرات وطن میں ہی کسی عالمِ دین کی رہنمائی میں اپنی نماز وغیرہ کی قرأت صحیح کرالیں، ورنہ حج باطل ہو سکتا ہے۔

④ : "سعی"

* * * * *

عُمرۂ تمتُّع کے فرائض میں سے چوتھا فریضہ "سعی" ہے۔ یعنی صفا و مروہ نامی دو پہاڑی ٹیلوں کے درمیان سات مرتبہ آنا اور جانا، جس کی نیّت یہ ہوگی کہ:

"صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہوں ۷ شَوط عمرۂ تمتُّع کے لیے برائے حجّۃ الاسلام واجب قُربتًا اِلَی اللّٰہ"

یہ نیّت کرنے کے بعد وہ صفا سے سعی شروع کریں اور مروہ کی طرف چلیں۔ جب مروہ پر پہونچیں گے تو ایک شَوط مکمّل ہو جائے گا، اور جب مروہ سے صفا کی طرف واپس آئیں گے تو دوسرا شَوط مکمّل ہو گا۔ اِسی طرح آتے جاتے رہیں۔ اس ترتیب سے جب صفا سے چوتھی مرتبہ مروہ کے لیے روانہ ہوں گے تو یہ ساتواں شَوط ہوگا، جو مروہ پر ختم ہوگا، اور اسی کے ساتھ سعی مکمّل ہو جائے گی۔

سعی کے دوران اِسی طرح مناسب رفتار سے چلنا چاہیئے جس طرح سب لوگ چلتے ہوئے نظر آئیں، رُخ سامنے کی طرف رہنا چاہیئے۔ البتّہ کسی ضرورت کے تحت اگر داہنے بائیں وغیرہ دیکھنا یا مُڑنا پڑجائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

صفا و مروہ کے درمیان (سعی کے دوران) اگر تھکن وغیرہ کی وجہ سے کہیں بیٹھنا چاہیں تو جائز ہے۔

"سعی" پیدل بھی کی جا سکتی ہے اور گاڑی پر بھی۔ البتہ بہتر ہے کہ پیدل چلیں اور ذکرِ خدا میں مصروف رہیں۔

"سعی کے مستحبات"

* * * * * * *

۱:۔ مستحب ہے کہ نمازِ طواف سے فارغ ہونے کے بعد "سعی" کے لیے کوہِ صفا کی طرف جاتے ہوئے چاہِ زمزم کے پاس جائیں، پھر آبِ زمزم پیئیں اور کچھ اپنے سر اور جسم پر ڈالیں اور یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَّ سُقْمٍ۔"

۲:۔ پھر کوہِ صفا پر پہونچ کر خانۂ کعبہ کی طرف منھ کر کے خدا کی حمد و ثناء کریں۔ اُس کی نعمتوں کو یاد کریں اور یہ دعائیں پڑھیں:

۷ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ۷ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ ۷ مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ .... پھر

تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

"لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَـهٗ، لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَيُمِيْتُ وَيُحْيِيْ، وَهُوَحَيٌّ لَّايَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔"

★ اس کے بعد محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجیں اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَبْلَانَا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَيِّ الدَّآئِمِ ۔

★ اس کے بعد تین مرتبہ یہ پڑھیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، لَانَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔

★ اس کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْيَقِيْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔

★ پھر تین بار یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ •

★ اس کے بعد

ایک سو مرتبہ : لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

ایک سو مرتبہ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ـــ اور

ایک سو مرتبہ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ـ کہیں ـ

★ پھر یہ دعاء پڑھیں :

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَحْدَهٗ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ظُلْمَةِ الْقَبْرِ وَوَحْشَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ •

۳ :ـ اپنے اہل وعیال ، مال ، دین ونفس کو اللہ کے سپرد کرنے کی بار بار تکرار کریں ، پھر یہ دعاء پڑھیں :

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُهٗ دِیْنِیْ وَاَهْلِیْ ، اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنِیْ عَلٰی كِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِیِّكَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الْفِتْنَةِ

۴:۔ خانۂ کعبہ کی طرف رُخ کرکے اِس دعاء کو پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ قَطُّ فَاِنْ عُدْتُ فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ، اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِيْ مَا اَنْتَ اَهْلُهُ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْعَلْ بِيْ مَا اَنْتَ اَهْلُهُ تَرْحَمْنِيْ وَاِنْ تُعَذِّبْنِيْ فَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِيْ وَاَنَا مُحْتَاجٌ اِلٰى رَحْمَتِكَ ، فَيَا مَنْ اَنَا مُحْتَاجٌ اِلٰى رَحْمَتِهِ ارْحَمْنِيْ اَللّٰهُمَّ لَا تَفْعَلْ بِيْ مَا اَنَا اَهْلُهُ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْعَلْ بِيْ مَا اَنَا اَهْلُهُ تُعَذِّبْنِيْ وَلَمْ تَظْلِمْنِيْ۔ اَصْبَحْتُ اَتَّقِيْ عَدْلَكَ وَلَا اَخَافُ جَوْرَكَ فَيَا مَنْ هُوَ عَدْلٌ لَا يَجُوْرُ ارْحَمْنِيْ ۔

★ اس کے بعد یہ کہیں :۔

يَا مَنْ لَا يَخِيْبُ سَائِلُهُ وَلَا يَنْفَدُ نَائِلُهُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ ۔

۵:۔ پھر صفا سے اُترتے ہوئے، قبلہ کی طرف رُخ کرکے یہ دعاء پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَتِهِ وَغُرْبَتِهِ وَ وَحْشَتِهِ وَظُلْمَتِهِ وَضِيْقِهِ

وَضَنْکِہٖ ، اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ فِیْ ظِلِّ عَرْشِكَ
یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ ۔

★ اس کے بعد یہ دعا پڑھیں :

یَا رَبَّ الْعَفْوِ یَا مَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ یَا مَنْ
ھُوَ اَوْلٰی بِالْعَفْوِ ، یَا مَنْ یُّثِیْبُ عَلَی الْعَفْوِ
اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ اَلْعَفْوَ یَا جَوَادُ یَا کَرِیْمُ
یَا قَرِیْبُ یَا بَعِیْدُ اُرْدُدْ عَلَیَّ نِعْمَتَكَ
وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِطَاعَتِكَ وَمَرْضَاتِكَ

۶۹

۶ :۔ مستحب ہے کہ سعی پیدل کریں، اور جس جگہ آج کل سبز روشنیاں لگی ہوتی ہیں، وہاں پہونچ کر ہرولہ کریں اور یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّاَھْلِ بَیْتِہٖ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ
وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَجَلُّ
الْاَکْرَمُ ، وَاھْدِنِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ ، اَللّٰھُمَّ
اِنَّ عَمَلِیْ ضَعِیْفٌ فَضَاعِفْہُ لِیْ ، وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ
اَللّٰھُمَّ لَكَ سَعْیِیْ وَبِكَ حَوْلِیْ وَقُوَّتِیْ تَقَبَّلْ
مِنِّیْ عَمَلِیْ یَا مَنْ یَّتَقَبَّلُ عَمَلَ الْمُتَّقِیْنَ ۔

یہ دعا پڑھیں :

یَا ذَا الْمَنِّ وَالْفَضْلِ وَالْکَرَمِ وَالنَّعْمَآءِ وَالْجُوْدِ اِغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔

۷ :۔ جب مروہ پر پہونچیں تو اُن تمام دُعاؤں کو پڑھنے کی کوشش کریں جو صفا پر پڑھ چکے ہیں (لیکن اگر مجمع کی کثرت کی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو جو ذکرِ خدا ممکن ہو کریں) اور یہ دعا پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ اَمَرَ بِالْعَفْوِ، یَا مَنْ یُّحِبُّ الْعَفْوَ یَا مَنْ یُّعْطِیْ عَلَی الْعَفْوِ یَا مَنْ یَّعْفُوْ عَلَی الْعَفْوِ یَا رَبَّ الْعَفْوِ، اَلْعَفْوُ اَلْعَفْوُ اَلْعَفْوُ ۔

۸ :۔ کوشش کریں کہ دورانِ سعی آنسو نکل آئیں ــــ اور مندرجہ ذیل دعا زیادہ پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَّصِدْقَ النِّیَّةِ فِی التَّوَكُّلِ عَلَیْكَ ۔

⑤ ”تقصیر“ :

★ ★ ★ ★ ★ ★

عُمرۂ تمتُّع کا پانچواں فریضہ تقصیر ہے ــــ سعی سے فارغ ہونے کے بعد اس عمل کو انجام دینا ہے ـ جس کا طریقہ یہ ہے کہ

پہلے یہ نیّت کریں کہ:

"میں عُمرۂ تمتّع کے احرام سے فارغ ہونے کے لیے تقصیر کرتا ہوں۔ واجب قربتاً اِلَی اللہ۔"

نیّت کرنے کے بعد سر یا داڑھی مونچھ کے تھوڑے سے بال کاٹ لیں، یا ناخن تراش لیں۔

اِس عمل کو تقصیر کہتے ہیں جس کو انجام دینے کے بعد عمرہ مکمّل ہو جاتا ہے، احرام کی ذمّہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں اور انسان روزمرّہ کے کپڑے پہن کر مکّہ معظّمہ میں زندگی گذار سکتا ہے۔ لیکن اب ۸ ذی الحجّہ تک مکّہ سے باہر نہیں جا سکتے، نہ کوئی عمرہ کر سکتے ہیں۔

⊙

چند مسائل

★ ★ ★ ★ ★ ★

★ خواتین کے لیے بہتر یہی ہے کہ اپنے ساتھ وہ دوائیں بھی رکھیں جن کے ذریعہ سے "مجبوری کے ایّام" کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ تاکہ حج کے دوران حسبِ ضرورت استعمال کر سکیں، اور اُنھیں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

٥ — لیکن اگر ایسا نہ کر سکتی ہوں اور حالتِ احرام ہی میں یا اس کے بعد ماہواری وغیرہ شروع ہو جائے تو چونکہ ایسی حالت میں حرم کے اندر جانا

حرام ہے اِس لیے انتظار کرنا چاہیئے، جب پاک ہوں تو سارے اعمال بجالائیں۔

•۔۔ اگر اِس ناپاکی کے دوران ہی عرفات جانے کا وقت آجائے، تو

اگر احرام باندھنے سے قبل یا احرام باندھتے وقت ہی "مجبوری کے ایام" شروع ہوئے تھے تو اُن کا یہ حج "حجِ اِفراد" میں تبدیل ہوجائے گا، اب اُسی احرام سے عرفات چلی جائیں، اور حج کے تمام اعمال بجالائیں، اور حج کے بعد ایک عمرۂ مُفردہ کریں۔

اور اگر احرام باندھنے کے بعد "مجبوری کے ایام" شروع ہوئے ہوں تو اُن کو اختیار ہے کہ چاہیں تو حجِ اِفراد بجالائیں، جیسا کہ اوپر گذرا، اور چاہیں تو عمرۂ تمتّع کی سعی و تقصیر کرلیں۔ طواف اور اُس کی نماز نہ بجالائیں اور حج کا احرام باندھ کر عرفات چلی جائیں، پھر جب اعمالِ حج سے فارغ ہوجائیں تو مکّہ معظّمہ پہونچ کر پاک ہونے کے بعد، پہلے تو عمرہ کا طواف کرکے اُس کی نماز پڑھ لیں، اس کے بعد حج کا طواف کریں، اور اُس کی نماز پڑھیں۔

•۔۔ عمرۂ تمتّع میں طواف النساء واجب نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ تقصیر کے بعد احتیاطاً طواف النساء کرکے دو رکعت نمازِ طواف پڑھ لیں۔

خلاصہ:

عُمرۂ تمتُّع میں پانچ چیزیں واجب ہیں:

•:۔ احرام باندھنا، •:۔ طواف کرنا۔

•:۔ نمازِ طواف بجالانا •:۔ سعی انجام دینا۔ اور

•:۔ تقصیر کرنا۔

⁘ اعمالِ حج ⁘

* * * * *

★ "احرام" ـ "وقوفِ عرفات" ـ "وقوفِ مُزدلفہ" ـ "مِنیٰ میں رمی جمرہ" ـ "قربانی" ـ "حلق ـ تقصیر" ـ "مکّہ معظّمہ پہونچ کر طواف زیارت" ـ "نمازِ طواف" ـ "سعی" ـ "طواف النّساء" ـ "نماز طواف النّساء" ـ "مِنیٰ میں قیام" ـ "رمی جمرات" ـ واپسی!

جیساکہ اِس کے قبل گذر چکا ہے:

"حجِ تمتُّع" دو حصّوں پر مشتمل ہے (۱) عمرہ (۲) حج ۔ اِس عمرہ کو عمرۂ تمتُّع اور حج کو حجِ تمتّع کہا جاتا ہے ۔ اِس لحاظ سے "حجِ تمتُّع" ـ پورے عمل کا بھی نام ہے ، اور اِس حج کے دوسرے حصّے کا بھی ۔ جس میں مندرجہ ذیل اُمور واجب ہیں ۔

◉

① :ـ احرام ـ:

* * * * *

جس کے شرائط و احکام بعینہٖ وہی ہیں جو عمرہ کے سلسلہ میں بیان کیے جا چکے ہیں ، فرق صرف یہ ہے کہ وہ احرام میقات سے باندھنا تھا اور اُس کی نیّت یہ تھی کہ عمرہ تمتّع کا احرام باندھتا ہوں ۔

جبکہ یہ احرام مکّہ معظّمہ ہی میں اپنی رہائش گاہ یا حرم کے اندر جاکر باندھنا ہے ، اور اس کی نیّت یہ ہوگی کہ :

" احرام باندھتا ہوں حجِ تمتّع کے لیے برائے حجۃ الاسلام واجب قُربتاً اِلی اللہ "

مستحب ہے کہ :

احرام باندھنے سے قبل غسل کریں اور یہ دعاء پڑھیں :

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِيْ نُوْرًا وَّطَهُوْرًا وَّحِرْزًا وَّ اَمْنًا مِّنْ كُلِّ خَوْفٍ وَّ شِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ وَّ سُقْمٍ ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ وَ طَهِّرْ قَلْبِيْ وَ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ اَجْرِ عَلٰى لِسَانِيْ مَحَبَّتَكَ وَمِدْحَتَكَ وَ الثَّنَآءَ عَلَيْكَ فَاِنَّهٗ لَا قُوَّةَ لِيْ اِلَّا بِكَ وَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ قِوَامَ دِيْنِيْ اَلتَّسْلِيْمُ لَكَ وَ الْاِتِّبَاعُ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ ٠

★ اور احرام کے کپڑے پہنتے وقت یہ دعاء پڑھیں :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَزَقَنِيْ مَآ اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَ اُؤَدِّيْ فِيْهِ فَرْضِيْ وَ اَعْبُدُ فِيْهِ رَبِّيْ وَ اَنْتَهِيْ فِيْهِ اِلٰى مَآ اَمَرَنِيْ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَصَدْتُهٗ فَبَلَّغَنِيْ وَ اَرَدْتُهٗ فَاَعَانَنِيْ

وَقَبِلَنِي وَلَمْ يَقْطَعْ بِي، وَجْهَهُ أَرَدْتُ فَسَلِّمْنِي فَهُوَ حِصْنِي وَكَهْفِي وَحِرْزِي وَظَهْرِي وَمَلَاذِي وَرَجَائِي وَمَنْجَائِي وَذُخْرِي وَعُدَّتِي فِي شِدَّتِي وَرَخَائِي۔

★ پھر دو دو رکعت کر کے چھ رکعت۔ یا کم از کم دو رکعت نماز پڑھیں، اور اس کے بعد یہ دعا، پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَنِي مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَكَ وَآمَنَ بِوَعْدِكَ وَاتَّبَعَ أَمْرَكَ فَإِنِّي عَبْدُكَ وَفِي قَبْضَتِكَ لَا أُوقَى إِلَّا مَا وَقَيْتَ وَلَا آخُذُ إِلَّا مَا أَعْطَيْتَ وَقَدْ ذَكَرْتَ الْحَجَّ فَأَسْأَلُكَ أَنْ تَعْزِمَ لِي عَلَيْهِ عَلَى كِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَتُقَوِّيَنِي عَلَى مَا ضَعُفْتُ وَتُسَلِّمَ لِي مَنَاسِكِي فِي يُسْرٍ مِنْكَ وَعَافِيَةٍ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَفْدِكَ الَّذِي رَضِيتَ وَارْتَضَيْتَ وَسَمَّيْتَ وَكَتَبْتَ،

اَللّٰهُمَّ إِنِّي خَرَجْتُ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَأَنْفَقْتُ مَالِي ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، اَللّٰهُمَّ فَتَمِّمْ لِي حَجَّتِي وَعُمْرَتِي۔

★ مستحب ہے کہ حج کا احرام خانۂ کعبہ کے قریب جا کر مقام ابراہیم

یا حجرِ اسماعیلؑ کے پاس باندھیں۔ (عملاً چونکہ حرم مقدّس میں لباس کی تبدیلی ممکن نہیں ہوتی، اس لیے اپنی رہائش گاہ پر لباسِ احرام پہن کر حرم جائیں اور مقامِ ابراہیمؑ یا حجرِ اسماعیلؑ کے پاس نماز پڑھ کر احرام باندھنے کی نیّت کریں اور تلبیہ پڑھیں)۔

ملحوظ رہے کہ: حج کا احرام باندھنے کے بعد اب کوئی مستحبی طواف نہیں کرنا چاہیئے۔

۲: عرفات کا وُقوف:

* * * * * * *

"حج" کے ارکان میں اہم ترین رُکن "عرفات کا وقوف" ہے "عرفات" خانۂ کعبہ سے ۱۳ - ۱۴ میل کے فاصلے پر ایک عظیم الشان وادی ہے۔ جسے خالقِ کائنات نے اپنی توجّہات کا مرکز اور بندگانِ خدا کے جمع ہونے کی منفرد جگہ قرار دیا ہے۔ اور ہر حاجی پر (چاہے اُس کا حج تمتّع ہو یا قران یا افراد)، یہ واجب ہے کہ ۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب سے مغرب کی اذان تک اسی جگہ وُقوف کرے۔ جس کی نیّت یہ ہے کہ:

"میں حجِ تمتّع کے لیے آج ظہر سے مغرب تک عرفات میں وُقوف کرتا ہوں، واجب قربتاً الی اللہ۔"

اور نیّت کرنے کے بعد اُس وادی کے اندر موجود رہنے کی پابندی ہے، خواہ اپنے خیمے میں کھڑے رہیں یا بیٹھیں یا لیٹیں۔ سواری پر وقت گزاریں یا پیدل چلتے رہیں، لیکن اگر سارا وقت نیند یا بیہوشی میں گذار دیا تو عمل باطل ہو جائے گا۔

★ مستحب ہے کہ:

- ــــ پہاڑ کے دامن میں ہموار جگہ پر ٹھہریں۔ پہاڑیوں پر ٹھہرنا مکروہ ہے۔
- ــــ باوضو رہیں،
- ــــ زیادہ وقت، قیام کی حالت میں گذاریں،
- ــــ پوری توجّہ سے ذکرِ خدا میں مشغول رہیں،
- ــــ نمازِ ظہر و عصر اوّل وقت ادا کریں۔ ظہر کے لیے اذان و اقامت اور عصر کے لیے صرف اقامت کہنا کافی ہے۔
- ــــ دعاء زیادہ مانگیں اور شیطان کے شر سے پناہ مانگیں۔
- ــــ اپنے حال میں مشغول رہیں، دوسروں کی طرف زیادہ نظر نہ کریں، اور دل و زبان سے مغفرت کی دعاء مانگیں۔
- ــــ اپنے گناہوں کو شمار کریں، اور رو رو کر اُن کی معافی مانگیں،
- ــــ اپنے برادرانِ ایمانی کے لیے دعاء کریں،
- ــــ جہاں تک ممکن ہو تو صدقہ و خیرات کریں،
- ــــ حضورِ قلب کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہیں، اس کی حمد و ثناء کریں۔ اس کے بعد:

سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،
سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
سو مرتبہ صلوات، سو مرتبہ آیت الکرسی،
سو مرتبہ سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ، سو مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ،
سو مرتبہ سورۂ توحید پڑھ کر جو چاہیں دعاء مانگیں۔

٭ — مندرجہ ذیل دعاء پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ فَلَا تَجْعَلْنِیْ مِنْ
اَخْیَبِ وَفْدِكَ وَارْحَمْ مَسِیْرِیْ اِلَیْكَ مِنَ
الْفَجِّ الْعَمِیْقِ، اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشَاعِرِ كُلِّھَا
فُكَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِّزْقِكَ
الْحَلَالِ وَادْرَاْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ،
اَللّٰھُمَّ لَا تَمْكُرْ بِیْ وَلَا تَخْدَعْنِیْ وَلَا تَسْتَدْرِجْنِیْ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَوْلِكَ وَجُوْدِكَ
وَكَرَمِكَ وَمَنِّكَ وَفَضْلِكَ یَا اَسْمَعَ السَّامِعِیْنَ،
یَا اَبْصَرَ النَّاظِرِیْنَ یَا اَسْرَعَ الْحَاسِبِیْنَ یَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
وَاَنْ تَفْعَلَ بِیْ . . . . (پھر اپنی حاجتیں طلب کریں)

٭ اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے

یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ حَاجَتِیْ اِلَیْکَ اِنْ اَعْطَیْتَنِیْھَا لَمْ یُضَرَّنِیْ مَا مَنَعْتَ وَاِنْ مَنَعْتَنِیْھَا لَمْ یَنْفَعْنِیْ مَا اَعْطَیْتَ: اَسْئَلُکَ خَلَاصَ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَمِلْکُکَ، نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ وَاَجَلِیْ بِعِلْمِکَ، اَسْئَلُکَ اَنْ تُوَفِّقَنِیْ لِمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ وَاَنْ تُسَلِّمَ مِنِّیْ مَنَاسِکِیَ الَّتِیْ اَرَیْتَھَا خَلِیْلَکَ اِبْرَاھِیْمَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ، وَدَلَلْتَ عَلَیْھَا نَبِیَّکَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ رَضِیْتَ عَمَلَہٗ وَاَطَلْتَ عُمْرَہٗ وَاَحْیَیْتَہٗ بَعْدَ الْمَوْتِ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ، بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَفَوْقَ مَا یَقُوْلُ الْقَائِلُوْنَ، اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَلَکَ تُرَاثِیْ

وَبِكَ حَوْلِيْ، وَمِنْكَ قُوَّتِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَمِنْ شَتَّاتِ الْاَمْرِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الرِّيَاحِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْئُ بِهِ الرِّيَاحُ وَاَسْئَلُكَ خَيْرَ اللَّيْلِ وَخَيْرَ النَّهَارِ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعِظَامِيْ وَعُرُوْقِيْ وَمَقْعَدِيْ وَمَقَامِيْ وَمَدْخَلِيْ وَمَخْرَجِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا يَا رَبِّ يَوْمَ اَلْقَاكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ۝

* پھر سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ـــ سو مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اور سو مرتبہ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھیں۔

اور سو مرتبہ مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ۝

* اس کے بعد سورۃ البقرۃ کی ـــــ

مندرجہ ذیل آیتوں کی تلاوت کریں :

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

الٓمّٓ o ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o وَالَّذِيْنَ
يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ
لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ o خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ
غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ o وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا
هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ o يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ o
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ o بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ o

* پھر مندرجہ ذیل آیت (سورۃ الاعراف آیت ۵۴) پڑھیں :

"اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

★ اس کے بعد سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور سورۃ قل اعوذ برب النّاس کی تلاوت کریں۔ پھر خداوندِ عالم کی نعمتوں کو ایک ایک کرکے یاد کریں اور کہیں:

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نَعْمَآئِکَ الَّتِیْ لَاتُحْصٰی بِعَدَدٍ وَ لَاتُکَافٰی بِعَمَلٍ۔

★ اس کے بعد اپنی حاجتیں طلب کریں اور یہ دعا کریں کہ خداوندِ عالم آئندہ بھی حج کی توفیق عطا فرمائے۔

★ مستحب ہے کہ ستّر مرتبہ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ، اور ستّر مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ۔ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ بِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

* اور جب آفتاب غروب ہو جائے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَمِنْ تَشَتُّتِ الْاَمْرِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَحْدُثُ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ اَمْسٰی ظُلْمِیْ مُسْتَجِیْرًا بِعَفْوِكَ وَاَمْسٰی خَوْفِیْ مُسْتَجِیْرًا بِوَجْھِكَ الْبَاقِیْ یَا خَیْرَ مَنْ سُئِلَ وَاَجْوَدَ مَنْ اَعْطٰی یَا اَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ جَلِّلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَلْبِسْنِیْ عَافِیَتَكَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ شَرَّ جَمِیْعِ خَلْقِكَ۔

* اور عرفات سے روانہ ہونے سے قبل یہ دعا بھی پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَھْدِ مِنْ ھٰذَا الْمَوْقِفِ وَارْزُقْنِیْهِ مِنْ قَابِلٍ اَبَدًا مَّا اَبْقَیْتَنِیْ وَاقْلِبْنِیَ الْیَوْمَ مُفْلِحًا مُّنْجِحًا مُّسْتَجَابًا لِّیْ مَرْحُوْمًا مَّغْفُوْرًا لِّیْ بِاَفْضَلِ مَا یَنْقَلِبُ بِهِ الْیَوْمَ اَحَدٌ مِّنْ وَّفْدِكَ، وَحُجَّاجِ بَیْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِی الْیَوْمَ مِنْ اَكْرَمِ وَفْدِكَ عَلَیْكَ وَاَعْطِنِیْ اَفْضَلَ مَا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِّنْھُمْ مِّنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَكَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَرْجِعُ اِلَیْهِ مِنْ اَھْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ قَلِیْلٍ اَوْ كَثِیْرٍ وَّبَارِكْ لَھُمْ فِیَّ۔

* اور کثرت سے یہ دعاء مانگیں :

"اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْنِیْ مِنَ النَّارِ"

(یا اللہ! مجھے آتشِ جہنّم سے آزاد فرما۔)

:: نوٹ ::

میدانِ عرفات میں سرکار سیّد الشّہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی مشہور و معروف "دُعائے عرفہ" ضرور پڑھیں، جس کا سب سے بہتر وقت "سہ پہر" ہے۔ اور اگر ہو سکے تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی "دعائے عرفہ" اور صحیفۂ کاملہ کی دوسری دعاؤں کو پڑھنے کی سعادت حاصل کریں۔

⊙

③ مَشعَرِ الحُرام کا وُقوف :

* * * * * * * * *

"حج" کے ارکان میں سے دوسرا نہایت اہم رُکن "مشعر الحرام کا وُقوف" ہے۔ جسے اگر ترک کر دیا جائے تو حج باطل ہو جائے۔

حجّاجِ کرام پر فرض ہے کہ شبِ عیدِ قُربان، مشعر الحرام پہونچیں اور طلوعِ آفتاب تک وہاں ٹھہریں۔ جس میں سے صبحِ صادق سے طلوعِ آفتاب تک کا حصّہ رُکن ہے۔

وہاں ٹھہرنے کی نیّت یہ ہوگی کہ: "میں حجِ تمتّع کے لیے آج مُزدلفہ

میں وُقوف کرتا ہوں واجب قربتاً الی اللہ ۔"

(البتہ خواتین ، بیمار ، بوڑھے اور مجبور افراد کو اجازت ہے کہ رات کو جس وقت بھی مُزدلفہ پہونچیں ، وہاں نیّت کریں ، کچھ دعائیں پڑھیں اور تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد مِنیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں)

مشعرِ الحرام کو " مُزدلفہ " بھی کہتے ہیں ۔ عرفات سے واپسی پر حُجّاجِ کرام یہاں شبِ عید قیام کرتے ہیں ۔ یہاں خیمے وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہوتا ، اور موسمِ سرما میں ٹھنڈک ہوتی ہے ۔ لہٰذا عازمینِ حج اپنے ساتھ موسم کی ضرورت کے مطابق سامان لے کر جائیں اور جس طرح عرفات میں ظہر کے بعد فوراً عصر کی نماز پڑھی ، اُسی طرح " مُزدلفہ " میں مغرب کے فوراً بعد نمازِ عشاء پڑھیں ۔

یہاں کوشش کرنی چاہیئے کہ رات بھر جاگیں اور زیادہ وقت دعاء و ذکرِ الٰہی میں بسر ہو ، خصوصاً صبحِ صادق سے طلوعِ آفتاب تک زیادہ سے زیادہ دعاء مانگیں ۔ استغفار کریں اور نماز و تلاوتِ قرآن میں مشغول رہیں ۔

مستحب ہے کہ حدودِ مشعرِ الحرام میں داخل ہونے کے بعد یہ دعاء پڑھیں :

" اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ تَوَقُّفِیْ وَزِدْہُ فِیْ عَمَلِیْ وَسَلِّمْ لِیْ دِیْنِیْ وَتَقَبَّلْ مَنَاسِکِیْ ۔ "

* اگر پہلی مرتبہ حج کر رہے ہوں تو مستحب ہے کہ مشعرِ الحرام کی زمین پر ننگے پیر قدم رکھیں ۔ اور مندرجہ ذیل دعاء پڑھنا

بھی مستحب ہے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ جَمْعٌ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْمَعَ لِیْ فِیْھَا جَوَامِعَ الْخَیْرِ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْیِسْنِیْ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ سَئَلْتُکَ اَنْ تَجْمَعَہٗ لِیْ فِیْ قَلْبِیْ وَاَطْلُبُ اِلَیْکَ اَنْ تُعَرِّفَنِیْ مَا عَرَّفْتَ اَوْلِیَآءَکَ فِیْ مَنْزِلِیْ ھٰذَا وَاَنْ تَقِیَنِیْ جَوَامِعَ الشَّرِّ۔

نمازِ صبح کے بعد طہارت کی حالت میں زیادہ سے زیادہ حمد و ثنائے پروردگارِ عالم کریں، اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ مِنْ رِّزْقِکَ الْحَلَالِ وَادْرَأْ عَنِّیْ شَرَّ فَسَقَۃِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَیْرُ مَطْلُوْبٍ اِلَیْہِ وَخَیْرُ مَدْعُوٍّ وَّخَیْرُ مَسْئُوْلٍ، وَلِکُلِّ وَافِدٍ جَآئِزَۃٌ فَاجْعَلْ جَآئِزَتِیْ فِیْ مَوْطِنِیْ ھٰذَا اَنْ تُقِیْلَنِیْ عَثْرَتِیْ وَتَقْبَلَ مَعْذِرَتِیْ وَاَنْ تَجَاوَزَ عَنْ خَطِیْئَتِیْ ثُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی مِنَ الدُّنْیَا زَادِیْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

* مِنٰی میں تینوں شیطانوں کو مارنے کے لیے کنکر بھی مُزدلفہ سے ہی چن لینا مستحب ہے۔

* اپنے لیے، اپنے والدین، اہل وعیال اور دیگر مومنین و مومنات کے لیے زیادہ سے زیادہ دعاء کریں۔

نیز: سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

• سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

• سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ

• سو مرتبہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اور

• سو مرتبہ صَلَوات " پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل دعاء پڑھنا بھی موجب ثواب ہے:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ وَ اَنْقِذْنِیْ مِنَ الْجَھَالَۃِ وَ اجْعَلْ لِیْ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَخُذْ بِنَاصِیَتِیْ اِلٰی ھُدَاکَ وَ انْقُلْنِیْ اِلٰی رِضَاکَ فَقَدْ تَرٰی مَقَامِیْ بِھٰذَا الْمَشْعَرِ الَّذِیْ اِنْخَفَضَ لَکَ فَرَفَعْتَہٗ وَ ذَلَّ لَکَ فَاَکْرَمْتَہٗ وَجَعَلْتَہٗ عَلَمًا لِّلنَّاسِ فَبَلِّغْنِیْ مُنَایَ وَنَیْلَ رَجَآئِیْ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ اَنْ تُحَرِّمَ شَعْرِیْ وَ بَشَرِیْ عَلَی النَّارِ، وَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ حَیٰوۃً فِیْ طَاعَتِکَ وَ بَصِیْرَۃً فِیْ دِیْنِکَ وَ عَمَلًا بِفَرَآئِضِکَ وَاتِّبَاعًا لِاَمْرِکَ

وَخَيْرَ الدَّارَيْنِ وَاَنْ تَحْفَظَنِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَوَالِدَيَّ وَوُلْدِيْ وَاِخْوَانِيْ وَجِيْرَانِيْ بِرَحْمَتِكَ ۔

* یہ جملہ بکثرت پڑھیں :۔

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْنِيْ مِنَ النَّارِ ۔

(خداوندا ! مجھے آتشِ جہنم سے آزاد فرما۔)

* اور مشعر الحرام سے منیٰ جاتے ہوئے جب وادیٔ محسر کے قریب پہونچیں تو یہ دعا پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ لِيْ عَهْدِيْ وَاقْبَلْ تَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَاخْلُفْنِيْ فِيْمَنْ تَرَكْتُ بَعْدِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ۔

(۴) منیٰ کے واجبات :

* * * * * * * * * * *

* شبِ عید قرباں "مشعر الحرام" میں وقوف کرنے ، ۱۰ ذی الحجہ کو صبح کی نماز ادا کرنے اور دعا و ذکرِ خدا کے بعد عازمینِ حج "مزدلفہ" سے منیٰ کی طرف روانہ ہوتے ہیں[1] تاکہ وہاں کے واجبات کو ادا کرسکیں۔

---

[1] سوا اُن لوگوں کے جنھیں ہی کو مزدلفہ سے روانہ ہونے کی اجازت ہے ۔

" عرفات اور مشعرِ الحرام " کے وُقوف ، جسے مل گئے اُس نے حج کے اہم ترین ارکان کو ادا کر دیا۔ اب مِنیٰ کے واجبات اور مکّہ معظّمہ کے فرائض اُس کے ذمّے باقی ہیں۔

جیساکہ اِس سے پہلے بیان کیا جاچکا ہے : خواتین ، بیمار اور مجبور حضرات کو رات ہی کے وقت مُزدلفہ سے مِنیٰ جانے کی اجازت ہے ، اُن کے علاوہ تمام لوگ ، رات کو جس وقت بھی مُزدلفہ پہونچیں اُس وقت سے صبح تک مُزدلفہ ہی میں ٹھہریں گے ، صبح صادق کے وقت وُقوف کی نیّت کریں گے ، اور نمازِ صبح اور دعاء وغیرہ کے بعد مِنیٰ کی طرف روانہ ہوں گے ، لیکن طلوعِ آفتاب سے قبل مِنیٰ میں داخل نہ ہوں۔

۷۰

" مِنیٰ " میں آج کے دن ، حاجی کے ذمّہ تین کام واجب ہیں :

(۱) :۔ بڑے شیطان کو کنکر مارنا ۔

(۲) :۔ جانور کی قربانی دنیا ۔

(۳) :۔ حلق ۔ یا تقصیر کرانا ۔۔۔ یہ تینوں کام دن میں ہی ہونے چاہئیں ۔

(۱)

" مِنیٰ " کے مغربی حصّے میں تھوڑے فاصلے سے تین ستون نصب ہیں ، جنھیں " جمرات " کہا جاتا ہے [لہ]

لہ اور عرفِ عام میں شیطان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔

(۱) جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان) (۲) جمرۂ وسطی (درمیانی شیطان)
اور (۳) جمرۂ عقبہ (بڑا شیطان)۔

دسویں ذی الحجہ کو صرف بڑے شیطان کو ۷ کنکر مارنے ہیں۔
جس کا طریقہ یہ ہے کہ جمرۂ عقبہ کے سامنے کھڑے ہو کر نیت کریں کہ:
"میں جمرۂ عقبہ کو سات کنکر مارتا ہوں، حجِ تمتّع کے لیے برائے رجحۃ الاسلام واجب قربتاً اِلَی اللّٰہ"۔

پھر ایک ایک کر کے سات کنکر بڑے شیطان کو ماریں، ایک ساتھ کئی کنکر نہ پھینکیں۔ ۷ کنکر سے کم مارنا کافی نہیں ہے۔ صرف اللہ کی خوشنودی کی نیّت سے ایک ایک کنکر پھینکیں، اور یہ ضروری ہے کہ وہ کنکر کسی چیز سے ٹکرائے بغیر شیطان کو لگے۔ قریب جا کر اُس پر رکھ دینا کافی نہیں ہے، بلکہ پھینک کر ماریں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ کنکر نیا ہو، کسی اور کا استعمال کیا ہوا کنکر اُٹھا کر مارنا جائز نہیں ہے۔ کنکر اوسط سائز کا ہونا چاہیئے، نہ اِتنا بڑا کہ اُسے پتّھر کہا جائے، اور نہ اتنا چھوٹا کہ ذرّات میں شمار ہو۔

اگر کوئی کنکر پھینکا، اور وہ شیطان کو نہ لگا، تو دوبارہ پھینکیں کیونکہ ۷ کنکروں کا لگنا واجب ہے۔

حتّی الامکان ہر شخص کو اپنا کنکر خود ہی پھینکنا چاہیئے، کسی اور کو نائب نہ بنائیں، جو لوگ بیمار ہوں یا کسی وجہ سے اُن کے لیے کنکر پھینکنا ممکن نہ ہو تو بھی احتیاط یہ ہے کہ اُنھیں جمرۂ عقبہ کے

پاس سے جائیں، اور اُن کی موجودگی میں اُن کی طرف سے کوئی اور شخص کنکر مار دے۔ (یعنی کوئی اور شخص شیطان کو کنکر مار دے)۔

مستحبات

★ کنکر مارتے وقت مندرجہ ذیل باتیں مستحب ہیں:

- کنکریاں مارتے وقت باوضو ہوں،
- جب شیطان کو مارنے کے لیے کنکر ہاتھ میں لیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ حَصَيَاتِيْ فَاحْصِهِنَّ لِيْ وَارْفَعْهُنَّ فِيْ عَمَلِيْ۔

- ہر کنکر مارتے وقت اللہ اکبر کہیں۔
- شیطان کو کنکر مارتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ ادْحَرْ عَنِّي الشَّيْطَانَ، اَللّٰهُمَّ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَعَلٰى سُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِيْ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّعَمَلًا مَّقْبُوْلًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا۔

- کنکر مارنے کے بعد جب اپنے خیمے میں (یا جہاں ٹھہرے ہوں) واپس آئیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ بِكَ وَثِقْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ

فَنِعْمَ الرَّبُّ وَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

•

مِنٰی میں روزِ عید، ظہر کی نماز کے بعد سے، پندرہ دن تک ہر نماز کے بعد مندرجہ ذیل دعاء پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، عَلٰی مَا ھَدٰنَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَبْلَانَا۔

⊙

قربانی (۲)

★ ★ ★ ★ ★ ★

★ عیدِ قربان کے دن، مِنٰی میں حاجیوں کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ قربانی کریں، ہر حاجی کی طرف سے ایک جانور کی قربانی واجب ہے، خواہ اونٹ کی قربانی کریں یا گائے کی یا بھیڑ بکری وغیرہ کی۔ کسی بھی جانور کی قربانی کریں، ہر حاجی کی طرف سے ایک قربانی واجب ہے جس میں کسی کی شرکت جائز نہیں۔

• ـــ اگر اونٹ کی قربانی دینا چاہیں تو ایسا ہو جس کی عمر ۵ سال مکمل

ہو چکی ہو اور چھٹا سال شروع ہو،

• ۔ گائے قربان کرنا چاہیں تو اُس کی عمر ۲ سال سے زیادہ ہونی چاہیئے۔

• ۔ بھیڑ، کم از کم سات ماہ کی ہو، لیکن احتیاط یہ ہے کہ ایک سال کی ہو۔

قربانی والا جانور، کمزور، بوڑھا، ناقص، بیمار، عیب دار اور خَصّی نہیں ہونا چاہیئے۔ اِسی طرح جس جانور کی دم یا سینگ نہ ہو یا اندھا، لنگڑا ہو، اُس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔ مستحب ہے کہ موٹا، تازہ، صحتمند جانور ہو۔

حاجی کے لیے خود اپنے ہاتھوں سے قربانی کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ کسی کو نائب بنا سکتا ہے جو ذبح کرتے وقت اُس کی طرف سے نیّت بھی کرے گا۔ البتّہ احتیاط یہ ہے کہ جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو وہ خود بھی نیّت کرے کہ:

"قربانی دیتا ہوں" حجِ تمتّع کے لیے برائے حجّۃ اسلام واجب قُربتًا اِلَی اللّٰہِ۔"

قربانی کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنا مستحب ہے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَمَآ اَنَا

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ۔

احتیاط یہ ہے کہ ۱۰ ر ذی الحجہ کے دن ہی قربانی کرے ۔ مجبوری کی صورت میں ۱۳ ر ذی الحجہ تک کسی دن کر دے ۔ اور جن لوگوں کے پاس قربانی کے لیے پیسے نہ ہوں وہ ۷ ، ۸ ، ۹ ر ذی الحجہ کو (۳) روزے رکھیں اور وطن واپس پہونچ کر مزید سات روزے رکھیں ، اور اگر بعد میں قربانی کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو قربانی بھی کرنا بہتر ہے ۔

•

قُربانی کا مصرف

★ ★ ★ ★ ★ ★

★ جس جانور کی قربانی کریں اُس کے تین حصّے کر کے ایک حصّہ کسی تنگدست برادرِ مومن کو دیں ، اگر وہاں کوئی مستحق نہ ملے تو نیّت کرلیں کہ : اِس کے گوشت کا ۱/۳ حصّہ میں وطن پہونچ کر یا جہاں مستحق ملے گا ، ادا کروں گا ۔

دوسرا حصّہ خود کھائیں (بشرطِ امکان)

اور تیسرا حصّہ : اہلِ ایمان دوست احباب کو پیش کریں ۔

(اور اگر قربان گاہ میں چھوڑ کر آئے ہیں تو معاف کرائیں)

یہ قربانی حج کے واجبات کا جُزو بھی ہے اور اُس جذبہ کا اظہار بھی ،

بھی کہ بندۂ مومن راہِ خدا میں ہر قربانی کے لیے تیار رہے۔

(۳):- حلْق یا تقصیر

* * * * * *

۱۰ ذی الحجہ کو منیٰ میں، حجاج کرام کا تیسرا فریضہ یہ ہے کہ: حلْق یا تقصیر کرائیں:-

("حلْق": یعنی: پورا سر منڈانا اور "تقصیر" یعنی: تھوڑے سے بال یا ناخن وغیرہ کٹوانا۔)

مرد حضرات میں سے جو پہلی مرتبہ حج کر رہے ہوں اُن کے لیے احتیاط یہی ہے کہ سر منڈائیں۔ البتہ دوسری یا تیسری بار حج کر رہے ہوں تو اختیار ہے کہ چاہے سر منڈائیں یا تقصیر کرائیں۔

عورتوں کو سر منڈانے کی اجازت نہیں ہے۔ اُنھیں بہر صورت تقصیر ہی کرنی ہے۔

حلق کرانے والے یوں نیت کریں کہ: "میں حجِ تمتع برائے حجۃ الاسلام سر منڈاتا ہوں، واجب قربتاً الی اللہ۔"

اور تقصیر کرانے والے یوں نیت کریں کہ "میں حجِ تمتع برائے حجۃ الاسلام تقصیر کراتا ہوں (یا کراتی ہوں) واجب قربتاً الی اللہ۔"

نیت کرنے کے بعد خود اپنے ہاتھوں سے بھی بال کاٹ سکتے ہیں اور کسی اور سے بھی کٹوا سکتے ہیں، البتہ دونوں صورتوں میں نیت خود

کرنی چاہیئے، اور بہتر یہ ہے کہ وہ دوسرا شخص بھی نیّت کرے۔

جس شخص کے سر پر بال نہ ہوں، وہ صرف استرا پھروالے، اور تھوڑے ناخن وغیرہ کٹوا کر تقصیر بھی کرلے۔

۞

حلق وتقصیر کے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

"اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

۞

دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں اس تیسرے فریضے کو ادا کرنے کے بعد احرام کی بیشتر پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ نہائیں، دھوئیں، اور مرد حضرات سلے ہوئے کپڑے پہنیں، اور اب زیرِ سایہ بھی سفر کرسکتے ہیں۔ لیکن خوشبو وغیرہ کا استعمال اُس وقت تک ناجائز ہے جب تک کہ جاکر طواف وسعی نہ کرلیں۔

⊙

⑤ اعمالِ مکّہ معظّمہ

* * * * *

دسویں ذی الحجہ کو منیٰ کے واجبات ادا کرنے کے بعد، اگر ممکن ہو تو اُسی دن مکّہ معظّمہ جاکر حج کے باقی اعمال انجام دیں — اگر دسویں کو ممکن نہ ہو تو کوشش کریں کہ گیارہویں تاریخ کو یہ اعمال

انجام دے دیں۔ مجبوری کی صورت میں ذی الحجہ کی آخری تاریخ تک اُن کاموں کو انجام دینا جائز ہے۔

•

(۱) طوافِ حج (۲) نمازِ طواف

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

اِسے "طوافِ زیارت" بھی کہا جاتا ہے، اس کے بھی شرائط واجبات اور مستحبات وہی ہیں جو عُمرہ تمتّع کے سلسلے میں بیان کیے گئے۔ البتّہ اِس طواف کی نیّت یہ ہوگی کہ:

"میں حجِ تمتّع کے لیے خانۂ کعبہ کا طوافِ زیارت کرتا ہوں برائے حجۃ الاسلام واجب قربتاً اِلی اللہ"

مستحب ہے کہ طواف سے پہلے غسل کریں اور خداوندِ عالم کا ذکر کرتے ہوئے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہوئے مسجد الحرام کی طرف جائیں، اور حرم کے دروازے پر پہونچ کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی نُسُكِكَ وَسَلِّمْنِیْ لَهٗ وَسَلِّمْهُ لِیْ، اَسْئَلُكَ مَسْاَلَةَ الْعَلِیْلِ الذَّلِیْلِ الْمُعْتَرِفِ بِذَنْبِهٖ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَاَنْ تَرْجِعَنِیْ بِحَاجَتِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَالْبَلَدُ بَلَدُكَ وَالْبَیْتُ بَیْتُكَ جِئْتُكَ اَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَاَؤُمُّ طَاعَتَكَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِكَ، رَاضِیًا بِقَدَرِكَ اَسْئَلُكَ

مُسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّ اِلَيْكَ الْمُطِيْعِ لِاَمْرِكَ الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ الْخَآئِفِ لِعُقُوْبَتِكَ اَنْ تُبَلِّغَنِىْ عَفْوُكَ وَتُجِيْرُنِىْ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ ۔

حجرِ اسود کے قریب جاکر اُسے بوسہ دینا یا ہاتھ سے اشارہ کرنا زمزم کا پانی پینا، خداوندعالم کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنا اور حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام پر دُرود بھیجنا، اور استغفار کرنا بھی مستحب ہے، اور طواف سے فارغ ہوکر اُس کی دو رکعت نماز مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھنا واجب ہے۔

•

(۳) :- سعی :-

★ ★ ★

★ طوافِ زیارت اور اُس کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد، صَفا و مَروہ کے درمیان "سعی" کریں، اور اس میں اُن تمام باتوں کا خیال رکھیں، جن کا تذکرہ عمرۂ تمتّع کی سعی کے بیان میں گزر چکا ہے۔ صرف نیّت میں فرق ہوگا۔ جب "سعی" شروع کرنے لگیں تو صفا کے قریب پہونچ کر یہ نیّت کریں کہ:

"میں حجِ تمتّع کے لیے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہوں (۷ شوط) برائے حجۃ الاسلام واجب قُربتاً الی اللہ"

پھر صفا سے ۴ دفعہ مروہ کی طرف جائیں اور ۳ دفعہ مروہ سے

صفا کی طرف واپس آئیں۔

دورانِ "سعی" اُن دعاؤں کو پڑھنا جن کا تذکرہ عمرۂ تمتّع کی سعی کے بیان میں گذر چکا ہے، اور زیادہ سے زیادہ دُرود و استغفار وغیرہ پڑھنا مستحب ہے۔ اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور مومنین و مومنات کے لیے بھی زیادہ سے زیادہ دعاء کریں۔

(۴) طوافُ النّساء (۵) نمازِ طوافُ النّساء

* * * * *

اعمالِ مکّہ میں سے چوتھا فریضہ "طواف النّساء" ہے۔ اور پانچواں فریضہ: اُس کی دو رکعت نماز ہے۔ اِس طرح کُل "۵" اعمال واجب ہیں۔ ان میں "۳" اعمال (طوافِ زیارت، اُس کی نماز اور سعی) میں تسلسل ضروری ہے:۔ لیکن طواف النساء اور اُس کی نماز۔ بعد میں بھی ادا کر سکتے ہیں۔

البتہ اگر سعی سے فارغ ہونے کے بعد فوراً ہی طواف النسار کرلیا جائے اور اُس کی نماز پڑھ لی جائے تو تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ازدواجی تعلّقات بھی جائز ہو جاتے ہیں۔ اِس طواف کی نیّت یہ ہو گی کہ:

"حجِ تمتّع کے لیے خانۂ کعبہ کے اِردگرد (۷ شوط) طواف النسار بجالاتا ہوں، برائے حجۃ الاسلام واجب قُربتاً اِلَی اللہ"۔

نیّت کے علاوہ تمام واجبات و مستحبات وغیرہ وہی ہیں جن کا اِس کے قبل تذکرہ گذر چکا ہے۔

طواف کے بعد دو رکعت نمازِ طواف النساء مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے ادا کریں۔

جس کے بعد

انسان اُن تمام پابندیوں سے آزاد ہو جائے گا جو احرام باندھنے کے بعد عائد ہوئی تھیں ـــ زمِنیٰ کے واجبات ادا کرنے کے بعد شکار، خوشبو اور ازدواجی تعلّقات کی پابندی برقرار تھی، باقی تمام پابندیاں ختم ہو چکی تھیں۔ طوافِ زیارت اور سعی کے بعد خوشبو کی پابندی ختم ہوئی، اور طواف النساء اور اُس کی نماز کے بعد ازدواجی تعلقات بھی جائز ہو گئے ـــ جہاں تک شکار کا تعلّق ہے، تو وہ حدودِ حرم میں ہمیشہ منع ہے، چاہے انسان حالتِ احرام میں ہو یا احرام سے آزاد ہو چکا ہو۔

●

نوٹ

طوافُ النّساء اور اُس کی دو رکعت نماز، مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ اگر مرد اِس طواف کو ترک کرے گا تو اُس پر اُس کی بیوی اور دنیا کی ہر عورت حرام رہے گی، اور اگر عورت اُسے ترک کردے گی تو اُس پر اُس کا شوہر اور دنیا کا ہر مرد حرام رہے گا کمسن بچّے بھی اگر حج کریں تو طواف النساء اُن کو بھی کرنا چاہیئے۔

:: اِنتباہ ::

★ ★ ★ ★ ★

اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے طواف (حج اور سعی) کیے بغیر وطن واپس چلا جائے تو اُس پر واجب ہے کہ دوبارہ حج کرے، اور ایک اونٹ کی قربانی دے۔

لیکن اگر بھول کر وطن چلا گیا ہو، تو اگر ممکن ہو تو دوبارہ مکّہ معظّمہ واپس جا کر اُن کاموں کو انجام دے، اور اگر خود آنا ممکن نہ ہو تو کسی کو نائب بنائے اور اگر اس دوران ازدواجی تعلّقات قائم ہوئے ہوں تو کفّارہ کے طور پر مکّہ مکرّمہ میں ایک اونٹ قربانی میں دے۔

(اِس سلسلے میں طوافِ عمرہ، طوافِ حج اور طوافُ النساء کا ایک ہی حکم ہے، اور نائب بنانے کی اجازت صرف اُسے ہے جو بھول گیا ہو)

---

⑥ مِنیٰ میں شب بسر کرنا

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

تمام حُجّاجِ کرام پر واجب ہے کہ وہ شبِ ۱۱ اور شب ۱۲ ذی الحجہ کو مِنیٰ میں رہیں [1] اور نصفِ شب کے بعد اگر نکلنا بھی

---

[1] جس میں سے واجب صرف نصف حصّہ ہے، یا تو غروبِ آفتاب سے نصفِ شب تک، یا نصفِ شب سے صبح تک، البتہ بیشتر مجتہدین کے نزدیک غروبِ آفتاب سے نصفِ شب تک کا حصّہ اختیار کرنا بہتر ہے۔

چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ اتنی تاخیر سے نکلیں کہ اذانِ صبح سے پہلے مکہ معظّمہ میں داخل نہ ہوں۔

اور چونکہ مِنٰی میں ٹھہرنا بھی عبادت ہے اس لیے یہ نیّت کرنی چاہیئے کہ:

"آج کی رات مِنٰی میں ٹھہرتا ہوں حجِ تمتّع کے لیے برائے حجۃ الاسلام واجب قربتاً اِلَی اللہ"

لیکن

اگر کوئی شخص کسی مجبوری، بیماری یا خوف وخطر کی بنا پر مِنٰی میں ٹھہرنے سے عاجز ہو یا کسی اور وجہ سے مِنٰی میں ٹھہر نہ سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر شب کے بدلے ایک دُنبہ کفّارہ دے۔ البتّہ اگر وہ شخص ۱۱ اور ۱۲ کی شب، مکہ معظّمہ میں تمام رات حرمِ مقدّس کے اندر عبادت کرتا رہے تو اُس پر کفّارہ واجب نہیں ہوگا۔

اور جن لوگوں پر یہ کفّارہ واجب ہو وہ وطن واپس پہونچ کر بھی دے سکتے ہیں، لیکن بہتر ہے کہ وہیں ادا کریں اور مِنٰی میں ہی ذبح کریں۔

⊙

★ مستحب ہے کہ مکّہ سے جب واپس مِنٰی پہونچیں تو یہ دعا پڑھیں:

"اَللّٰھُمَّ بِکَ وَثِقْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ فَنِعْمَ الرَّبُّ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ"

:⊙:

جمرات کو کنکر مارنا

* * * * * * *

* جن راتوں میں منیٰ میں رہنا واجب ہے اُن کے دنوں میں تینوں شیطانوں کو کنکر مارنا واجب ہے۔ (گیارہ کے دن بھی، بارہ کے دن بھی — اور اگر شبِ ۱۳ ٹھہرنا پڑے تو تیرہ کے دن بھی) پہلے چھوٹے شیطان کو ۷ کنکر، پھر درمیانے شیطان کو ۷ کنکر، پھر بڑے شیطان کو ۷ کنکر ماریں، اور ہر شیطان کو کنکر مارتے یہ نیّت ہوگی کہ: "اس جمرے کو کنکر مارتا ہوں حجِ تمتّع کے لیے برائے حجۃُ الاسلام واجب قُربتاً اِلیٰ اللہ"۔

باقی شرائط و خصوصیات وہی ہیں جو جمرۂ عقبہ کے سلسلے میں ذکر کی جا چکی ہیں — اور تینوں دن کنکر مارنے کا وقت طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک ہے، لیکن چرواہے، بوڑھے، بچے، عورتیں اور ایسے کمزور اشخاص جن کے لیے دن میں لوگوں کی کثرت کی بناء پر کنکر مارنا دشوار ہو وہ مجبوری کے تحت رات کو بھی کنکر مار سکتے ہیں۔

چند مسائل

* * * *

• — اگر کوئی شخص کنکر مارنا بھول جائے اور اسی طرح مکّہ معظّمہ چلا آئے تو واپس جا کر مارے، اور اگر وطن واپس پہونچنے پر یاد آئے، تو کسی کو

نائب بنائے کہ وہ ۱۰ ر سے ۱۳ ر ذی الحجہ تک کسی دن اُس کی نیابت میں کنکر مارے۔

- ــــ تینوں شیطانوں میں سے ہر ایک کو ۷ ـ ۷ کنکر مارنا واجب ہے۔ نہ اِس سے کم نہ زیادہ۔
- ــــ اگر کسی نے کنکر مارتے وقت ترتیب کو پیشِ نظر نہ رکھا ہو، تو پھر سے کنکر مارے، چاہے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو، یا بھولے سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو۔
- ــــ اگر کسی دن کنکر مارنا بھول گیا ہو، تو ۱۲ ر ذی الحجہ کو پہلے ۱۱ ر کی قضا کے طور پر چھوٹے شیطان کے پاس واپس جائیں اور آج کی نیّت سے ۷ کنکر مارنے کے بعد درمیانے شیطان کو آخر میں بڑے شیطان کو ۷ کنکر ماریں۔
- ــــ اگر اگلے دن یاد آئے کہ گذشتہ روز کنکر مارے تو تھے مگر ترتیب سے نہیں مارے تھے، تب بھی پہلے گذشتہ روز کی قضا ترتیب سے کرے۔ اُس کے بعد آج کے کنکر ترتیب سے مارے۔
- ــــ اگر کنکر مارنے کے بعد شک ہو کہ صحیح طریقے سے لگے یا نہیں؟ تو اُس شک کی پرواہ نہ کریں ــــ البتّہ اگر کنکر مارنے کے دوران شک ہو کہ کوئی کنکر نہیں لگا تو دوبارہ ماریں۔
- ــــ اگر اگلے دن یاد آئے کہ گذشتہ روز کسی ایک شیطان کو کنکر نہیں مارا تھا ــــ تو احتیاطًا آج کے دن پہلے گذشتہ روز کی قضا

کی نیّت سے تینوں شیطانوں کو کنکر مارے، اُس کے بعد آج کی نیّت سے تینوں شیطانوں کو کنکر مارے۔

- ۱۲ ذی الحجہ کو کنکر مارنے کے بعد دوپہر تک منیٰ میں ٹھہریں، اور زوالِ آفتاب کے بعد وہاں سے مکّہ معظّمہ کے لیے روانہ ہوں، اس سے پہلے نکلنا جائز نہیں ہے۔
- اگر ۱۲ تاریخ کو زوالِ آفتاب کے بعد مجمع کی کثرت یا کسی اور وجہ سے منیٰ سے غروبِ آفتاب تک نکل نہ سکیں (یا حالتِ احرام میں بیوی یا شکار سے پرہیز نہ کرسکے ہوں) تو واجب ہے کہ شبِ ۱۳ بھی منیٰ میں رہیں اور ۱۳ کو دن میں کنکر مارنے کے بعد جس وقت چاہیں مکّہ روانہ ہوجائیں۔ اب زوالِ آفتاب کا انتظار ضروری نہیں ہے۔

حجِ اِفراد

★ ★ ★ ★ ★

★ جیسا کہ ہم نے کتاب کی ابتداء میں عرض کیا: برِّصغیر یا دنیا کے کسی بھی ملک سے جانے والوں پر عام طور سے "حجِ تمتّع" ہی واجب ہوتا ہے جس کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

لیکن بعض اوقات کچھ ایسی دشواریاں پیش آجاتی ہیں جن کی

بنا، پر انسان حجِ تمتّع کو "حجِ اِفراد" سے تبدیل کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ مثال کے طور پہ:

اگر کوئی شخص ۹ ذی الحجہ کو مکّہ پہونچے اور اتنا وقت نہ ہو کہ وہ عمرۂ تمتّع کے اعمال بجالاسکے، بلکہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ مکّہ میں رُک کر عمرۂ تمتّع کے اعمال بجالاتا ہے تو زوالِ آفتاب تک عرفات نہیں پہونچ سکے گا۔

یا کسی عورت کو عمرۂ تمتّع کے احرام میں ہی "ایّام" شروع ہوجائیں اور وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وہ پاک ہونے کا انتظار کرے تو ۹ ذی الحجّہ کو زوالِ آفتاب کے وقت عرفات نہیں پہونچ سکتی ـــــــ تو ان لوگوں پر "حجِ اِفراد" واجب ہوجاتا ہے۔

طریقہ

"حجِ اِفراد" کا طریقہ یہ ہے کہ (مذکورہ بالا افراد نے) عمرۂ تمتّع کے لیے جو احرام باندھا تھا اُسی کو باندھے رہیں، اور یہ نیّت کریں کہ:

"میں عمرۂ تمتّع کو تبدیل کر کے "حجِ اِفراد" بجالاتا ہوں واجب قُربتًا اِلَی اللہ۔"

نیّت کرنے کے بعد عرفات روانہ ہوجائیں، وہاں کے اعمال بجالانے کے بعد تمام حُجّاجِ کرام کے ساتھ مشعرِ الحرام جائیں۔ وہاں کے

واجبات ادا کریں، پھر منیٰ کے اعمال بھی دوسرے حاجیوں کے ساتھ انجام دیں۔

فرق صرف یہ ہے کہ نیّت "حجِ افراد" کی ہوگی، اور قربانی واجب نہیں رہے گی، بلکہ مستحب ہوگی — اِس کے علاوہ منیٰ اور مکّہ کے تمام اعمال جو حجِ تمتّع کرنے والوں پر واجب ہیں، وہ حجِ اِفراد کرنے والوں پر بھی واجب ہیں، اور حج کے بعد اُن لوگوں کو ایک "عمرۂ مفردہ" بجالانا ہوگا۔ جس کی کیفیّت مندرجہ ذیل ہے۔

عُمرۂ مُفردہ

★ یہ حضرات: مکّہ معظّمہ کے نزدیک ہی "اَدنی الحل"۔ اور بہتر ہے کہ جعرانہ یا حُدیبیہ یا تنعیم جاکر عُمرۂ مُفردہ کے لیے احرام باندھیں۔

وہاں سے مکّہ آکر طواف کریں، اُس کی نماز پڑھیں، صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں، اُس کے بعد تقصیر کریں (مرد حضرات سر بھی منڈا سکتے ہیں) اس کے بعد "طوافُ النّساء" کریں اور اُس کی دو رکعت نماز پڑھیں۔

(دورانِ سال جو لوگ عمرۂ مفردہ کرتے ہیں اُن پر بھی یہی ۷ کام واجب ہیں: احرام طواف، نماز، سعی، تقصیر، طواف النساء، اور اُس کی نماز)۔

---

[1] البتہ انہیں اُن ۵ میقاتوں میں سے کسی ایک سے احرام باندھنا چاہیئے جنکا ذکر گذر چکا ہے

چند متفرّق مسائل

* * * * * * * * * * *

(جن کی دورانِ حج کہیں بھی ضرورت پیش آسکتی ہے، اختصار کے ساتھ صرف چند مسائل ذکر کیے جا رہے ہیں۔ توجّہ فرمائیے)

(۱) :۔ حج کے تمام اعمال بجالاتے وقت نیّت میں خلوص اور خوشنودیٔ پروردگار کا ارادہ ضروری ہے، ورنہ ہر عمل باطل ہو سکتا ہے۔

(۲) : نیّت میں اِس بات کو معیّن کرنا لازمی ہے کہ یہ احرام "حج" کا ہے یا "عمرہ" کا۔؟۔ اگر عمرہ کا ہے تو عمرۂ تمتّع ہے یا عمرۂ مفردہ ؟ اگر حج کا ہے تو حجِ تمتّع ہے یا اِفراد یا قِران ؟۔ اپنا حج کر رہے ہیں یا کسی کی نیابت میں ؟۔ اگر اپنا ہے تو حجۃُ الاسلام ہے یا نذر وغیرہ کی بِنا پر واجب ہوا ہے ؟۔ یا یہ کہ مستحبی حج ہے؟ اگر اِن باتوں کو ذہن میں معیّن نہ کریں تو عمل میں غلطی ہو سکتی ہے۔

(۳) :۔ تلبیہ کو یاد کر لینا چاہیئے، اور اگر نہ ہو تو (احرام باندھتے وقت) کوئی شخص ایک ایک لفظ بولتا جائے اور احرام باندھنے والا دُہراتا جائے اور اگر دُہرانے سے بھی قاصر ہو تو تلبیہ پڑھنے کے لیے کسی شخص کو اپنا نائب بنائے۔

(۴) :۔ احتیاطِ واجب یہ ہے کہ جس وقت بھی احرام کا لباس یا بدن نجس ہو جائے، فوراً پاک کر لیں۔

(۵) :۔ لباسِ احرام کو، دورانِ احرام، تبدیل بھی کرسکتے ہیں، نہاتے وقت اُتار بھی سکتے ہیں، اور اگر سردی ہو تو ٹھنڈک سے محفوظ رہنے کے لیے دو دو، تین تین لنگی یا چادریں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

(۶) :۔ ہر بالغ و عاقل پر واجب ہے کہ نماز یاد کرے اور سورتوں کی قراءت و دیگر واجب اذکار کو کسی واقف شخص کے پاس ٹھیک کرالے تاکہ فریضہ کو صحیح ادا کرسکے، خصوصاً حج یا عمرہ پر جانے والے کے لیے نہایت ضروری ہے کہ اپنی نماز ٹھیک کرالے کیونکہ مجتہدین کا فرمان ہے کہ اگر نماز صحیح نہ ہو تو عمرہ و حج باطل ہونے کا اندیشہ ہے اور انسان حج کے فریضہ سے بری الذّمہ نہیں ہوتا۔ اِس لیے بہتر ہے کہ روانگی سے قبل اپنی قراءت وغیرہ ٹھیک کرلے اور کسی عالمِ دین سے صحتِ نماز کی تصدیق کرالے۔

(۷) :۔ خانۂ کعبہ، مسجدِ نبویؐ اور دیگر مقدّس مقامات پر جو سنگِ مرمر کا فرش ہے اُس پر سجدہ صحیح ہے۔

(۸) :۔ حالتِ احرام میں بدبو سے بچنے کے لیے ناک بند کرنا جائز نہیں ہے البتّہ وہاں سے جلدی گذر جانا جائز ہے۔

(۹) :۔ آئینہ کے علاوہ دوسری چمکدار صاف چیزوں یا صاف پانی جس میں انسان کی صورت نظر آئے، اُسے دیکھنا جائز ہے۔

(۱۰) :۔ جس کھانے میں خوشبو، جیسے زعفران وغیرہ ڈالی گئی ہو اس کو کھانا

حرام ہے، اگر کسی مجبوری میں ایسی غذا کھانی پڑ جائے یا خوشبودار لباس پہننا پڑے، تو ناک بند کر لینی چاہیئے، البتہ خوشبودار پھلوں کا کھانا جائز ہے، لیکن انھیں سونگھنا منع ہے۔

(۱۱) :۔ اگر دورانِ احرام کسی نامحرم عورت کو عمداً دیکھنے سے انزال ہو جائے، تو احتیاط یہ ہے کہ ایک اونٹ کفّارہ دیں، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک گائے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کفّارہ کے طور پر ایک دُنبہ ذبح کریں۔

(۱۲) :۔ حالتِ احرام میں قسم کھانے کا کفّارہ یہ ہے کہ اگر سچی قسم کھائی ہو تو ۳ بار سے کم کے لیے استغفار اور اس سے زیادہ پر ایک دُنبہ ذبح کریں، اور اگر جھوٹی قسم کھائی ہو تو پہلی مرتبہ ایک دُنبہ، دوسری مرتبہ ایک گائے اور اگر تیسری بار قسم کھائی ہو تو ایک اونٹ کفّارے کے طور پر دیں۔

(۱۳) :۔ سوتے وقت مرد کو اپنا سر نہیں چھپانا چاہیئے، اگر غفلت میں چھپا لے تو خیال آتے ہی فوراً کھول دے اور تلبیہ پڑھے۔

(۱۴) :۔ حالتِ احرام میں جن باتوں پر کفّارہ واجب ہوتا ہے انھیں اختیاری حالت میں بجا لائیں یا مجبوری کی صورت میں کفّارہ بہر حال دینا ہوگا۔ بھول جانے کا حکم الگ ہے۔ لیکن شکار عمداً کیا ہو یا سہواً، مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، کفّارہ واجب ہوگا۔

(۱۵) :۔ اگر کسی عورت کے "مخصوص ایّام" دورانِ حج شروع ہو جائیں، اور

جس وقت تک مکّہ میں رہے، پاک نہ ہو، اور پاک ہونے تک ٹھہر بھی نہ سکتی ہو، تو اُسے طواف اور نمازِ طواف کے لیے کسی کو نائب بنانا چاہیئے، سعی خود کرنی چاہیئے۔

(۱۶):۔ طواف کرنے والے کا بدن اور لباس مکمّل طور سے پاک ہونا چاہیئے زخم یا پھوڑے وغیرہ کا وہ مختصر خون جو عام طور سے حالتِ نماز میں معاف ہوتا ہے، وہ بھی حالتِ طواف میں بدن یا لباس پر نہ ہونا چاہیئے۔

(۱۷):۔ وہ خواتین جنھیں اندیشہ ہو کہ عرفات وغیرہ سے واپسی تک اُن کے "مخصوص ایّام" شروع ہو جائیں گے، اور پھر پاک ہونے تک مکّہ میں ٹھہرنا ممکن نہ ہوگا ___ یا ایسے بوڑھے مرد یا عورتیں جن کو یہ ڈر ہو کہ عرفات سے واپسی پر "رش" زیادہ ہونے کی وجہ سے اُن کے لیے طواف کرنا ممکن نہ ہوگا اور اتنا وقت بھی نہ ہوگا کہ وہ "رش" کم ہونے تک مکّہ میں ٹھہر سکیں ___ تو یہ لوگ حج کا احرام باندھنے کے بعد، عرفات جانے سے پہلے ہی طواف، نمازِ طواف، سعی، طوافُ النساء اور اُس کی نماز ادا کرلیں ___ لیکن اگر بعد میں اُن کا یہ اندیشہ غلط ثابت ہو تو مذکورہ بالا تمام اعمال دوبارہ بجالائیں۔

(۱۸):۔ "تقصیر" کا جن مواقع پر حکم ہے، اُن مواقع پر یہ جائز نہیں ہے کہ تقصیر کے طور پر داڑھی منڈالیں، کیونکہ یہ عمل حرام ہے۔ اور اس سے فریضۂ تقصیر ادا نہیں ہوگا۔

(۱۹) :۔ عمرۂ تمتع کی تقصیر کے بعد انسان پر ہر وہ چیز حلال ہو جاتی ہے جو حالتِ احرام میں ناجائز تھی ۔ لیکن حج سے پہلے نہ سر منڈانا جائز ہے ، نہ مکّہ سے باہر جانا ، اور نہ کوئی اور عمرہ کرنا۔

(۲۰) :۔ اگر کوئی لڑکا ختنہ شدہ ہوا ہو تو اُس کے لیے طواف کرنا جائز ہے۔

(۲۱) :۔ جس شخص پر حج واجب ہو ، اگر وہ ختنہ شدہ نہ ہو تو اُسے ختنہ کرا لینا چاہیئے ، حکمِ خدا کی بجا آوری میں شرمانا عبث ہے۔

(۲۲) :۔ طواف میں "قِران" جائز نہیں ہے ۔ یعنی یہ جائز نہیں ہے کہ انسان طوافِ واجب بجالانے کے بعد اُس کی نماز پڑھے بغیر ہی دوسرا طواف کر ڈالے ۔ اور طواف مستحب میں یہ بات مکروہ ہے۔

(۲۳) :۔ مکّہ معظّمہ میں قیام کے دوران طوافِ واجب کے علاوہ ، مستحب ہے کہ والدین ، اولاد ، بیوی ، اہلِ وطن اور ائمہ طاہرین علیہم السّلام کی طرف سے بھی طواف کریں اور نمازِ طواف پڑھیں ۔ مستحب طواف کئی افراد کی طرف سے ایک بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۲۴) :۔ حرم میں پڑی ہوئی چیزوں کو بالکل نہ اُٹھائیں ، احتیاط یہ ہے کہ اُنھیں ہاتھ بھی نہ لگائیں۔

(۲۵) :۔ سعی کے دوران ایک جگہ آتی ہے جہاں علامت کے طور پر ستونوں پر سبز رنگ کا پینٹ اور اوپر سبز رنگ کی ٹیوب لائٹ لگی ہوتی ہے ، مرد حجّاج کرام کے لیے مستحب ہے یہاں ہرولہ کریں۔

(۲۶) :۔ عرفات میں دعائے حضرت امام حسین علیہ السّلام ، دعائے

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ، اور دیگر دعائیں جو صحیفۂ کاملہ اور دیگر معتبر کتابوں میں درج ہیں، انھیں پڑھیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی روزِ عرفہ کی مخصوص زیارت بھی پڑھیں، زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کریں ــــ حاجی حضرات کے لیے آج کا دن نہایت اہم ہے، جتنا ہو سکے گڑگڑا کر خداوندِ عالم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور تمام اہلِ ایمان کے لیے دعا کریں۔

(۲۷) :ــــ اگر کوئی شخص یہ نذر کرے کہ میں اپنے شہر سے، یا میقات سے قبل کسی بھی مقدس جگہ سے احرام باندھوں گا، تو اُس کی یہ نذر صحیح ہے، اور جس جگہ سے نذر کی ہے وہیں سے احرام باندھے گا۔

(۲۸) :ــــ اگر کوئی شخص حج ادا کیے بغیر فوت ہو جائے (جبکہ اُس پر حج واجب رہا ہو) تو اُس کے وارثوں کو چاہیئے کہ اُس کے چھوڑے ہوئے مال میں جو خمس و زکوٰۃ واجب ہو اُسے ادا کرلنے کے بعد اُس رقم سے حج کے اخراجات الگ کریں ــــ اس کے بعد باقی مال کو ورثہ پر تقسیم کریں۔

(۲۹) :ــــ حجاجِ کرام، جو ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ سے واپس آرہے ہوں، انھیں خیال رکھنا چاہیئے کہ زوالِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ البتہ ۱۳ ذی الحجہ کو آنے والے کنکر مارنے کے بعد کسی بھی وقت آسکتے ہیں۔

(۳۰) :ــــ حج کے لیے جانے والے حضرات کے لیے خصوصی طور پر مستحب ہے

کہ اپنی وصیت لکھ کر یا زبانی بیان کر کے جائیں۔

(۳۱):۔ اِس مقدّس روانگی سے قبل، اُن کے ذمّے جو بھی حقوقُ اللّٰہ یا حقوقُ النّاس باقی ہوں، اُنھیں ادا کر کے جائیں اور خمس و زکوٰۃ وغیرہ کی رقم اُن کے مستحقین تک پہونچا دیں۔

(۳۲):۔ اخراجاتِ حج میں فراخدلی سے کام لیں، بُخل یا کنجوسی نہ کریں۔

(۳۳):۔ کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیں، صحّت کا خاص خیال رکھیں۔

(۳۴):۔ دورانِ سفرِ حج، مذہبی بحث و مباحثہ سے حتّی الامکان ہر جگہ پرہیز کریں۔

(۳۵):۔ تمام مقدّس مقامات پر اپنی عافیت، مرحومین کی مغفرت اولاد، احباب، والدین، قرابتداروں، اہلِ خاندان اور جملہ اہلِ ایمان کی سلامتی کی دعاء کریں۔

(۳۶):۔ کوشش کریں کہ حج کا یہ سفر آپ کی زندگی میں ایک ایسا فکری انقلاب پیدا کر دے کہ ہر کام میں رضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ بیدار ہو جائے، اور زندگی کے عام معمولات کو انجام دیتے وقت بھی ایسا اسلوب اختیار کریں جو خوشنودیٔ خدا کا ذریعہ بن جائے۔

مدینۂ منوّرہ

میں

حاضری

زیارت جناب رسولِ اکرمؐ

* * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَ رَسُوْلَہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ وَخِیَرَتَہٗ مِنْ خَلْقِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْنَ اللّٰہِ وَحُجَّتَہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الدَّاعِیْ اِلَی اللّٰہِ وَ السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ الَّذِیْنَ اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا ۔

اَشْھَدُ اَنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَیْتَ بِالْحَقِّ وَ قُلْتَ بِالصِّدْقِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَنِیْ لِلْاِیْمَانِ وَالتَّصْدِیْقِ وَمَنَّ عَلَیَّ بِطَاعَتِکَ وَاتِّبَاعِ سَبِیْلِکَ، وَجَعَلَنِیْ مِنْ اُمَّتِکَ وَ الْمُجِیْبِیْنَ لِدَعْوَتِکَ وَھَدَانِیْ اِلٰی مَعْرِفَتِکَ وَ مَعْرِفَۃِ الْاَئِمَّۃِ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ، اَتَقَرَّبُ اِلَی اللّٰہِ بِمَا یُرْضِیْکَ وَ اَبْرَءُ اِلَی اللّٰہِ مِمَّا یُسْخِطُکَ، مُوَالِیًا لِاَوْلِیَائِکَ مُعَادِیًا لِاَعْدَائِکَ جِئْتُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

زَائِرًا وَّقَصَدْتُكَ رَاغِبًا مُّتَوَسِّلًا اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ
وَاَنْتَ صَاحِبُ الْوَسِيْلَةِ وَالْمَنْزِلَةِ الْجَلِيْلَةِ
وَالشَّفَاعَةِ الْمَقْبُوْلَةِ وَالدَّعْوَةِ الْمَسْمُوْعَةِ
فَاشْفَعْ لِيْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْغُفْرَانِ وَالرَّحْمَةِ
وَالتَّوْفِيْقِ وَالْعِصْمَةِ ، فَقَدْ غَمَرَتِ الذُّنُوْبُ
وَشَمِلَتِ الْعُيُوْبُ وَاَثْقَلَ الظَّهْرَ وَتَضَاعَفَ
الْوِزْرُ وَقَدْ اَخْبَرْتَنَا وَخَبَرُكَ الصِّدْقُ اَنَّهٗ
تَعَالٰى قَالَ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ :

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ."

وَقَدْ جِئْتُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ
ذُنُوْبِيْ ، تَائِبًا مِّنْ مَّعَاصِيْ وَسَيِّئَاتِيْ وَاِنِّيْ اَتَوَجَّهُ
اِلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكَ لِيَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاشْفَعْ
لِيْ يَاشَفِيْعَ الْاُمَّةِ وَاَجِرْنِيْ يَانَبِيَّ الرَّحْمَةِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ الطَّاهِرِيْنَ .

(اس کے بعد دو رکعت نماز زیارت مسجد کے اندر یا باہر جہاں جگہ ملے ، صبح کی طرح پڑھیں ، اور خداوند عالم کی بارگاہ میں حضور اکرمؐ اور آپؐ کے اہلبیت طاہرینؑ کے وسیلے سے اپنی حاجتیں طلب کریں ۔)

زیارت شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہراؑ

* * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَلِيْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ صَفِيِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَمِيْنِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللّٰهِ وَخَيْرِ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَىْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الشَّهِيْدَةُ الصِّدِّيْقَةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْفَاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْحَوْرِيَّةُ

الْاِنْسِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَ عَلٰى بَعْلِكِ وَ بَنِيْكِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَ عَلٰى رُوْحِكِ وَ بَدَنِكِ ، اَشْهَدُ اَنَّكِ مَضَيْتِ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكِ وَ اَنَّ مَنْ سَرَّكِ فَقَدْ سَرَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَ مَنْ جَفَاكِ فَقَدْ جَفَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَ مَنْ قَطَعَكِ فَقَدْ قَطَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لِاَنَّكِ بَضْعَةٌ مِّنْهُ ، وَ رُوْحُهُ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْهِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ سَلَامِ اللّٰهِ وَ اَفْضَلُ صَلَوَاتِهٖ ، اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اَنِّيْ رَاضٍ عَمَّنْ رَّضِيْتِ عَنْهُ ، سَاخِطٌ عَمَّنْ سَخِطْتِ عَلَيْهِ ، مُتَبَرِّئٌ مِّمَّنْ تَبَرَّأْتِ مِنْهُ مُوَالٍ لِّمَنْ وَّالَيْتِ ، مُعَادٍ لِّمَنْ عَادَيْتِ مُبْغِضٌ لِّمَنْ اَبْغَضْتِ ، مُحِبٌّ لِّمَنْ اَحْبَبْتِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا وَّ حَسِيْبًا وَّ جَازِيًا وَّ مُثِيْبًا ،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ خَيْرِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ ، وَ صَلِّ عَلٰى وَصِيِّهٖ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، وَ اِمَامِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ خَيْرِ

الْوَصِيِّيْنَ ، وَصَلِّ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ
سَيِّدَةِ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ ، وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدَىْ
شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَ
صَلِّ عَلٰى زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بَاقِرِ عِلْمِ النَّبِيِّيْنَ
وَصَلِّ عَلَى الصَّادِقِ عَنِ اللّٰهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
وَصَلِّ عَلٰى كَاظِمِ الْغَيْظِ فِى اللّٰهِ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ
وَصَلِّ عَلَى الرِّضَا عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى ، وَصَلِّ عَلَى
التَّقِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَصَلِّ عَلَى النَّقِيِّ عَلِيِّ
بْنِ مُحَمَّدٍ ، وَصَلِّ عَلَى الزَّكِيِّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
وَصَلِّ عَلَى الْحُجَّةِ الْقَآئِمِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
اَللّٰهُمَّ اَحْيِ بِهِ الْعَدْلَ وَاَمِتْ بِهِ الْجَوْرَ
وَزَيِّنْ بِبَقَائِهِ الْاَرْضَ ، وَاَظْهِرْ بِهِ دِيْنَكَ
وَسُنَّةَ نَبِيِّكَ حَتّٰى لَا يَسْتَخْفِيَ بِشَيْءٍ مِّنَ
الْحَقِّ مَخَافَةَ اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ وَاجْعَلْنَا مِنْ
اَشْيَاعِهِ وَاَتْبَاعِهِ وَالْمَقْبُوْلِيْنَ فِىْ زُمْرَةِ
اَوْلِيَآئِهِ ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ـ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَهْلِ بَيْتِهِ الَّذِيْنَ اَذْهَبْتَ
عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيْرًا ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ ، وَبِاَهْلِ بَیْتِهٖ صَلَوَاتُكَ عَلَیْهِمْ ، وَاَسْئَلُكَ بِحَقِّكَ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُ كُنْهَهٗ سِوَاكَ ، وَاَسْئَلُكَ بِحَقِّ مَنْ حَقُّهٗ عِنْدَكَ عَظِیْمٌ وَبِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰی الَّتِیْ اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَدْعُوْكَ بِهَا وَ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اَمَرْتَ بِهٖ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ یَّدْعُوَ بِهِ الطَّیْرَ فَاَجَابَهٗ وَ بِاسْمِكَ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ قُلْتَ لِلنَّارِ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ، فَكَانَتْ بَرْدًا وَّسَلَامًا ، وَبِاَحَبِّ الْاَسْمَآءِ اِلَیْكَ وَ اَشْرَفِهَا وَاَعْظَمِهَا لَدَیْكَ وَاَسْرَعِهَا اِجَابَةً وَاَنْجَحِهَا طَلِبَةً وَبِمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَ مُسْتَحِقُّهٗ وَ مُسْتَوْجِبُهٗ وَاَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ وَاَرْغَبُ اِلَیْكَ وَاَتَضَرَّعُ وَاُلِحُّ عَلَیْكَ وَاَسْئَلُكَ بِكُتُبِكَ الَّتِیْ اَنْزَلْتَهَا عَلٰی اَنْبِیَآئِكَ وَرُسُلِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَیْهِمْ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الزَّبُوْرِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ فَاِنَّ فِیْهَا اسْمَكَ الْاَعْظَمَ وَبِمَا فِیْهَا مِنْ اَسْمَآئِكَ الْعُظْمٰی اَنْ تُصَلِّیَ

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُفَرِّجَ عَنْ
اٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَشِيْعَتِهِمْ وَمُحِبِّيْهِمْ وَعَنِّيْ وَ
تَفْتَحَ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِدُعَائِيْ وَتَرْفَعَهُ فِيْ
عِلِّيِّيْنَ وَتَاْذَنَ لِيْ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ هٰذِهِ
السَّاعَةِ بِفَرَجِيْ وَاِعْطَاءِ اَمَلِيْ وَسُؤْلِيْ فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، يَامَنْ لَّا يَعْلَمُ اَحَدٌ كَيْفَ هُوَ
وَقُدْرَتَهُ اِلَّا هُوَ ، يَامَنْ سَدَّ الْهَوَآءَ بِالسَّمَاءِ
وَكَبَسَ الْاَرْضَ عَلَى الْمَآءِ ، وَاخْتَارَ لِنَفْسِهٖ
اَحْسَنَ الْاَسْمَآءِ ، يَا سَمّٰى نَفْسَهُ بِالْاِسْمِ
الَّذِيْ تُقْضٰى بِهٖ حَاجَةُ مَنْ يَّدْعُوْهُ اَسْئَلُكَ
بِحَقِّ ذٰلِكَ الْاِسْمِ فَلَا شَفِيْعَ اَقْوٰى لِيْ مِنْهُ
اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ، وَاَنْ
تَقْضِيَ لِيْ حَوَائِجِيْ وَتُسْمِعَ بِمُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ
وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ
الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَّجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
وَمُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَعَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى وَمُحَمَّدِ
بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ
عَلِيٍّ وَالْحُجَّةِ الْمُنْتَظَرِ لِاِذْنِكَ صَلَوَاتُكَ
وَسَلَامُكَ وَرَحْمَتُكَ وَبَرَكَاتُكَ عَلَيْهِمْ

صَوْتِیْ لِیَشْفَعُوْا اِلَیْكَ وَتُشَفِّعَهُمْ فِیَّ
وَلَا تَرُدَّنِیْ خَآئِبًا بِحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ؞

زیارت حضرت امام حسن مجتبیٰؑ

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بْنَ نَبِیِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بْنَ خَدِیْجَةَ الْكُبْرٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفْوَةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْنَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صِرَاطَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا لِسَانَ حِكْمَةِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَاصِرَ دِیْنِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا السَّیِّدُ الزَّكِیُّ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْبَرُّ التَّقِیُّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْقَآئِمُ الْاَمِیْنُ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْعَالِمُ بِالتَّنْزِیْلِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

اَیُّهَا الْهَادِی الْمَهْدِیُّ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْبَاهِرُ الْخَفِیُّ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الطَّاهِرُ الزَّکِیُّ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ الشَّهِیْدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْحَقُّ الْحَقِیْقُ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَوْلَایَ یَا اَبَا مُحَمَّدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ •

زیارت حضرت امام زین العابدین ؑ

* * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا زَیْنَ الْمُتَهَجِّدِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ الْمُسْلِمِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا قُرَّةَ عَیْنِ النَّاظِرِیْنَ الْعَارِفِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَصِیَّ الْوَصِیِّیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَازِنَ وَصَایَا الْمُرْسَلِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ضَوْءَ الْمُسْتَوْحِشِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ الْمُجْتَهِدِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سِرَاجَ الْمُرْتَاضِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

يَا ذَخِيرَةَ الْمُتَعَبِّدِينَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مِصْبَاحَ
الْعَالَمِينَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَفِينَةَ الْعِلْمِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَكِينَةَ الْحِلْمِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا مِيزَانَ الْقِصَاصِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَفِينَةَ
الْخَلَاصِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَحْرَ النَّدَى ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا بَدْرَ الدُّجَى ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْاَوَّاهُ
الْحَلِيمُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الصَّابِرُ الْحَكِيمُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَئِيسَ الْبَكَّائِينَ ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا مِصْبَاحَ الْمُؤْمِنِينَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا مَوْلَايَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ ، اَشْهَدُ اَنَّكَ حُجَّةُ
اللهِ وَابْنُ حُجَّتِهِ وَ اَبُو حُجَجِهِ وَابْنُ اَمِينِهِ
وَابْنُ اُمَنَائِهِ وَ اَنَّكَ نَاصَحْتَ فِي عِبَادَةِ رَبِّكَ
وَ سَارَعْتَ فِي مَرْضَاتِهِ وَخَيَّبْتَ اَعْدَائَهُ
وَ سَرَرْتَ اَوْلِيَائَهُ ، اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ
عَبَدْتَ اللهَ حَقَّ عِبَادَتِهِ وَاتَّقَيْتَهُ حَقَّ تُقَاتِهِ
وَ اَطَعْتَهُ حَقَّ طَاعَتِهِ حَتّٰى اَتٰيكَ الْيَقِينُ ،
فَعَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ اَفْضَلُ
التَّحِيَّةِ ، وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللهِ
وَ بَرَكَاتُهُ .

زیارت حضرت امام محمّد باقرؑ

* * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْبَاقِرُ بِعِلْمِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْفَاحِصُ عَنْ دِيْنِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمُبَيِّنُ لِحُكْمِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْقَآئِمُ بِقِسْطِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّاصِحُ لِعِبَادِ اللهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الدَّاعِيْ اِلَى اللهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الدَّلِيْلُ عَلَى اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْحَبْلُ الْمَتِيْنُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النُّوْرُ السَّاطِعُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْبَدْرُ اللَّامِعُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْحَقُّ الْاَبْلَجُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا السِّرَاجُ الْاَسْرَجُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّجْمُ الْاَزْهَرُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْكَوْكَبُ الْاَبْهَرُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمُنَزَّهُ عَنِ الْمُعْضِلَاتِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَعْصُوْمُ مِنَ الزَّلَّاتِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الزَّكِيُّ فِي الْحَسَبِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الرَّفِيْعُ

فِی النَّسَبِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْقَصْرُ الْمَشِیْدُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ اَجْمَعِیْنَ ، اَشْھَدُ یَا مَوْلَایَ اَنَّکَ قَدْ صَدَعْتَ بِالْحَقِّ صَدْعًا ، وَ بَقَرْتَ الْعِلْمَ بَقْرًا وَ نَشَرْتَہٗ نَشْرًا لَمْ تَاْخُذْکَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃُ لَائِمٍ وَ کُنْتَ لِدِیْنِ اللّٰہِ وَقَضَیْتَ مَا کَانَ عَلَیْکَ ، وَ اَخْرَجْتَ اَوْلِیَآئَکَ مِنْ وَّلَایَۃِ غَیْرِ اللّٰہِ اِلٰی وِلَایَۃِ اللّٰہِ وَ اَمَرْتَ بِطَاعَۃِ اللّٰہِ وَ نَھَیْتَ عَنْ مَّعْصِیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی قَبَضَکَ اللّٰہُ اِلٰی رِضْوَانِہٖ وَ ذَھَبَ بِکَ اِلٰی دَارِ کَرَامَتِہٖ ، وَاِلٰی مَسَاکِنِ اَصْفِیَآئِہٖ وَمُجَاوَرَۃِ اَوْلِیَآئِہٖ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔

زیارت حضرت امام جعفر صادقؑ

* * * * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْاِمَامُ الصَّادِقُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْوَصِیُّ النَّاطِقُ ، اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ اَيُّهَا الْفَائِقُ الرَّائِقُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا السَّنَامُ الْاَعْظَمُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الصِّرَاطُ الْاَقْوَمُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مِصْبَاحَ الظُّلُمَاتِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَافِعَ الْمُعْضِلَاتِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مِفْتَاحَ الْخَيْرَاتِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَعْدِنَ الْبَرَكَاتِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْحُجَجِ وَالدَّلَالَاتِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْبَرَاهِيْنِ الْوَاضِحَاتِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاصِرَ دِيْنِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاشِرَ حُكْمِ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاصِلَ الْخِطَابَاتِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا كَاشِفَ الْكُرُبَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمِيْدَ الصَّادِقِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا لِسَانَ النَّاطِقِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلَفَ الْخَائِفِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَعِيْمَ الصَّادِقِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا هَادِيَ الْمُضِلِّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَكَنَ الطَّائِعِيْنَ اَشْهَدُ يَا مَوْلَايَ اَنَّكَ عَلَى الْهُدٰى وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى، وَشَمْسُ الضُّحٰى وَبَحْرُ الْمُدٰى

وَكَهفُ الوَرٰى، وَالمَثَلُ الاَعلٰى وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رُوحِكَ وَبَدَنِكَ، وَالسَّلَامُ عَلَيكَ وَعَلَى العَبَّاسِ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

جنّت البقیع میں مدفون حضرات ائمۂ طاہرینؑ کی مشترکہ زیارت

* * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَيكُم اَئِمَّةَ المُؤمِنِينَ وَسَادَةَ المُتَّقِينَ، وَكُبَرَآءَ الصِّدِّيقِينَ وَاُمَرَآءَ الصَّالِحِينَ، وَقَادَةَ المُحسِنِينَ، وَاَعلَامَ المُهتَدِينَ، وَاَنوَارَ العَارِفِينَ وَوَرَثَةَ الاَنبِيَآءِ وَصَفوَةَ الاَصفِيَآءِ وَخِيَرَةَ الاَتقِيَآءِ وَعِبَادَ الرَّحمٰنِ وَشُرَكَآءَ الفُرقَانِ وَمَنَاهِجَ الاِيمَانِ وَمَعَادِنَ الحَقَائِقِ، وَشُفَعَاءَ الخَلَائِقِ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَشهَدُ اَنَّكُم اَبوَابُ نِعَمِ اللّٰهِ الَّتِي فَتَحَهَا عَلٰى بَرِيَّتِهٖ

وَ الْاَعْلَامُ الَّتِیْ فَطَرَهَا لِاِرْشَادِ خَلِیْقَتِهٖ
وَ الْمَوَازِیْنُ الَّتِیْ نَصَبَهَا لِتَهْذِیْبِ شَرِیْعَتِهٖ
وَ اَنْتُمْ مَفَاتِیْحُ رَحْمَتِهٖ وَمَقَالِیْدُ مَغْفِرَتِهٖ
وَ سَحَائِبُ رِضْوَانِهٖ وَمَفَاتِیْحُ جِنَانِهٖ
وَ حَمَلَةُ فُرْقَانِهٖ وَ خَزَنَةُ عِلْمِهٖ
وَ حَفَظَةُ سِرِّهٖ وَ مَهْبِطُ وَحْیِهٖ
وَ مَعَادِنُ اَمْرِهٖ وَنَهْیِهٖ وَاَمَانَاتُ النُّبُوَّةِ
وَ وَدَائِعُ الرِّسَالَةِ، وَفِیْ بُیُوْتِکُمْ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ،
وَ مِنْ دَارِکُمْ ظَهَرَ الْاِسْلَامُ وَ الْاِیْمَانُ
وَ اِلَیْکُمْ مُخْتَلَفُ رُسُلِ اللهِ وَ الْمَلَائِکَةِ
وَ اَنْتُمْ اَهْلُ اِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْنَ ارْتَضَاکُمُ
اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْاِمَامَةِ وَاجْتَبَاکُمْ لِلْخِلَافَةِ
وَ عَصَمَکُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ.
وَ طَهَّرَکُمْ مِنَ الرِّجْسِ وَ فَضَّلَکُمْ بِالنَّوْعِ
وَ الْجِنْسِ ، وَ اصْطَفَاکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ بِالنُّوْرِ
وَالْهُدٰی وَالْعِلْمِ وَالتُّقٰی وَالْحِلْمِ وَالنُّهٰی
وَ السَّکِیْنَةِ وَ الْوَقَارِ وَ الْخَشْیَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ
وَ الْحِکْمَةِ وَ الْاٰثَارِ وَ التَّقْوٰی وَ الْعَفَافِ
وَ الرِّضَا وَ الْکَفَافِ وَ الْقُلُوْبِ الزَّاکِیَةِ

وَ النُّفُوسِ الْعَالِيَةِ وَ الْاَشْخَاصِ الْمُنِيرَةِ
وَ الْاَحْسَابِ الْكَبِيرَةِ وَ الْاَنْسَابِ الطَّاهِرَةِ
وَ الْاَنْوَارِ الْبَاهِرَةِ الْمَوْصُولَةِ وَالْاَحْكَامِ الْمَفْرُوضَةِ
وَ اَكْرَمَكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَ اَيَّدَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
وَ اَعَزَّكُمْ بِالْحُجَجِ الْبَالِغَةِ وَالْاَدِلَّةِ الْوَاضِحَةِ
وَخَصَّكُمْ بِالْاَقْوَالِ الصَّادِقَةِ وَالْاَمْثَالِ النَّاطِقَةِ
وَ الْمَوَاعِظِ الشَّافِيَةِ وَ الْحِكَمِ الْبَالِغَةِ
وَ وَرَّثَكُمْ عِلْمَ الْكِتَابِ وَمَنَحَكُمْ فَصْلَ الْخِطَابِ
وَ اَرْشَدَكُمْ لِطُرُقِ الصَّوَابِ وَاَوْدَعَكُمْ عِلْمَ الْمَنَايَا
وَ الْبَلَايَا وَ الْمَكْنُونَ الْخَفَايَا وَمَعَالِمَ التَّنْزِيلِ
وَمَفَاصِلَ التَّاوِيلِ وَمَوَارِيثَ الْحِكْمَةِ
وَ شِعَارَ الْخَلِيلِ وَمِفْسَّنَةَ الْكَلِيمِ وَسَابِغَةَ دَاوٗدَ
وَخَاتَمَ الْمُلْكِ وَفَضْلَ الْمُصْطَفٰى وَ سَيْفَ الْمُرْتَضٰى
وَ الْجَفْرَ الْعَظِيْمِ وَ الْاِرْثَ الْقَدِيْمِ وَضَرَبَ لَكُمْ
فِي الْقُرْاٰنِ اَمْثَالًا وَ امْتَحَنَكُمْ بَلْوٰى وَاحَلَّكُمْ
مَحَلَّ نَهْرِ طَالُوتَ وَحَرَّمَ عَلَيْكُمُ الصَّدَقَةَ
وَ اَحَلَّ لَكُمُ الْخُمُسَ وَنَزَّهَكُمْ عَنِ الْخَبَائِثِ
مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ فَاَنْتُمُ الْعِبَادُ الْمُكْرَمُوْنَ
وَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالْاَوْصِيَاءُ الْمُصْطَفَوْنَ

وَ الْاَئِمَّةُ الْمَعْصُوْمُوْنَ وَالْعُلَمَآءُ الصَّادِقُوْنَ
وَ الْحُكَمَآءُ الرَّاسِخُوْنَ الْمُبَيِّنُوْنَ وَالْبُشَرَآءُ
النُّذَرَآءُ الشُّرَفَآءُ الْفُضَلَآءُ وَالسَّادَةُ الْاَتْقِيَاءُ
الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَ اللَّابِسُوْنَ شِعَارَ الْبَلْوٰى وَرِدَآءَ التَّقْوٰى
وَ الْمُتَسَرْبِلُوْنَ نُوْرَ الْهُدٰى وَ الصَّابِرُوْنَ فِى
الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ وَلَدَيْكُمُ
الْحَقُّ وَ رَبَّاكُمُ الصِّدْقُ وَغَذَّاكُمُ الْيَقِيْنُ
وَ نَطَقَ بِفَضْلِكُمُ الدِّيْنُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمُ
السَّبِيْلُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ الطُّرُقُ اِلٰى ثَوَابِهٖ
وَ الْهُدٰى اِلٰى خَلِيْقَتِهٖ وَ الْاَعْلَامُ فِىْ بَرِيَّتِهٖ
وَ السُّفَرَآءُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ خَلْقِهٖ وَاَوْتَادُهٗ فِىْ اَرْضِهٖ
وَخُزَّانُهٗ عَلٰى عِلْمِهٖ وَاَنْصَارُ كَلِمَةِ التَّقْوٰى
وَ مَعَالِمُ سُبُلِ الْهُدٰى وَمَفْزَعُ الْعِبَادِ اِذَا
اخْتَلَفُوْا وَ الدَّآلُّوْنَ عَلَى الْحَقِّ اِذَا تَنَازَعُوْا
وَ النُّجُوْمُ الَّتِىْ بِكُمْ يُهْتَدٰى وَ بِاَقْوَالِكُمْ وَاَفْعَالِكُمْ
يُقْتَدٰى ، وَ بِفَضْلِكُمْ نَطَقَ الْقُرْاٰنُ وَ بِوِلَايَتِكُمْ
كَمُلَ الدِّيْنُ وَ الْاِيْمَانُ وَ اَنَّكُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ الْحَقِّ
وَمَنْ خَالَفَكُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ الْبَاطِلِ وَاَنَّ اللّٰهَ اَوْدَعَ

قُلُوبَكُمْ اَسْرَارَ الْغُيُوبِ وَ مَقَادِيرَ الْخُطُوبِ
وَ اَرْفَدَ اِلَيْكُمْ تَاْيِيدَ السَّكِينَةِ وَطُمَانِيْنَةِ
الْوَقَارِ، وَجَعَلَ اَبْصَارَكُمْ مَاْلِفَ لِلْقُدْرَةِ
وَ اَرْوَاحَكُمْ مَعَادِنَ لِلْقُدْسِ فَلَا يَنْعَتُكُمْ اِلَّا
الْمَلَآئِكَةُ ، وَلَا يَصِفُكُمْ اِلَّا الرُّسُلُ ، اَنْتُمْ
اُمَنَآءُ اللّٰهِ وَ اَحِبَّآءُهٗ وَ عِبَادُهٗ لِلْقُدْسِ
وَاَصْفِيَآئُهٗ وَاَنْصَارُ تَوْحِيدِهٖ وَ اَرْكَانُ
تَمْجِيدِهٖ وَ دَعَآئِمُ تَحْمِيدِهٖ وَ دُعَاتُهٗ
اِلٰى دِيْنِهٖ وَحَرَسَةُ خَلَآئِقِهٖ وَ حَفَظَةُ
شَرَآئِعِهٖ ، وَاَنَا اُشْهِدُ اللّٰهَ خَالِقِيْ
وَ اُشْهِدُ مَلَآئِكَتَهٗ وَاَنْبِيَآئَهٗ وَ رُسُلَهٗ ،
وَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ مُؤْمِنٌ بِكُمْ مُقِرٌّ بِفَضْلِكُمْ
مُعْتَقِدٌ لِاِمَامَتِكُمْ مُؤْمِنٌ بِعِصْمَتِكُمْ خَاضِعٌ
لِوِلَايَتِكُمْ ، مُتَقَرِّبٌ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ بِحُبِّكُمْ
وَ بِالْبَرَآئَةِ مِنْ اَعْدَآئِكُمْ عَالِمٌ بِاَنَّ اللّٰهَ جَلَّ
جَلَالُهٗ قَدْ طَهَّرَكُمْ مِنَ الْفَوَاحِشِ مَا ظَهَرَ
مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ، وَمِنْ كُلِّ رِجَاسَةٍ وَدَنَائَةٍ
وَنَجَاسَةٍ وَ اَعْطَاكُمْ رَايَةَ الْخَلْقِ الَّتِيْ مَنْ
تَقَدَّمَهَا ضَلَّ، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا ذَلَّ وَفَرَضَ

طَاعَتَكُمْ وَ مَوَدَّتَكُمْ عَلٰى كُلِّ اَسْوَدَ وَ اَبْيَضَ مِنْ
عِبَادِهٖ ، فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰى اَرْوَاحِكُمْ وَ اَجْسَادِكُمْ
اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ
سَيِّدِ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى
اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ ،
اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بَاقِرِ
عِلْمِ الدِّيْنِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرِ
بْنِ مُحَمَّدِنِ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ
بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَ اُمِّيْ ، لَقَدْ رَضِعْتُمْ ثَدْيَ الْاِيْمَانِ
وَ رُبِّيْتُمْ فِيْ حِجْرِ الْاِسْلَامِ وَ اصْطَفٰيكُمُ اللّٰهُ
عَلَى النَّاسِ وَ وَرَّثَكُمْ عِلْمَ الْكِتَابِ وَ عَلَّمَكُمْ
فَصْلَ الْخِطَابِ وَ اَجْرٰى فِيْكُمْ مَوَارِثَ النُّبُوَّةِ
وَ فَجَّرَ بِكُمْ يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ ، وَ اَلْزَمَكُمْ بِحِفْظِ
الشَّرِيْعَةِ ، وَ فَرَضَ طَاعَتَكُمْ وَ مَوَدَّتَكُمْ عَلَى
النَّاسِ ، اَلسَّلَامُ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ خَلِيْفَةِ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، الْاِمَامِ الرَّضِيِّ الْهَادِي
الْمَرْضِيِّ ، عَلَمِ الدِّيْنِ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ
اَلْعَامِلِ بِالْحَقِّ وَ الْقَآئِمِ بِالْقِسْطِ ، اَفْضَلَ
وَ اَطْيَبَ وَ اَزْكٰى وَ اَنْمٰى مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ

مِنْ اَوْلِيَآئِكَ وَ اَصْفِيَآئِكَ وَ اَحِبَّآئِكَ
صَلَاةً تُبَيِّضُ بِهَا وَجْهَهٗ وَ تُطَيِّبُ بِهَا رُوْحَهٗ
فَقَدْ لَزِمَ عَنْ اٰبَآئِهِ الْوَصِيَّةَ وَ دَفَعَ عَنِ
الْاِسْلَامِ الْبَلِيَّةَ فَلَمَّا خَافَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
الْفِتَنَ رَكَنَ اِلَى الَّذِیْ اِلَيْهِ رَكَنَ وَ كَانَ بِمَا
اٰتَيٰهُ اللّٰهُ عَالِمًا ، وَ بِدِيْنِهٖ قَآئِمًا فَاجْزِهِ
اللّٰهُمَّ جَزَآءَ الْعَارِفِيْنَ وَصَلِّ عَلَيْهِ فِی الْاَوَّلِيْنَ
وَ الْاٰخِرِيْنَ ، وَ بَلِّغْهُ مِنَّا السَّلَامَ ، وَارْدُدْ عَلَيْنَا
مِنْهُ السَّلَامَ ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْاِمَامِ الْوَصِیِّ وَالسَّيِّدِ الرَّضِیِّ
وَالْعَابِدِ الْاَمِيْنِ ، عَلِیِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
اِمَامِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ وَارِثِ عِلْمِ النَّبِيِّيْنَ ، اَللّٰهُمَّ
اخْصُصْهُ بِمَا خَصَصْتَ بِهٖ اَوْلِيَآئَكَ مِنْ
شَرَآئِفِ رِضْوَانِكَ وَ كَرَآئِمِ تَحِيَّاتِكَ
وَ نَوَامِیْ بَرَكَاتِكَ فَلَقَدْ بَالَغَ فِیْ عِبَادَتِهٖ
وَ نَصَحَ لَكَ فِیْ طَاعَتِهٖ وَ سَارَعَ فِیْ رِضَاكَ
وَ سَلَكَ بِالْاُمَّةِ طَرِيْقَ هُدٰاكَ وَ قَضٰى مَا
كَانَ عَلَيْهِ مِنْ حَقِّكَ فِیْ دَوْلَتِهٖ وَ اَدّٰی مَا وَجَبَ
عَلَيْهِ فِیْ وَلَايَتِهٖ حَتّٰى انْقَضَتْ اَيَّامُهٗ وَ كَانَ

بِشِيْعَتِهِ رَءُوْفًا وَّ بِرَعِيَّتِهِ رَحِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ بَلِّغْهُ مِنَّا السَّلَامَ ، وَارْدُدْ مِنْهُ عَلَيْنَا السَّلَامَ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلَى الْوَصِيِّ الْبَاقِرِ وَ الْاِمَامِ الطَّاهِرِ وَ الْعَلَمِ الظَّاهِرِ ، مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی وَلِيِّكَ الصَّادِعِ بِالْحَقِّ وَ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ الَّذِیْ بَقَرَ الْعِلْمَ وَبَيَّنَهٗ سِرًّا وَّجَهْرًا وَقَضٰی بِالْحَقِّ الَّذِیْ كَانَ عَلَيْهِ وَاَدَّی الْاَمَانَةَ الَّتِیْ صَارَتْ اِلَيْهِ وَ اَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَ نَهٰی عَنْ مَعْصِيَتِكَ ، اَللّٰهُمَّ فَكَمَا جَعَلْتَهٗ نُوْرًا يَسْتَضِيْءُ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ فَضْلًا يَقْتَدِیْ بِهِ الْمُتَّقُوْنَ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰبَآئِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاَبْنَآئِهِ الْمَعْصُوْمِيْنَ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَ اَجْزَلَهَا وَاَعْطِهِ سُؤْلَهٗ وَغَايَةَ مَاْمُوْلِهِ وَ اَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ وَارْدُدْ عَلَيْنَا مِنْهُ السَّلَامَ ، وَ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ عَلَى الْاِمَامِ الْهَادِیْ وَصِیِّ الْاَوْصِيَآءِ وَ وَارِثِ عِلْمِ الْاَنْبِيَآءِ ، عَلَمِ الدِّيْنِ

وَ النَّاطِقِ بِالْحَقِّ الْيَقِيْنِ وَ اَبِی الْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ ، اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَيْهِ كَمَا عَبَدَكَ مُخْلِصًا وَ اَطَاعَكَ مُخْلِصًا مُجْتَهِدًا وَ اجْزِهٖ عَنْ اِحْيَآءِ سُنَّتِكَ وَ اِقَامَةِ فَرَآئِضِكَ خَيْرَ جَزَآءِ الْمُتَّقِيْنَ وَ اَفْضَلَ ثَوَابِ الصَّالِحِيْنَ وَ خُصَّهُ مِنَّا بِالسَّلَامِ ، وَ ارْدُدْ عَلَيْنَا مِنْهُ السَّلَامَ وَ السَّلَامُ عَلَيْهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ۔

عمِ پیغمبرِ اکرمؐ جناب عباسؑ ابنِ عبدالمطلبؑ کی زیارت

* * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْاِمَامُ الْحَسَنُ الْمُجْتَبٰى ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامُ زَيْنُ الْعَابِدِينَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامُ الْبَاقِرُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
الْإِمَامُ جَعْفَرِ نِ الصَّادِقُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ
بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَ مَعْدِنَ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْكُمْ وَ أَرْضَاكُمْ أَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ
مَثْوٰيكُمْ وَ مَسْكَنَكُمْ وَ مَحَلَّكُمْ وَ مَأْوٰيكُمْ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا صَاحِبَ السِّقَايَةِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۰

جنابِ فاطمہؑ بنتِ اسدؑ کی زیارت

* * * * *

اَلسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

سَيِّدِ الْآخِرِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بَعَثَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدِ الْهَاشِمِيَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الصِّدِّيْقَةُ الْمَرْضِيَّةُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْكَرِيْمَةُ الرَّضِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا كَافِلَةَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا وَالِدَةَ سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ ظَهَرَتْ شَفَقَتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ تَرْبِيَتُهَا لِوَلِيِّ اللّٰهِ الْاَمِيْنِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلٰى رُوْحِكِ وَبَدَنِكِ الطَّاهِرِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلٰى وَلَدِكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَشْهَدُ اَنَّكِ اَحْسَنْتِ الْكَفَالَةَ وَاَدَّيْتِ الْاَمَانَةَ وَاجْتَهَدْتِ فِيْ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَبَالَغْتِ فِيْ حِفْظِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَارِفَةً بِحَقِّهٖ مُؤْمِنَةً بِصِدْقِهٖ مُعْتَرِفَةً بِنُبُوَّتِهٖ مُسْتَبْصِرَةً بِنِعْمَتِهٖ ، كَافِلَةً بِتَرْبِيَتِهٖ ، مُشْفِقَةً عَلٰى نَفْسِهٖ وَاقِفَةً عَلٰى خِدْمَتِهٖ مُخْتَارَةً رِضَاهُ ، مُؤْثِرَةً هَوَاهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكِ مَضَيْتِ عَلَى الْاِيْمَانِ وَالتَّمَسُّكِ

بِأَشْرَفِ الْأَدْيَانِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً، طَاهِرَةً زَكِيَّةً
تَقِيَّةً نَقِيَّةً، فَرَضِيَ اللهُ عَنْكِ وَ أَرْضَاكِ
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَأْوٰكِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
وَانْفَعْنِي بِزِيَارَتِهَا ثَبِّتْنِي عَلٰى مَحَبَّتِهَا، وَلَا
تَحْرِمْنِي بِشَفَاعَتِهَا وَشَفَاعَةِ الْأَئِمَّةِ مِنْ
ذُرِّيَّتِهَا، وَ ارْزُقْنِي مُرَافَقَتَهَا، وَ احْشُرْ فِيْ
مَعَهَا وَمَعَ أَوْلَادِهَا الطَّاهِرِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا
تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِيْ إِيَّاهَا وَارْزُقْنِي
الْعَوْدَ إِلَيْهَا أَبَدًا أَمَّا أَبْقَيْتَنِي وَ إِذَا
تَوَفَّيْتَنِيْ فَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَتِهَا وَ اَدْخِلْنِيْ
فِيْ شَفَاعَتِهَا، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّهَا عِنْدَكَ وَ مَنْزِلَتِهَا
لَدَيْكَ اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَ الْمُؤْمِنَاتِ، وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ
فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ
النَّارِ •

: ⑤ :

جناب اُمُّ البنین ؑ کی زیارت

* * * * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ وَلِیِّ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ،
اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّ الْبَنِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ
یَا اُمَّ الْعَبَّاسِ ابْنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ
اَبِیْ طَالِبٍ ؑ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ
مَنْزِلَکِ وَمَاْوٰکِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

جناب رسولِ اکرم ﷺ کی پھوپھیوں ؑ کی زیارت

* * * * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا عَمَّتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ،
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا عَمَّتَیْ حَبِیْبِ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمَا یَا عَمَّتَیِ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْکُمَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمَا وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
وَبَرَکَاتُہٗ ۔

حضور اکرمؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ کی زیارت

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی صَفِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی نَجِیِّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَخَاتِمِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخِیَرَۃِ اللّٰہِ مِنْ خَلْقِہٖ فِیْ اَرْضِہٖ وَسَمَآئِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ اَنْبِیَآئِہٖ وَرُسُلِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَی الشُّھَدَآءِ وَالسُّعَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیَّتُھَا الرُّوْحُ الزَّاکِیَۃُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الشَّرِیْفَۃُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا السُّلَالَۃُ الطَّاھِرَۃُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا النَّسَمَۃُ الزَّاکِیَۃُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ خَیْرِ الْوَرٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ النَّبِیِّ الْمُجْتَبٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ الْمَبْعُوْثِ اِلٰی کَافَّۃِ الْوَرٰی، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ الْمُؤَیَّدِ بِالْقُرْاٰنِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ الْمُرْسَلِ اِلَى الْاِنْسِ وَالْجَانِّ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ صَاحِبِ الرَّايَةِ وَالْعَلَامَةِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ الشَّفِيْعِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَابْنَ مَنْ حَبَاهُ اللّٰهُ بِالْكَرَامَةِ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ .

اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدِ اخْتَارَ اللّٰهُ لَكَ دَارَ
اِنْعَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّكْتُبَ عَلَيْكَ اَحْكَامَهٗ ، اَوْ
يُكَلِّفَكَ حَلَالَهٗ وَحَرَامَهٗ ، فَنَقَلَكَ اِلَيْهِ
طَيِّبًا زَاكِيًا مَّرْضِيًّا طَاهِرًا مِّنْ كُلِّ نَجَسٍ
مُقَدَّسًا مِّنْ كُلِّ دَنَسٍ ، وَبَوَّأَكَ جَنَّةَ الْمَاْوٰى
وَرَفَعَكَ اِلَى الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
صَلَاةً تَقَرُّبِهَا عَيْنُ رَسُوْلِهٖ وَتُبَلِّغُهٗ اَكْبَرَ
مَاْمُوْلِهٖ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَ
اَزْكٰهَا وَاَنْمٰى بَرَكَاتِكَ وَاَوْفٰهَا عَلٰى رَسُوْلِكَ
وَنَبِيِّكَ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى مَنْ نَسَلَ مِنْ اَوْلَادِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ
عَلٰى مَنْ خَلَّفَ مِنْ عِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ
مُحَمَّدٍ صَفِيِّكَ وَاِبْرَاهِيْمَ نَجْلِ نَبِيِّكَ اَنْ

تَجْعَلَ سَعْيِي بِهِمْ مَشْكُورًا وَ ذَنْبِي بِهِمْ مَغْفُورًا
وَحَيَاتِي بِهِمْ سَعِيدَةً وَ عَافِيَتِي بِهِمْ حَمِيدًا
وَحَوَائِجِي بِهِمْ مَقْضِيَّةً وَ اَفْعَالِي بِهِمْ مَرْضِيَّةً
وَ اُمُورِي بِهِمْ مَسْعُودَةً وَ شُؤُونِي بِهِمْ مَحْمُودَةً
اَللّٰهُمَّ وَ اَحْسِنْ لِيَ التَّوْفِيقَ وَنَفِّسْ عَنِّيْ
كُلَّ هَمٍّ وَضِيقٍ ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِيْ عِقَابَكَ
وَ امْنَحْنِيْ ثَوَابَكَ وَ اَسْكِنِّيْ جِنَانَكَ وَارْزُقْنِيْ
رِضْوَانَكَ وَ اَمَانَكَ وَاَشْرِكْ لِيْ فِيْ صَالِحِ
دُعَائِيْ وَالِدَيَّ وَوُلْدِيْ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَ الْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ
وَلِيُّ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ اٰمِيْنَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۔

حضور اکرمؐ کے والد گرامی جناب عبداللہ کی زیارت

★ ★ ★ ★ ★

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا اَمِيْنَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا مُسْتَوْدَعَ نُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

يَا وَالِدَ خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ انْتَهَى اِلَيْهِ الْوَدِيْعَةُ وَالْاَمَانَةُ الْمَنِيْعَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَوْدَعَ اللّٰهُ فِيْ صُلْبِهِ الطَّيِّبِ الطَّاهِرِ الْمَكِيْنِ نُوْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَالِدَ سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ حَفِظْتَ الْوَصِيَّةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ عَنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْ رَسُوْلِهِ وَكُنْتَ فِيْ دِيْنِكَ عَلٰى يَقِيْنٍ، وَاَشْهَدُ اَنَّكَ اتَّبَعْتَ دِيْنَ اللّٰهِ عَلٰى مِنْهَاجِ جَدِّكَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ فِيْ حَيَاتِكَ وَبَعْدَ وَفَاتِكَ عَلٰى مَرْضَاتِ اللّٰهِ فِيْ رَسُوْلِهِ، وَاَقْرَرْتَ وَصَدَّقْتَ بِنُبُوَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَوِلَايَةِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَالْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

زیارت اہل قبور

اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، بِحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَيْفَ

وَجَدْتُمْ قَوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
يَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِغْفِرْ لِمَنْ
قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ مَنْ قَالَ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللّٰهِ

(۳۱)

عمِ پیغمبر اکرمؐ سیّد الشہداء جناب حمزہؑ کی زیارت

★★★★★

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الشُّهَدَآءِ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَسَدَ اللّٰهِ وَاَسَدَ رَسُوْلِهٖ،
اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ جَاهَدْتَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ،
وَجُدْتَ بِنَفْسِكَ وَنَصَحْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكُنْتَ
فِيْمَا عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ رَاغِبًا، بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ
اَتَيْتُكَ مُتَقَرِّبًا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِزِيَارَتِكَ
وَمُتَقَرِّبًا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِذٰلِكَ
رَاغِبًا اِلَيْكَ فِي الشَّفَاعَةِ اَبْتَغِيْ بِزِيَارَتِكَ خَلَاصَ

نَفْسِی مُتَعَوِّذاً بِكَ مِنْ نَارٍ اسْتَحَقَّهَا مِثْلِی
بِمَا جَنَیْتُ عَلٰی نَفْسِی هَارِباً مِنْ ذُنُوبِی الَّتِی
احْتَطَبْتُهَا عَلٰی ظَهْرِی، فَزِعاً إِلَیْكَ رَجَاءَ رَحْمَةِ
رَبِّی، أَتَیْتُكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیدَةٍ طَالِباً فَكَاكَ
رَقَبَتِی مِنَ النَّارِ وَقَدْ أَوْقَرَتْ ظَهْرِی ذُنُوبِی
فَأَتَیْتُ مَا أَسْخَطَ رَبِّی وَلَمْ أَجِدْ أَحَداً أَفْزَعُ
إِلَیْهِ خَیْراً لِی مِنْكُمْ أَهْلَ بَیْتِ الرَّحْمَةِ فَكُنْ
لِی شَفِیعاً یَوْمَ فَقْرِی وَحَاجَتِی فَقَدْ سِرْتُ
إِلَیْكَ مَحْزُوناً وَأَتَیْتُكَ مَكْرُوباً وَسَكَبْتُ
عَبْرَتِی عِنْدَكَ بَاكِیاً وَصِرْتُ إِلَیْكَ مُفْرَداً
وَأَنْتَ مِمَّنْ أَمَرَنِی اللّٰهُ بِصِلَتِهِ وَحَثَّنِی
عَلٰی بِرِّهِ وَدَلَّنِی عَلٰی فَضْلِهِ وَهَدَانِی لِحُبِّهِ
وَرَغَّبَنِی فِی الْوِفَادَةِ إِلَیْهِ وَأَلْهَمَنِی طَلَبَ
الْحَوَائِجِ عِنْدَهُ أَنْتُمْ أَهْلُ بَیْتٍ لَا یَشْقٰی
مَنْ تَوَلَّاكُمْ وَلَا یَخِیبُ مَنْ أَتَاكُمْ وَلَا یَخْسَرُ
مَنْ یَهْوَاكُمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ إِنِّی تَعَرَّضْتُ لِرَحْمَتِكَ بِلُزُومِی
لِقَبْرِ عَمِّ نَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ لِیُجِیرَنِی مِنْ

نِقْمَتِكَ وَسَخَطِكَ وَمَقْتِكَ فِي يَوْمٍ تَكْثُرُ فِيهِ
الْأَصْوَاتُ وَتَشْغَلُ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا قَدَّمَتْ
وَتُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا ، فَإِنْ تَرْحَمْنِي الْيَوْمَ فَلَا
خَوْفَ عَلَيَّ وَلَا حُزْنَ ، وَإِنْ تُعَاقِبْ فَمَوْلًى لَهُ
الْقُدْرَةُ عَلَىٰ عَبْدِهِ وَلَا تُخَيِّبْنِي بَعْدَ الْيَوْمِ
وَلَا تَصْرِفْنِي بِغَيْرِ حَاجَتِي فَقَدْ لَصِقْتُ بِقَبْرِ
عَمِّ نَبِيِّكَ وَتَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِكَ وَرَجَاءَ رَحْمَتِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّي وَعُدْ
بِحِلْمِكَ عَلَىٰ جَهْلِي وَبِرَأْفَتِكَ جِنَايَةِ نَفْسِي
فَقَدْ عَظُمَ جُرْمِي وَمَا أَخَافُ أَنْ تَظْلِمَنِي وَلٰكِنْ
أَخَافُ سُوْٓءَ الْحِسَابِ فَانْظُرِ الْيَوْمَ تَقَلُّبِي عَلَىٰ
قَبْرِ عَمِّ نَبِيِّكَ فَبِهِمَا فُكَّنِي مِنَ النَّارِ وَلَا تُخَيِّبْ
سَعْيِي ، وَلَا يَهُونَنَّ عَلَيْكَ ابْتِهَالِي وَلَا تَحْجُبَنَّ
عَنْكَ صَوْتِي وَلَا تَقْلِبْنِي بِغَيْرِ حَوَآئِجِي ، يَا
غِيَاثَ كُلِّ مَكْرُوبٍ وَّمَحْزُونٍ ، وَيَا مُفَرِّجًا
عَنِ الْمَلْهُوفِ الْحَيْرَانِ الْغَرِيقِ الْمُشْرِفِ
عَلَى الْهَلَكَةِ ، فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ
وَانْظُرْ إِلَيَّ نَظْرَةً لَا أَشْقَىٰ بَعْدَهَا أَبَدًا
وَارْحَمْ تَضَرُّعِي وَعَبْرَتِي وَانْفِرَادِي فَقَدْ

رَجَوْتُ رِضَاكَ وَتَحَرَّيْتُ الْخَيْرَ الَّذِي لَا يُعْطِهِ
اَحَدٌ سِوَاكَ ، فَلَا تَرُدَّ آمَالِي ، اَللّٰهُمَّ اِنْ تُعَاقِبْ
فَمَوْلًى لَهُ الْقُدْرَةُ عَلٰى عَبْدِهٖ وَجَزَاءِهٖ بِسُوْءِ
فِعْلِهٖ ، فَلَا اَخِيْبَنَّ الْيَوْمَ وَلَا تَصْرِفْنِيْ بِغَيْرِ
حَاجَتِيْ وَلَا تُخَيِّبَنَّ شُخُوْصِيْ وَوِفَادَتِيْ فَقَدْ
اَنْفَدْتُ نَفَقَتِيْ وَاَتْعَبْتُ بَدَنِيْ وَقَطَعْتُ
الْمَفَازَاتِ وَخَلَّفْتُ الْاَهْلَ وَالْمَالَ وَمَا خَوَّلْتَنِيْ
وَاٰثَرْتُ مَا عِنْدَكَ عَلٰى نَفْسِيْ وَلُذْتُ بِقَبْرِ عَمِّ
نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ، وَتَقَرَّبْتُ بِهٖ
ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَعُدْ بِحِلْمِكَ عَلٰى جَهْلِيْ
وَبِرَأْفَتِكَ عَلٰى قَلْبِيْ فَقَدْ عَظُمَ جُرْمِيْ
• بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيْمُ يَا كَرِيْمُ •

جنگِ اُحُد کے شُہداء کی زیارت

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى
اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا

الشُّهَدَآءُ الْمُؤْمِنُونَ، اَلسَّلَامُ يَا اَهْلَ بَيْتِ
الْاِيْمَانِ وَالتَّوْحِيْدِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَنْصَارَ
دِيْنِ اللهِ وَاَنْصَارَ رَسُوْلِهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ السَّلَامُ
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ،
اَشْهَدُ اَنَّ اللهَ اخْتَارَكُمْ لِدِيْنِهٖ وَاصْطَفَاكُمْ
لِرَسُوْلِهٖ، وَاَشْهَدُ اَنَّكُمْ قَدْ جَاهَدْتُمْ فِي اللهِ
حَقَّ جِهَادِهٖ وَذَبَبْتُمْ عَنْ دِيْنِ اللهِ وَعَنْ نَبِيِّهٖ
وَجُدْتُمْ بِاَنْفُسِكُمْ دُوْنَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّكُمْ
قُتِلْتُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ رَسُوْلِ اللهِ فَجَزَاكُمُ اللهُ
عَنْ نَبِيِّهٖ وَعَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ اَفْضَلَ الْجَزَآءِ
وَعَرَّفَنَا وُجُوْهَكُمْ فِيْ مَحَلِّ رِضْوَانِهٖ وَمَوْضِعِ
اِكْرَامِهٖ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا، اَشْهَدُ
اَنَّكُمْ حِزْبُ اللهِ، وَاَنَّ مَنْ حَارَبَكُمْ فَقَدْ حَارَبَ
اللهَ، وَاَنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ الْفَآئِزِيْنَ
الَّذِيْنَ هُمْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ،
فَعَلٰى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، اَتَيْتُكُمْ يَا اَهْلَ التَّوْحِيْدِ
زَآئِرًا وَبِحَقِّكُمْ عَارِفًا وَبِزِيَارَتِكُمْ اِلَى اللهِ مُتَقَرِّبًا

وَ بِمَا سَبَقَ مِنْ شَرِيْفِ الْاَعْمَالِ وَ مَرْضِيِّ الْاَفْعَالِ عَالِمًا ، فَعَلَيْكُمْ سَلَامُ اللّٰهِ وَ رَحْمَتُهٗ وَ بَرَكَاتُهٗ وَ عَلٰى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ غَضَبُهٗ وَ سَخَطُهٗ

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِزِيَارَتِهِمْ وَ ثَبِّتْنِيْ عَلٰى قَصْدِهِمْ وَ تَوَفَّنِيْ عَلٰى مَا تَوَفَّيْتَهُمْ عَلَيْهِ وَ اجْمَعْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ فِيْ مُسْتَقَرِّ دَارِ رَحْمَتِكَ اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّ نَحْنُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ۔

مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت کی زیارات

زیارتِ وداعِ رسولِ اکرمؐ

* * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَ اَسْتَرْعِيْكَ وَ اَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَ دَلَلْتَ عَلَيْهِ ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنِّيْ لِزِيَارَةِ قَبْرِ نَبِيِّكَ فَاِنْ تَوَفَّيْتَنِيْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ فِيْ

مَمَاتِیْ عَلٰی مَا شَهِدْتُ عَلَیْهِ فِیْ حَیَاتِیْ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ،

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا السَّفِیْرُ بَیْنَ اللّٰهِ وَبَیْنَ خَلْقِهٖ، اَشْهَدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ كُنْتَ نُوْرًا فِی الْاَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَ الْاَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ. لَمْ تُنَجِّسْكَ الْجَاهِلِیَّةُ بِاَنْجَاسِهَا وَ لَمْ تُلْبِسْكَ مِنْ مُدْلَهِمَّاتِ ثِیَابِهَا وَاَشْهَدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّیْ مُؤْمِنٌ بِكَ وَبِالْاَئِمَّةِ مِنْ اَهْلِ بَیْتِكَ اَعْلَامِ الْهُدٰی وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی وَ الْحُجَّةِ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِیَارَةِ نَبِیِّكَ عَلَیْهِ السَّلَامُ، وَ اِنْ تَوَفَّیْتَنِیْ فَاِنِّیْ اَشْهَدُ فِیْ مَمَاتِیْ عَلٰی مَا اَشْهَدُ عَلَیْهِ فِیْ حَیَاتِیْ، اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ اَوْلِیَآؤُكَ وَاَنْصَارُكَ وَحُجَجُكَ

عَلٰى خَلْقِكَ وَخُلَفَاۤؤُكَ فِىْ عِبَادِكَ وَاَعْلَامُكَ فِىْ بِلَادِكَ وَخُزَّانُ عِلْمِكَ ، وَحَفَظَةُ سِرِّكَ وَتَرَاجِمَةُ وَحْيِكَ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَلِّغْ رُوْحَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ ، فِىْ سَاعَتِىْ هٰذِهٖ وَفِىْ كُلِّ سَاعَةٍ تَحِيَّةً مِّنِّىْ وَسَلَامًا ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَةِ قَبْرِ نَبِيِّكَ ، فَاِنْ تَوَفَّيْتَنِىْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَاِنِّىْ اَشْهَدُ فِىْ مَمَاتِىْ عَلٰى مَا اَشْهَدُ عَلَيْهِ فِىْ حَيَاتِىْ ، اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنَّكَ قَدِ اخْتَرْتَهٗ مِنْ خَلْقِكَ ثُمَّ اخْتَرْتَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ الْاَئِمَّةَ الطَّاهِرِيْنَ الَّذِيْنَ اَذْهَبْتَ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرْتَهُمْ تَطْهِيْرًا ، فَاحْشُرْنَا مَعَهُمْ وَفِىْ زُمْرَتِهِمْ وَتَحْتَ لِوَآئِهِمْ وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ . اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ ، لَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اٰخِرَ تَسْلِيْمِىْ عَلَيْكَ۔

زیارتِ وداعِ ائمّہ طاہرین علیہم السلام

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَئِمَّةَ الْهُدٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ وَاَقْرَءُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ، اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَبِمَا جِئْتُمْ بِهٖ وَدَلَلْتُمْ عَلَيْهِ ، اَللّٰهُمَّ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ ۔

مکّہ معظمہ کی خاص خاص زیارتیں

★ ★ ★ ★ ★ ★

زیارت جناب عبد مناف ؑ جدِّ پیغمبر اکرم ؐ

★ ★ ★ ★ ★

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا السَّيِّدُ النَّبِيْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْغُصْنُ الْمُثْمِرُ مِنْ شَجَرَةِ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّ خَيْرِ الْوَرٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ الْاَنْبِيَاءِ الْاَصْفِيَاءِ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ يَابْنَ الْاَوْصِيَاءِ الْاَوْلِيَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْحَرَمِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ بَيْتِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰبَآئِكَ وَاَبْنَآئِكَ الطَّاهِرِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

:(٥):

زیارت جناب عبد المطّلبؑ جدِّ پیغمبرِ اکرمؐ

* * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْبَطْحَاءِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ نَادَاهُ هَاتِفُ الْغَيْبِ بِاَكْرَمِ نِدَآءٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَابْنَ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ الذَّبِيْحِ اِسْمٰعِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَهْلَكَ اللّٰهُ بِدُعَائِهٖ اَصْحَابَ الْفِيْلِ ، وَجَعَلَ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ تَضَرَّعَ فِيْ حَاجَاتِهٖ اِلَى اللّٰهِ وَتَوَسَّلَ فِيْ دُعَائِهٖ بِنُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهُ
وَنُوْدِیَ فِی الْكَعْبَةِ وَبُشِّرَ بِالْاِجَابَةِ فِیْ دُعَائِهٖ
وَاَسْجَدَ اللّٰهُ الْفِيْلَ اِكْرَامًا وَّاِعْظَامًا لَّهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَنْبَعَ اللّٰهُ لَهُ الْمَآءَ حَتّٰی
شَرِبَ وَارْتَوٰی فِی الْاَرْضِ الْقَفْرَآءِ ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا ابْنَ الذَّبِيْحِ وَاَبَا الذَّبِيْحِ ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا سَاقِیَ الْحَجِيْجِ وَحَافِرَ زَمْزَمَ ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ نَسْلِهٖ سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ
وَخَيْرَ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا مَنْ طَافَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ وَجَعَلَهٗ سَبْعَةَ
اَشْوَاطٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ رَاٰی فِی الْمَنَامِ
سِلْسِلَةَ النُّوْرِ وَعَلِمَ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْبَةَ الْحَمْدِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
وَعَلٰی اٰبَائِكَ وَاَجْدَادِكَ وَاَبْنَائِكَ جَمِيْعًا
وَّرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ •

زیارت حضرت ابوطالبؑ

(عمّ پیغمبرِ اکرمؐ و والدِ محترم امیرالمومنینؑ)

* * * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْبَطْحَاءِ وَابْنَ رَئِیْسِهَا ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ الْكَعْبَةِ بَعْدَ تَأْسِیْسِهَا ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا كَافِلَ الرَّسُوْلِ وَنَاصِرَهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰیؐ وَ اَبَا الْمُرْتَضٰیؑ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَیْضَةَ الْبَلَدِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الذَّابُّ عَنِ الدِّیْنِ وَالْبَاذِلُ نَفْسَهُ فِیْ نُصْرَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَلَدِكَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔

زیارت جناب آمنہؑ بنت وہب

(مادرِ گرامی قدر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

* * * * * * *

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الطَّاهِرَةُ الْمُطَهَّرَةُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ خَصَّهَا اللّٰهُ بِاَعْلَى الشَّرَفِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ سَطَعَ مِنْ جَبِيْنِهَا نُوْرُ
سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ فَاَضَاءَتْ بِهِ الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ نَزَلَتْ لِاَجْلِهَا الْمَلٰٓئِكَةُ
وَضُرِبَتْ لَهَا حُجُبُ الْجَنَّةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا مَنْ نَزَلَتْ لِخِدْمَتِهَا الْحُوْرُ الْعِيْنُ وَسَقَيْنَهَا
مِنْ شَرَابِ الْجَنَّةِ وَبَشَّرْنَهَا بِوِلَادَةِ خَيْرِ الْاَنْبِيَآءِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا اُمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ، فَهَنِيْئًا لَكِ بِمَا اٰتٰىكِ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلٍ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

زیارت حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا زَوْجَةَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اُمَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَیِّدَةِ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اَوَّلَ الْمُؤْمِنَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا مَنْ اَنْفَقَتْ مَالَهَا فِیْ نُصْرَةِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَنَصَرَتْهُ مَا اسْتَطَاعَتْ وَدَافَعَتْ عَنْهُ الْاَعْدَاءَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا مَنْ سَلَّمَ عَلَیْهَا جِبْرَائِیْلُ ، وَ بَلَّغَهَا السَّلَامُ مِنَ اللّٰهِ الْجَلِیْلِ فَهَنِیْئًا لَكِ بِمَا اَوْلَاكِ اللّٰهُ مِنْ فَضْلٍ ، وَالسَّلَامُ عَلَیْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

: ⊙ :

زیارتِ حضرت قاسمؑ فرزند رسولِ اکرمؐ

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

(قبرستانِ حضرت ابو طالبؑ کے اندر)

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا یَا قَاسِمَ بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَابْنَ نَبِیِّ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
بْنَ حَبِیْبِ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَابْنَ الْمُصْطَفٰی
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی مَنْ حَوْلَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَ الْمُؤْمِنَاتِ ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُمْ وَاَرْضَاکُمْ
اَحْسَنَ الرِّضَا ، وَ جَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمْ وَمَسْکَنَکُمْ
وَ مَاْوٰکُمْ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

زیارت حضرت اسماعیلؑ و جناب ہاجرہؑ

* * * * * * *

(حجر اسماعیلؑ کے پاس)

اَلسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا اِسْمَاعِیْلَ ذَبِیْحِ اللّٰہِ
ابْنِ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ
اللّٰہِ وَابْنَ نَبِیِّہٖ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاصَفِیَّ اللّٰہِ
وَابْنَ صَفِیِّہٖ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَنْبَعَ اللّٰہُ لَہٗ
بِئْرَ زَمْزَمَ حِیْنَ اَسْکَنَہٗ اَبُوْہُ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ
عِنْدَ بَیْتِ اللّٰہِ الْمُحَرَّمِ ، وَاسْتَجَابَ اللّٰہُ فِیْہِ
دَعْوَۃَ اَبِیْہِ اِبْرَاھِیْمَ حِیْنَ قَالَ : "رَبَّنَا اِنِّیْ
اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ

بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ
اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ
مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ " اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا مَنْ سَلَّمَ نَفْسَهٗ لِلذَّبْحِ طَاعَةً لِّاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى
اِذْ قَالَ لَهٗ اَبُوْهُ: " اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ
اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ، قَالَ يَآ اَبَتِ افْعَلْ
مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ "
فَدَفَعَ اللّٰهُ عَنْهُ الذِّبْحَ وَفَدَاهُ بِذِبْحٍ
عَظِيْمٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَعَانَ اَبَاهُ عَلٰى
بِنَاءِ الْكَعْبَةِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : " وَاِذْ يَرْفَعُ
اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ "
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ مَّدَحَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
فِيْ كِتَابِهٖ بِقَوْلِهٖ : " وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ
اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ،
وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ
عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا . "
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ
مُحَمَّدًا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
وَ عَلٰى اَبِيْكَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى اَخِيْكَ
اِسْحَاقَ نَبِيِّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى جَمِيْعِ
اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ الْمَدْفُوْنِيْنَ بِهٰذِهِ الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ
الْمُعَظَّمَةِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى اُمِّكَ الطَّاهِرَةِ
الصَّابِرَةِ هَاجَرَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ
حَشَرَنَا اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِكُمْ تَحْتَ لِوَآءِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ، وَلَاجَعَلَهُ اللّٰهُ اٰخِرَ
الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِكُمْ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ
اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ •

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

تمت بالخیر

تلبیہ

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ
لَکَ لَبَّیْکَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ
لَکَ وَالْمُلْکَ ط لَاشَرِیْکَ لَکَ ○

مطبع : ادارہ اصلاح
بی-۱۱۸، بلاک ۱۳، فیڈرل بی ایریا کراچی - ۷۵۹۵۰